عمران سیریز
الیکٹرونک آئی
مظہر کلیم ایم اے

آتا ہے کہ جیسے آپ نے دین و دنیا کے ہر سبجیکٹ پر اعلیٰ تعلیم حاصل کر رکھی ہے۔ ایک وضاحت بھی آپ سے کرانی ہے کہ عمران پہلے تو ہپناٹزم کا عمل کر کے انسان کے لاشعور سے معلومات حاصل کرتا تھا لیکن اب اکثر ناولوں میں وہ صرف دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ کر اس کے لاشعور سے معلومات حاصل کر لیتا ہے۔ یہ کونسا علم ہے۔ اس بارے میں ضرور وضاحت کریں"۔

محترمہ ایمان ہمدانی صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جو سوال پوچھا ہے اس بارے میں اکثر ناولوں میں وضاحت بھی آچکی ہے کہ یہ جدید علم ہے جسے آئی۔ ٹی کہا جاتا ہے۔ اصل میں اس علم کا نام آئیڈیا ٹرانسفر تھرو آئیز ہے یعنی آنکھوں کے ذریعے انسانی لاشعور میں داخل ہونا اور ذہنی خیالات کو اپنے ذہن میں ٹرانسفر کر لینا ہے۔ اس علم کے بارے میں کتب بھی غیر ممالک میں شائع ہوتی رہتی ہیں لیکن چونکہ یہ علم ابھی عام نہیں ہو سکا اس لئے اس بارے میں کتب ہمارے ملک میں دستیاب نہیں ہیں۔ جہاں تک ہپناٹزم کا تعلق ہے تو یہ قدیم علم ہے۔ اس لئے اس بارے میں ہر کوئی جانتا ہے۔ امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہو گی اور آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی اور خط میں اپنا شہر کا نام لکھنا بھی نہ بھولیں گی۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم۔ ایم اے

عمران ڈریسنگ روم سے نکل کر کمرے میں پہنچا ہی تھا کہ سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔

"آپ کہیں جا رہے ہیں"...... سلیمان نے اسے باقاعدہ لباس میں دیکھ کر کہا۔

"تمہیں ہزار بار بتایا ہے کہ جانے کا لفظ غیر مہذب سمجھا جاتا ہے اور تمہیں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کا باورچی ہونے کا اگر خوش قسمتی سے اعزاز حاصل ہو ہی گیا ہے تو تمہیں زبان بھی مہذب استعمال کرنی چاہئے۔ جانے کا لفظ ہمیں اس دنیا سے جانے کی یاد دلاتا ہے اور ہم ابھی اس دنیا سے جانے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"تو مہذب زبان میں جانے کو کیا کہا جاتا ہے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آنا مطلب ہے آمد۔ اس طرح سننے والے کو احساس رہتا ہے کہ ابھی اس نے اس دنیا میں آنا ہے اس لئے ابھی اس کی عمر طویل ہے"...... عمران نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کی آمد تو ڈریسنگ روم سے ہوئی ہے۔ کہیں مہذب زبان میں ڈریسنگ روم کو عالم بالا تو نہیں کہا جاتا۔ ویسے اگر کہا جاتا ہے تو غلط ہے کیونکہ عالم بالا میں تو لباس ایک طرف کفن بھی نہیں ہوتا"...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

"پھر وہی بد شگونی۔ میں جانے کے لفظ کو رو رہا تھا کہ تم نے معاملہ کفن تک پہنچا دیا۔ اس لئے اب سوائے اس کے اور کیا کیا جا سکتا ہے کہ بیٹھ کر چائے پی جائے"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"چائے بیٹھ کر پینی ہے تو پھر آپ کچن میں جا کر بیٹھئے اور جب چائے بن جائے تو مجھے آواز دے دیجئے۔ میں اس وقت تک اخبارات میں عید کے فنکشنوں کی لسٹ تیار کر لوں"...... سلیمان نے کہا۔

"عید فنکشنز۔ کیا مطلب۔ یہ عید کیسے تمہیں یاد آ گئی اتنے دنوں بعد"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں عید الفطر کی بات نہیں کر رہا بلکہ عید الاضحیٰ کی بات کر رہا ہوں۔ میرا مطلب ہے بقر عید"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بقر عید۔ اوہ۔ لیکن کیا اس سال دونوں عیدیں اکٹھی منائی جا رہی ہیں۔ حیرت ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ آپ اکٹھی ہی سمجھ لیجئے کیونکہ تین ماہ کا فرق بہرحال آپ کے لئے تو کوئی فرق نہیں ہو سکتا"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ تم عید پر گاؤں جانے کے لئے چھٹی مانگنے آئے ہو گے۔ لیکن چونکہ تم ایک عید پر جا چکے ہو اس لئے اس بار تمہیں چھٹی نہیں مل سکتی"...... عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں مانگنے کا قائل ہی نہیں ہوں اور دوسری بات"...... سلیمان نے کہنا شروع کیا۔

"ارے۔ ارے۔ ایک منٹ۔ ایک منٹ۔ میں ذرا ٹیپ ریکارڈر لے آؤں۔ ایک منٹ"...... عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹیپ ریکارڈر کی کیا ضرورت ہے۔ میں اپنی بات پر قائم رہنے والا ہوں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر قائم رہنا کہ تم نے کہا ہے کہ تم مانگنے کے قائل نہیں ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم آئندہ اپنا قرض نہیں مانگو گے۔ ویری گڈ۔ یہ ہوئی ناں اصل خوشخبری۔ اب میں عید اطمینان و سکون سے منا سکوں گا"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میں مانگنے کی بجائے طلب کرنے کا لفظ استعمال کرتا ہوں کیونکہ یہ مہذب لفظ ہے"...... سلیمان نے کہا تو عمران نے دوبارہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اس کا چہرہ مایوسی سے لٹک گیا تھا۔

"مطلب ہے کہ تم اپنا قرضہ اب طلب کرو گے۔ اوہ۔ اوہ۔ طلب وہ کرتا ہے جو طالب علم ہو اور جو طالب علم نہ ہو وہ"۔ عمران نے ایک بار پھر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میں طالب علم ضرور ہوں لیکن آپ سے طالب قرضہ ہوں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویری سوری۔ آغا سلیمان پاشا۔ دیکھو تمہیں تو معلوم ہے کہ میں ان دنوں بیکار ہوں۔ سیکرٹ سروس کے پاس بھی کوئی کیس نہیں ہے۔ فورسٹارز بھی فارغ ہیں اور سنیک کلرز تو ویسے بھی بھنگ پی کر سوئے ہوئے ہیں اور پھر بقول تمہارے عید بھی آ گئی ہے۔ ان حالات میں ویری سوری۔ تمہاری درخواست قبول نہیں ہو سکتی"...... عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"میں آپ سے قرضہ طلب نہیں کر رہا بلکہ اپنا قرضہ واپس طلب کر رہا ہوں"...... سلیمان نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم طلب کر سکتے ہو لیکن تمہیں معلوم تو ہو گا کہ طلب کے لئے مہذب لوگ حسن طلب کا خیال رکھتے ہیں اور حسن طلب کا مطلب ہوتا ہے کہ اس انداز میں طلب کرنا کہ دوسرے کی خودی، خودداری، احساس شخصیت اور احترام

آدمیت پر معمولی سی ضرب بھی نہ لگے نہ کہ تمہاری طرح کہ لٹھ مار انداز میں کہہ دیا کہ میں تم سے اپنا قرضہ طلب کرتا ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سلیمان کوئی جواب دیتا اچانک میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"تم فون اٹنڈ کرو اور میری باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ میں اس دوران کسی سے جا کر کچھ قرضہ مانگ سکوں تاکہ عید پر کوئی اچھا سا فنکشن شاندار انداز میں اٹنڈ کیا جا سکے"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ سلیمان نے رسیور اٹھا لیا۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... سلیمان نے کہا۔

"سس۔ سلام بڑی بیگم صاحبہ۔ سج۔ جی۔ ہاں۔ موجود ہیں"۔ سلیمان کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو راہداری میں پہنچا ہوا عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ ظاہر ہے اس کے کانوں میں بڑی بیگم صاحبہ کے الفاظ پہنچ چکے تھے۔

"اماں بی کا فون ہے"...... عمران نے تیزی سے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب اپنے حسن طلب کا مظاہرہ اطمینان سے کر لیجئے"۔ سلیمان نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا تو عمران نے جلدی سے سائیڈ پر رکھا ہوا رسیور اٹھا لیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اماں بی خیریت ہے ناں"۔

عمران نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

" وعلیکم السلام ۔ یہ جب بھی میں فون کرتی ہوں تمہیں خیریت کیوں یاد آجاتی ہے۔ تمہارا مطلب ہے کہ خیریت ہو تو تمہیں فون نہیں کیا جاسکتا"...... اماں بی کی غصیلی آواز سنائی دی۔

" اوہ نہیں۔ اماں بی خیریت سے میرا مطلب ہوتا ہے کہ خدا کرے آپ اور ڈیڈی سب بخیریت ہوں"...... عمران نے بات کو گھماتے ہوئے جواب دیا۔

" اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اپنے حفظ وامان میں رکھے ۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ اس بار بقر عید کے لئے بکرے تم نے خریدنے ہیں اور عید میں اب دن بہت تھوڑے سے رہ گئے ہیں اس لئے جا کر ایک جوڑی بکرے خریدو اور انہیں کوٹھی پہنچاؤ"...... اماں بی نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

" بب ۔ بکرے ۔ میرا مطلب ہے کہ قربانی کے بکرے ۔ مم ۔ مگر اماں بی میں نے تو کبھی بکرے نہیں خریدے ۔ ہمیشہ گاؤں سے ڈیڈی منگوا لیا کرتے تھے"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" مجھے معلوم ہے اسی لئے تو میں تمہیں کہہ رہی ہوں ۔ اب ساری عمر ماں باپ تو نہیں بیٹھے رہتے ۔ تمہیں بھی معلوم ہونا چاہئے کہ بقر عید کے لئے بکرے کیسے اور کس طرح کے خریدے جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے تمہارے ڈیڈی کو منع کر دیا ہے کہ وہ اس بار گاؤں

سے بکرے نہ منگوائیں ۔ عمران خرید لے گا"...... اماں بی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن اماں بی منڈی سے تو بہت مہنگے بکرے ملتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ صحت مند بھی ہوں ۔ انہیں قسم قسم کی بیماریاں بھی ہو سکتی ہیں جبکہ گاؤں کی صحت مند فضا میں پلے ہوئے بکرے تو بہت اچھے ہوتے ہیں"...... عمران نے ٹالنے کے سے انداز میں کہا۔

" میں نے تمہیں یہ تو نہیں کہا کہ تم جا کر بیمار بکرے لے آؤ۔ کیا تمہاری آنکھیں نہیں ہیں کہ تمہیں صحت مند اور بیمار بکرے میں فرق ہی نظر نہیں آتا۔ آج ہی بکرے خرید کر پہنچاؤ کوٹھی پر اور سنو بکرے لے کر آنا۔ بکرے کی شکل کے بلی کے بچے نہ اٹھا لانا"۔ اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" مم ۔ مم ۔ مگر اماں بی صحت مند بکرے تو بہت مہنگے ملتے ہیں اور مم ۔ میرے پاس تو بلی کے بچے خریدنے کے بھی پیسے نہیں ہیں اس لئے بہتر ہے کہ آپ گاؤں سے ہی منگوا لیں"...... عمران نے اپنا آخری حربہ استعمال کرتے ہوئے کہا۔

" سلیمان کو بھیج کر رقم مجھ سے منگوا لو لیکن بکرے تم نے ہی خریدنے ہیں ۔ سمجھے"...... اماں بی نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ اماں بی ۔ میں سلیمان کو منڈی بھیج دیتا ہوں ۔ وہ بے حد عقلمند ہے ۔ خریداری کے معاملے میں تو انتہائی گھاگ ہو چکا ہے ۔ ایسے چن کر صحت مند بکرے لے آئے گا کہ آپ بھی خوش ہو

"جائیں گی اور ڈیڈی بھی"...... عمران نے فوراً ہی سلیمان پر بات ڈالتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم نے خود جا کر بکرے خریدنے ہیں۔ سلیمان کو ساتھ مت لے جانا۔ میں چاہتی ہوں کہ تمہیں بقر عید کے لئے بکرے خریدنے آجائیں۔ خبردار اگر تم اپنے ساتھ کسی کو لے گئے اور سنو آج شام تک بکرے کوٹھی نہ پہنچے تو پھر میں خود تمہارے ساتھ منڈی جاؤں گی"...... اماں بی نے انتہائی جلال بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا اماں بی۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر"...... آخرکار عمران نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"اللہ حافظ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ کر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"یا اللہ یہ تو نے مجھ ناچیز بندے کو کس سخت امتحان میں ڈال دیا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آپ بکرے خریدنے جائیں گے۔ مبارک ہو"...... سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خریداری کے بارے میں خصوصی عقل سلیم و سمجھ سے نوازا ہے اس لئے پلیز جا کر اماں بی سے رقم وصول کرو اور منڈی جا کر اماں بی کے نقطہ نظر کے بکرے خرید کر یہاں لے آؤ تاکہ میں جا کر انہیں اماں بی کی خدمت میں پیش کر کے سرخرو ہو سکوں۔ پلیز آغا سلیمان پاشا

صاحب"...... عمران نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ بڑی بیگم صاحبہ نے چونکہ یہ کام آپ کے ذمہ لگایا ہے اس لئے یہ کام آپ کو ہی کرنا ہوگا اور اس نیک کام کے لئے بڑی بیگم صاحبہ سے رقم لینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ سپیشل سیف میں رقم موجود ہے"...... سلیمان نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ وہ تو ایمرجنسی کے لئے ہے اور بکرے خریدنا تو ایمرجنسی نہیں ہے۔ جاؤ جا کر اماں بی سے رقم لے آؤ۔ جاؤ۔ ٹھیک ہے میں جا کر بکرے لے آتا ہوں۔ یہ کون سا مشکل کام ہے"۔ عمران نے فوراً ہی منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں جا کر بڑی بیگم صاحبہ کو بتا دیتا ہوں کہ آپ کے سپیشل سیف میں کتنی رقم ہے۔ آپ کے براؤن کوٹ کی اندرونی جیب میں کتنی رقم ہے اور آپ کی کالی جیکٹ کی جیب میں کتنی رقم ہے اور"۔ سلیمان نے بولنا شروع کیا۔

"ارے۔ ارے۔ بس۔ بس۔ یہ کیا بھیرویں الاپنی شروع کر دی ہے۔ تمہیں پتہ ہے کہ ایسے راز ٹاپ سیکرٹ ہوتے ہیں۔ خبردار اگر تم نے انہیں اوپن کیا"...... عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جائیں اور جا کر بکرے خرید کر کوٹھی پہنچائیں تاکہ آپ کو بھی پتہ چلے کہ بکرے کیسے خریدے جاتے ہیں۔ بڑی بیگم صاحبہ نے دراصل آپ کا امتحان لینے کا سوچا ہے"...... سلیمان نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"امتحان۔ کیسا امتحان۔ بکرے خریدنے میں امتحان کہاں سے گھس آیا۔ آسان سا مسئلہ ہے۔ رقم جیب میں ڈالو۔ منڈی جاؤ اور جو بکرے پسند آئیں خرید کر لے آؤ۔ اس میں امتحان کا کیا دخل"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر بقر عید کے لئے بکرے خریدنا اتنا آسان ہوتا تو بڑی بیگم صاحبہ آپ کو کیوں بھیجتیں۔ کوٹھی کے کسی ملازم کو رقم دے کر بھیج دیتیں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ آخر اس میں مشکل کیا ہے"...... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ اچھے بکرے کی کیا خصوصیات ہوتی ہیں"۔ سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"بکرے کی خصوصیات۔ کیا مطلب۔ بکرے کی کیا خصوصیات ہوتی ہیں۔ بس بکرا ہوتا ہے۔ اوہ۔ اچھا میں سمجھ گیا تمہارا مطلب ہے کہ کانا، لولا، لنگڑا نہ ہو۔ دم کٹی ہوئی نہ ہو۔ سینگ ٹوٹا ہوا نہ ہو۔ میرا مطلب ہے کہ کوئی شرعی عیب نہ ہو۔ تم فکر نہ کرو وہ میں دیکھ لوں گا"...... عمران نے کہا تو سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کون سا بکرا لیں گے۔ دو دانتوں والا۔ چار دانتوں والا۔ چھ دانتوں والا"...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"دو دانتوں والا۔ چار دانتوں والا۔ چھ دانتوں والا۔ کیا مطلب۔ یہ دانتوں کی تعداد کا کیا مسئلہ ہوتا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دو دانتوں والا بکرا عام طور پر پسند کیا جاتا ہے کیونکہ یہ نوجوان بکرا ہوتا ہے۔ صحت مند بھی ہوتا ہے اور اس کا گوشت نرم اور لذیذ ہوتا ہے۔ جو چار دانتوں والا ہوتا ہے یہ جوان بکرا ہوتا ہے لیکن اس کا گوشت دو دانتوں والے سے قدرے سخت ہوتا ہے اور چھ دانتوں والا بوڑھا بکرا ہوتا ہے اور اس کا گوشت انتہائی سخت ہوتا ہے اور لذیذ بھی نہیں ہوتا"...... سلیمان نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کمال ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے کوئی ڈینٹیسٹ ساتھ لے جانا پڑے گا جو پہلے منڈی کے تمام بکروں کے دانت چیک کرے۔ حیرت ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہمارے ہاں بکرے بیچنے والے جو کام دکھاتے ہیں اس کے مقابل ڈاکٹر کی ساری علمیت دھری کی دھری رہ جاتی ہے اور پھر آپ کس کس ڈاکٹر کو ساتھ لے جائیں گے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے عجیب عذاب میں ڈال دیا ہے مجھے۔ سیدھے سادھے کام کو اتنا پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اب پہلے دانت گنتے پھرو۔ پھر بکرا خریدو۔ یہ کیا چکر ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جناب چھ دانتوں والے بکرے کے سائیڈوں کے دانت توڑ دیئے جاتے ہیں اور ان کو ریتی سے گھسا دیا جاتا ہے اس طرح چھ دانتوں والا چار یا دو دانتوں والا بکرا بنا دیا جاتا ہے اور پھر اب تو یہاں تک نوبت پہنچ چکی ہے کہ نقلی دانت بھی لگائے جانے لگ گئے ہیں تاکہ خریدار کی آنکھوں میں دھول جھونکی جاسکے"...... سلیمان نے کہا تو عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ نیک مقصد کے لئے بکرے خریدنے ہوتے ہیں۔ کون اس نیک کام میں دھوکہ کر سکتا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کو کیا معلوم کہ کیا کیا نہیں ہوتا۔ بکرے کو بیسن ملا پانی پلا دیا جاتا ہے جس سے بکرے کا جسم ہوا سے پھول جاتا ہے اور بکرا انتہائی صحت مند نظر آتا ہے لیکن جب آپ اسے گھر لے آتے ہیں تو ہوا خارج اور بکرا بلی کا بچہ بن جاتا ہے"...... سلیمان نے کہا تو عمران کی آنکھیں مزید پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا۔ کیا واقعی"...... عمران نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"اب کیا کیا بتاؤں آپ کو۔ ٹوٹے ہوئے سینگ کو سلوشن سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ کھال کو چمکدار اور صحت مند بنانے کے لئے باقاعدہ ابٹن ملے جاتے ہیں۔ مصنوعی آنکھ لگوائی جاتی ہے۔ کیا کیا بتاؤں۔ بہرحال اچھے خاصے عقلمند لوگ بکرا منڈی جا کر احمق بن جاتے ہیں

اور آپ تو بہرحال اناڑی ہیں۔ شاید یہ سب سوچ کر بڑی بیگم صاحبہ نے آپ کو عقلمند بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جو بکرے آپ کوٹھی پہنچائیں گے وہ عید کا روز آنے تک واقعی بلی کے بچوں میں تبدیل ہو چکے ہوں گے اور پھر بڑی بیگم صاحبہ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کتنے عقلمند ہیں"...... سلیمان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"یا اللہ یہ کس امتحان میں ڈال دیا تو نے۔ اب کیا ہو گا۔ سلیمان پیارے سلیمان۔ ارے میرا مطلب ہے آغا سلیمان پاشا تم میرے ساتھ چلو۔ یہ تو واقعی اس قدر مشکل کام ہے کہ شاید اس سے مشکل کام ہی کوئی اور نہ ہو"...... عمران نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ آپ کی دھوم پوری دنیا میں ہے کہ آپ جیسا ذہین، عقلمند اور سمجھ دار کوئی نہیں ہے اور آپ بکرا منڈی سے دو بکرے بھی نہیں خرید سکتے۔ سوری۔ میرے پاس وقت نہیں ہے"۔ سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر۔ کیا تمہیں بکرا منڈی سے عید کے لئے بکرے خریدنے کا طریقہ آتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ کو اچانک بکرا منڈی سے بکرے خریدنے کا خیال کیسے آ گیا"...... اس بار دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا تو عمران نے اماں بی کے فون سے لے کر سلیمان سے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی تو دوسری طرف سے بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"سنا ہوا تو میں نے بھی ایسا ہی ہے۔ بہرحال سلیمان ان معاملات میں ہم سے زیادہ سمجھ دار ہے۔ آپ سلیمان کو بھیج دیں۔ وہ لے آئے گا بکرے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس نے صاف انکار کر دیا ہے۔ تم اپنی بات کرو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ میں نے تو کبھی خریداری نہیں کی۔ ڈیڈی ملازموں سے منگوا لیتے ہیں۔ مجھے تو علم ہی نہیں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر اب کیا ہو گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی فائلیں چیک کرو۔ شاید کسی میں یہ خصوصیت بھی موجود ہو کہ وہ بکرا منڈی سے عید کے لئے بکرے خریدنے کا سپیشلسٹ ہو"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ویسے خصوصیات کے خانوں میں اس خانے کا اضافہ بھی ہونا چاہئے تھا۔ البتہ اب تک نہیں ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے سب آپ ہی کی طرح ہوں گے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب

دیا۔

"پھر تم ہی مشورہ دو کہ اب کیا کیا جائے۔ اس سلیمان کی باتوں نے تو مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ میں جا کر بکرے لے آؤں اور وہ نکل آئیں بلی کے بچے تو اماں بی نے تو عید والے روز میرا سر جوتیوں سے توڑ دینا ہے"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"آپ سوپر فیاض کی خدمات حاصل کریں"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ اس نادر و نایاب مشورے کا بے حد شکریہ۔ وہ واقعی گھاگ آدمی ہے۔ اوہ ویری گڈ۔ اب بات بن جائے گی"...... عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ویسے عمران صاحب۔ اس بار دانش منزل میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے باقاعدہ قربانی کیوں نہ کی جائے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"فوراً کرو۔ نیک کام سے کون انکار کر سکتا ہے۔ لیکن مجھے نہ کہنا کہ بکرے خرید لاؤں۔ ہاں"...... عمران نے جلدی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور کریڈل پر رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف روانہ ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اس کی کار تیزی سے سنٹرل انٹیلی جنس کی عمارت کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ سوپر فیاض اس کا یہ مسئلہ آخرکار حل کرا دے گا۔

کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا اور کرسی پر آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا سامنے رکھی ہوئی ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے میز کے کنارے پر نصب ایک بٹن پریس کیا تو دروازہ آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا اور کمرے میں ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی مسکراتی ہوئی داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر شوخ رنگ کا اسکرٹ تھا۔ وہ یورپی نژاد نظر آ رہی تھی۔

"اوہ سیلی تم۔ آؤ بیٹھو"...... ادھیڑ عمر جو خود بھی یورپی نژاد تھا، نے چونک کر مسکراتے ہوئے کہا اور سامنے رکھی ہوئی فائل بند کر کے اس کرسی کی سائیڈ پر رکھی ہوئی ٹوکری میں رکھ دی۔

"تم نے مجھے کال کیا تھا برائن۔ کیا کوئی خصوصی مشن ہے"۔ لڑکی نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا

کر کہا۔

"پہلے تم یہ بتاؤ۔ کیا تم پاکیشیا جا کر مشن مکمل کرنے کے لئے تیار ہو"...... برائن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"پاکیشیا۔ ہاں کیوں نہیں۔ کیا پاکیشیا میں مشن مکمل نہیں کیا جا سکتا"...... سیلی نے چونک کر کہا۔

"بتایا تو یہی گیا ہے کہ پاکیشیا میں مشن مکمل کرنا بڑے جان جوکھوں کا کام ہے۔ وہاں کی سیکرٹ سروس انتہائی تیز اور خطرناک ہے۔ خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والا آدمی علی عمران جو بظاہر مسخرہ سا نوجوان ہے لیکن اس کی اتنی تعریفیں کی جاتی ہیں کہ جیسے وہ مافوق الفطرت قوتوں کا حامل ہو"...... برائن نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو میں ضرور جاؤں گی۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ مجھے ایسے ہی مشن پسند ہیں۔ گڈ۔ اب بتاؤ کیا مشن ہے"...... سیلی نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ فائل پڑھ لو پھر تفصیل سے بات ہو گی"...... برائن نے میز کی دراز سے ایک فائل نکال کر سیلی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور سیلی نے فائل کھول کر اسے تیزی سے پڑھنا شروع کر دیا۔ فائل خاصی ضخیم تھی۔ وہ اسے پڑھتی رہی اور پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر فائل بند کر دی۔

"ویری گڈ۔ جو کچھ اس فائل میں درج ہے اگر اس کا ایک فیصد بھی درست ہے تو واقعی یہ میرے لئے شاندار مشن ثابت ہو گا۔ میں

اس سروس کو بتا دوں گی کہ سیلی سے ٹکرانے کے بعد وہ کسی کو منہ
دکھانے کے لائق ہی نہیں رہیں گے"...... سیلی نے مسکراتے ہوئے
کہا تو برائن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"مجھے یقین تھا اور اسی لئے میں نے یہ مشن قبول کر لیا ہے۔ اس
مشن کی پیمنٹ بھی مجھے اتنی کی گئی ہے کہ شاید آج تک اتنی رقم پہلے
کبھی کسی نے نہ کی ہو گی"...... برائن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مشن کیا ہے۔ یہ تو بتاؤ اور کس کا مشن ہے"...... سیلی نے
کہا۔

"مشن بڑا سادہ سا ہے۔ ہم نے پاکیشیا میں ایک سائنس دان کو
تلاش کرنا ہے جو کسی خفیہ مقام پر کسی خصوصی الیکٹرونک آئی پر
کام کر رہا ہے۔ اس سائنس دان کا نام ڈاکٹر عبدالجبار ہے اور کہا جاتا
ہے کہ وہ پاکیشیا کے دارالحکومت کے نواح میں کسی پرائیویٹ خفیہ
لیبارٹری میں کام کر رہا ہے۔ یہ خفیہ الیکٹرونک آئی طویل فاصلے سے
ایٹمی ہتھیاروں کو نہ صرف چیک کر لیتی ہے بلکہ اس کی خصوصی
ماہیت اور اس سارے ایریئے کے بارے میں بھی تفصیلی رپورٹ
حاصل کر لیتی ہے۔ اس لئے اس الیکٹرونک آئی کے فارمولے سے
اسرائیل کو بھی دلچسپی ہے اور کافرستان کو بھی۔ مجھے اسرائیلی حکومت
نے اس مشن کے لئے بک کیا ہے تاکہ میں اس خفیہ لیبارٹری کو
تلاش کر کے اس سائنس دان سے یہ فارمولا حاصل کروں اور اس
سائنس دان کو اور اس کی لیبارٹری کو تباہ کر دوں"۔ برائن نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سیلی کا اشتیاق بھرا چہرہ بے اختیار لٹک
گیا۔ اس نے برا سا منہ بنا لیا۔

"برائن۔ یہ کیسا مشن تم نے بک کر لیا ہے۔ یہ تو انتہائی عام سا
مشن ہے۔ اسرائیل یا کافرستانی ایجنٹ بڑی آسانی سے اس کو مکمل کر
سکتے ہیں۔ اب کیا پرائڈ گروپ یہ معمولی سا مشن مکمل کرے گا اور وہ
بھی سیلی سیکشن۔ نہیں برائن یہ معمولی سا مشن ہے۔ تم اسے واپس
کر دو ورنہ پرائڈ گروپ کی ساری اہمیت ہی ختم ہو جائے گی"۔ سیلی
نے منہ بناتے ہوئے کہا تو برائن بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا خیال ہے کہ اسرائیلی اور کافرستانی حکام دونوں ہی احمق
ہیں جو انہوں نے اس معمولی سے مشن کے لئے پرائڈ گروپ سے
رجوع کیا ہے اور اس کے لئے اس قدر نقد پیمنٹ کی ہے کہ شاید اتنی
پیمنٹ اس سے پہلے پرائڈ گروپ نے کسی بھی مشن کے لئے وصول نہ
کی ہے"...... برائن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ لیکن اس لیبارٹری
کے بارے میں کچھ معلوم کیا گیا ہے یا نہیں"...... سیلی نے
رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"یہ خفیہ لیبارٹری دارالحکومت کے نواحی علاقے فاضل پور میں
ہے۔ یہ پہاڑی علاقہ ہے اور یہاں ایک قدیم قلعہ ہے جہاں آثار
قدیمہ کا بہت بڑا دفتر ہے اور جسے دیکھنے کے لئے سیاح وہاں کافی تعداد
میں آتے رہتے ہیں۔ فاضل پور کے اس آثار قدیمہ کے قلعے میں ایک

عجائب گھر بھی ہے۔ ویسے وہ ایک عام سا پہاڑی قصبہ ہے۔ البتہ یہ علاقہ ایک اور وجہ سے بھی مشہور ہے۔ اس پہاڑی علاقے میں ایک خاص قسم کی عمارتی لکڑی کے جنگل موجود ہیں اس لئے اس قصبے میں لکڑی کی تجارت ہوتی ہے اور سیاح اس جنگل کو دیکھنے کے لئے بھی جاتے ہیں اور چونکہ یہ جنگل درندوں وغیرہ سے خالی ہے اور انتہائی خوبصورت تفریحی مقام ہے وہاں کی حکومت نے بھی اس جنگل میں باقاعدہ سیاحوں کے لئے رہائشی ہٹ بنا رکھے ہیں اور وہاں سے جنگل کی سیر کے لئے گائیڈ عام مل جاتے ہیں۔ لیکن آج تک باوجود کوشش کے اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم نہیں ہو سکا''...... برائن نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لیبارٹری لامحالہ اس پہاڑی علاقے میں ہے اور یقیناً اس کے حفاظتی اقدامات بھی کئے گئے ہوں گے۔ ٹھیک ہے اب مجھے کچھ کچھ دلچسپی محسوس ہونے لگ گئی ہے اس مشن میں''...... سیلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اصل بات یہ کہ حکومت کا اس لیبارٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ بات طے شدہ ہے ورنہ ایجنٹ اسے تلاش کر لیتے اور اس کا علم بھی کافرستان کی حکومت کو اس لئے ہو گیا کہ اس سائنس دان نے اس الیکٹرونک آئی کا تجربہ فضا میں موجود ایک مواصلاتی سیارے کے ذریعے کرنے کی کوشش کی۔ یہ مواصلاتی سیارہ یورپ کی ایک پرائیویٹ کمپنی کا ہے۔ جس کا نام ڈبل سٹار کمپنی ہے اور یہ کمپنی

گریٹ لینڈ کی ہے۔ اس کمپنی نے اس مواصلاتی سیارے کے ذریعے کافرستان پاکیشیا اور ارد گرد کے کئی چھوٹے چھوٹے ممالک کے لئے یہ سیارہ فضا میں چھوڑا ہوا ہے۔ اس سیارے کے بارے میں ان ممالک کی حکومتیں نہ صرف واقف ہیں بلکہ انہوں نے اسے تجارتی مقاصد کے لئے اجازت بھی دی ہوئی ہے۔ اس نے اس کے ذریعے الیکٹرونک آئی کا تجربہ کیا لیکن یہ تجربہ ناکام ہو گیا لیکن اس کی ناکامی کی وجہ سے اس کا علم کافرستان کو ہو گیا اور پھر کافرستان کی وجہ سے اس کا علم اسرائیل کو بھی ہو گیا۔ اس بارے میں جو ابتدائی معلومات ملی ہیں ان سے سائنس دانوں نے اس کی اصل ماہیت کا اندازہ لگایا اور پھر یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکیشیا کو اس الیکٹرونک آئی کے حصول سے نہ صرف روکا جائے بلکہ یہ فارمولا بھی حاصل کیا جائے اور اس سائنس دان اور اس لیبارٹری کو بھی تباہ کر دیا جائے تاکہ پاکیشیا آئندہ اس فارمولے پر کام نہ کر سکے۔ چنانچہ دونوں حکومتوں کے ایجنٹوں نے اس پر کام شروع کیا لیکن باوجود سرتوڑ کوششوں کے وہ صرف اتنا ہی معلوم کر سکے کہ یہ لیبارٹری فاصل پور کے علاقے میں ہے۔ پاکیشیا کی حکومت کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ البتہ اس ڈاکٹر عبدالجبار کے متعلق معلومات مل گئیں۔ یہ سائنس دان طویل عرصہ تک کارمن کی لیبارٹریوں میں کام کرتا رہا ہے اور پھر ریٹائر ہو کر واپس پاکیشیا چلا گیا ہے۔ اس کے بعد طویل سوچ بچار کے بعد اس مشن کے لئے پرائڈ گروپ کو ہائر کرنے کا فیصلہ کیا

گیا کیونکہ اسرائیل اور کافرستان کی حکومتوں کے خیال کے مطابق
پرائڈ گروپ نے جس تیزی سے انتہائی مشکل مشنز میں کامیابی حاصل
کی ہے اور سب سے اہم بات یہ کہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس ہمارے
گروپ کے بارے میں معلومات بھی نہیں رکھتی اور نہ ہمارے
گروپ کے بارے میں معلومات فروخت کرنے والی کسی ایجنسی کو
معلومات حاصل ہیں۔ یہ ساری باتیں سوچ کر انہوں نے مجھ سے
بات کی اور میں نے یہ مشن بک کر لیا اور میں بھی طویل سوچ بچار
کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تمہارا سیکشن اس میں کامیابی حاصل
کر سکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ تمہارا سیکشن ایسے کاموں میں بے حد
مہارت رکھتا ہے۔ دوسرا یہ کہ تم کافرستان اور دوسرے ملحقہ ممالک
میں کئی مشن انتہائی کامیابی سے سرانجام دے چکی ہو اور پاکیشیا کا
ماحول بھی کافرستان جیسا ہے اس لئے تمہیں وہاں کام کرتے ہوئے
اجنبیت یا پریشانی نہ ہو گی"...... برائن نے تفصیل سے بات کرتے
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ان حالات میں واقعی تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔
لیکن یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں کہاں سے داخل ہو
گئی۔ سیکرٹ سروس کا دائرہ کار تو غیر ممالک میں ہوتا ہے وہ اپنے
ملک میں تو کام نہیں کیا کرتے اور پھر اس کا اس لیبارٹری سے بظاہر
کوئی تعلق بھی نہیں ہونا چاہئے"...... سیلی نے کہا۔

"اسرائیل اور کافرستانی حکومتیں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی

اصل میں سب سے زیادہ خوفزدہ ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ لوگ کسی
دائرے تک محدود نہیں رہتے اور پھر بقول ان کے پاکیشیا میں کوئی
بھی مشن مکمل کیا جائے ان تک کسی نہ کسی انداز میں اطلاع پہنچ
جاتی ہے اور وہ کسی عفریت کی طرح کام کرنے والوں کے پیچھے لگ
جاتے ہیں اور مشن ناکام ہو جاتا ہے اس لئے انہوں نے خاص طور پر
اس بارے میں نہ صرف مجھے مطلع کیا ہے بلکہ یہ فائل بھی مجھے بھجوائی
ہے اور مجھے کہا گیا ہے کہ میں حتیٰ الوسع یہ کوشش کروں کہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس کو اس مشن کی اطلاع نہ ہو سکے ورنہ ہم ناکام ہو
جائیں گے"...... برائن نے کہا تو سیلی بے اختیار ہنس پڑی۔

"اتنی بڑی بڑی حکومتیں اور جن کے پاس بے شمار تربیت یافتہ
سیکرٹ ایجنسیاں بھی ہیں اور بے شمار کام کرنے والے لوگ بھی
ہیں وہ چند افراد سے اس طرح خوفزدہ ہیں۔ عجیب لوگ ہیں۔ تم بے
فکر رہو برائن۔ اول تو انہیں علم ہی نہ ہو سکے گا اور اگر ہو گیا تو پھر
ان کی موت سیلی سیکشن کے ہاتھوں ہی ہو گی اور مشن تو بہرحال ہم
نے مکمل کرنا ہی ہے"...... سیلی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں نے تمہیں سب کچھ تفصیل سے بتا دیا
ہے اب اسے مکمل کرنا تمہارا کام ہے۔ البتہ کوشش کرنا کہ ان سے
ٹکراؤ نہ ہو سکے"...... برائن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک
سرخ رنگ کی فائل نکالی۔ اسے اپنے سامنے رکھ کر کھولا اور پھر اس کا

ایک صفحہ پلٹ کر اس نے دستخط کئے اور فائل بند کر کے اس نے سیلی کی طرف بڑھا دی۔

" اب پرائڈ گروپ کی عزت اور ساکھ تمہارے ہاتھ میں ہے سیلی"...... برائن نے فائل سیلی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" تم بے فکر رہو برائن۔ اس مشن کو مکمل سمجھو"...... سیلی نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا اور فائل پکڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

" وش یو گڈ لک"...... برائن نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ان دونوں نے بڑے پرجوش انداز میں مصافحہ کیا اور سیلی مسکراتی ہوئی مڑی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ برائن نے ایک طویل سانس لیا اور اس مرتبہ اس کا انداز بتا رہا تھا جیسے سیلی کے ذمے یہ مشن لگا کر وہ کافی مطمئن ہو گیا ہو کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پرائڈ گروپ کی اصل روح رواں سیلی اور اس کا سیکشن ہی ہے اسی کی وجہ سے ہی پرائڈ گروپ نے انتہائی مختصر عرصہ میں ایکریمیا اور ایشیا ہر جگہ اپنی دھاک بٹھا دی تھی۔

عمران نے کار سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی وسیع و عریض پارکنگ میں روکی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ آفس کے باہر چپڑاسی موجود تھا۔ عمران کے قریب پہنچنے پر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

" تمہارا صاحب کیا کر رہا ہے"...... عمران نے سلام دعا کے بعد پوچھا۔

" صاحب ابھی ابھی بڑے صاحب کے آفس سے اٹھ کر آئے ہیں اور ان کا موڈ سخت خراب ہے"...... چپڑاسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ تو ظاہر ہے ہر آدمی کا ہوتا ہے جو تازہ تازہ جھاڑیں کھا کر آیا ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس نے پردہ ہٹایا اور اندر داخل ہو گیا۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ جناب آنریبل سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو۔ کیا اس حقیر کو باریابی کی اجازت مل سکتی ہے"...... عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض جو میز پر رکھی ہوئی فائل پر سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا، نے چونک کر سر اٹھایا۔

" تم عمران۔ کیسے آنا ہوا"...... سوپر فیاض نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

" پہلے میرے سلام کا جواب دو تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا سپرنٹنڈنٹ ابھی تک مسلمان ہے۔ مرتد نہیں اور یہ بات تم جانتے ہو کہ مرتد کی سزا کیا ہوتی ہے"...... عمران نے کہا۔

" وعلیکم السلام۔ یہ تم نے آتے ہی کیا بکواس شروع کر دی ہے نانسنس۔ تمہیں ہر وقت مذاق سوجھتا رہتا ہے چاہے دوسرے کی جان پر ہی کیوں نہ بنی ہوئی ہو"...... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے اور زچ ہونے والے انداز میں سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو تمہاری جان پر بنی ہوئی ہے۔ پہلے تم اپنی جان کی تفصیل تو بتاؤ کہ کون ہے تمہاری جان تاکہ مجھے بھی معلوم ہو سکے کہ تمہاری جان پر کیا بنی ہوئی ہے"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نہ چاہنے کے باوجود ہنس پڑا۔

" تم سے خدا سمجھے ۔ تم نجانے بات کو کہاں سے کہاں لے جاتے

ہو۔ بہرحال بتاؤ کیسے آنا ہوا"...... سوپر فیاض نے سامنے رکھی ہوئی فائل بند کرتے ہوئے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" یہ بتاؤ کہ تم بقر عید کے لئے بکروں کی خریداری کیسے کرتے ہو"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

" بقر عید کے لئے بکروں کی خریداری۔ کیا مطلب ہے۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... سوپر فیاض نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میرے اس فقرے میں کون سا لفظ تمہاری سمجھ میں نہیں آیا۔ بقر عید کا۔ بکرے کا یا خریداری کا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میرا مطلب ہے کہ آخر یہ تمہیں بیٹھے بٹھائے بقر عید کے لئے بکروں کی خریداری کی بات کیسے سوجھ گئی۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... سوپر فیاض نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اماں بی نے فون کر کے حکم دیا ہے کہ میں جا کر بکر منڈی سے ایک جوڑی بکرے خرید لاؤں اور وہ بکرے ہوں۔ بلی کے بچے نہ ہوں۔ میں نے سوچا کہ یہ تو انتہائی آسان کام ہے لیکن آغا سلیمان پاشا نے جب اس بارے میں وضاحتیں کیں تو مجھے پتہ چلا کہ یہ دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔ بڑی دیر سوچنے کے بعد مجھے تمہارا خیال آیا کہ تم جیسا ذہین اور گھاگ آدمی دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا اس لئے اگر تمہیں ساتھ بکر منڈی لے جایا جائے تو پھر کسی کی مجال ہے کہ کوئی

دھوکہ کر سکے"....... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ بڑے صاحب تو گاؤں سے ہر سال بکرے منگواتے ہیں۔ اس بار کیا ہوا ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"اس بار بھی آجاتے لیکن نجانے اماں بی کو کیوں خیال آگیا کہ میں خود جا کر بکرے خرید لاؤں۔ چنانچہ انہوں نے حکم صادر کر دیا۔ میں نے لاکھ کہا کہ سلیمان جا کر لے آئے گا لیکن اماں بی نے کہا ہے کہ میں سلیمان کو ساتھ بھی نہ لے جاؤں اور خود جا کر خریداری کروں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ شاید عمران کی حالت زار سے لطف لے رہا تھا۔

"سوری عمران میں تو بکر منڈی نہیں جا سکتا۔ میں تو اپنے لئے بھی چپڑاسی سے بکرے منگواتا ہوں۔ وہ لے آتا ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"چپڑاسی لے آتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ سچ سچ بتاؤ ورنہ میں ابھی چپڑاسی کو بلوا کر پوچھ لوں گا"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں تمہیں یقین کیوں نہیں آرہا۔ کیا چپڑاسی بکرے نہیں لا سکتا"...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے چپڑاسی اپنے لئے بکرا مشکل سے لاتا ہو گا وہ تمہارے لئے دو بکرے کہاں سے لا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ میں مفت میں بکرے منگواتا ہوں۔ نانسنس۔ یہ مذہبی مسئلہ ہے۔ میں خود اسے اپنی حلال کی کمائی سے رقم دیتا ہوں۔ نانسنس"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"حلال کی کمائی سے تمہارا مطلب ہے تنخواہ میں سے۔ لیکن کام تم کرتے نہیں اس لئے تنخواہ بھی تم پر حلال نہیں ہو سکتی اور پھر حلال کی کمائی کا کیا ذریعہ ہے تمہارے پاس"...... عمران نے کہا۔

"تو تم سمجھتے ہوئے کہ میں حرام کھاتا ہوں۔ میں انتہائی سخت ڈیوٹی دیتا ہوں۔ سمجھے۔ اس لئے جو کچھ مجھے حکومت سے ملتا ہے وہ حلال کی کمائی کے زمرے میں ہی آتا ہے"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بہرحال اب تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔ اٹھو چلیں۔ اگر کل کو کوئی مسئلہ بھی ہوا تو میں اماں بی سے کہہ دوں گا کہ تم نے بکروں کی خریداری کی تھی پھر اماں بی جانیں اور تم جانو"۔ عمران نے کہا۔

"چھوڑو اس مسئلے کو۔ تمہیں بکرے چاہئیں مل جائیں گے اور صحیح ریٹس پر ملیں گے۔ مجھے اس وقت تنگ نہ کرو۔ تمہارے ڈیڈی نے میری جان عذاب میں ڈال رکھی ہے۔ اب تم خود بتاؤ بھلا یہ کام سنٹرل انٹیلی جنس کا ہے کہ وہ آثار قدیمہ کی حفاظت کرتے پھریں"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"آثار قدیمہ کی حفاظت۔ کیا مطلب"...... عمران نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے ڈیڈی نے حکم دیا ہے کہ ہم فاضل پور کے آثار قدیمہ کو چیک کریں کیونکہ انہیں اطلاع ملی ہے کہ وہاں کے آثار قدیمہ سے انتہائی اہم نوادرات چوری ہونے کا امکان ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"ڈیڈی کو کیسے معلوم ہوا۔ کیا کوئی اطلاع ملی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ آثار قدیمہ کے ڈائریکٹر جنرل نے تمہارے ڈیڈی سے کہا ہے کہ ایک غیر ملکی کو نوادرات چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا تو اس نے انکشاف کیا کہ باقاعدہ پلاننگ کے تحت یہ کام ہو رہا ہے اور اس کا پورا گروہ ہے۔ پھر اس غیر ملکی کو وہاں کے تھانے کی حراست سے گن پوائنٹ پر نکال لے جایا گیا۔ دو سپاہی بھی ہلاک کر دیئے گئے۔ چونکہ معاملہ غیر ملکیوں کا ہے اس لئے تمہارے ڈیڈی نے یہ کام اور اس گروہ کی گرفتاری کے ساتھ ساتھ آثار قدیمہ کی حفاظت کی ذمہ داری بھی مجھ پر ڈال دی ہے۔ اب جہاں تک اس گروہ کا تعلق ہے تو اس پر میں نے کئی افراد کی ڈیوٹی لگا دی ہے اور وہ کام کر رہے ہیں۔ لیکن اب حفاظت کا کیا کروں۔ کیا میں وہاں جا کر نوادرات پر پہرہ دیا کروں"...... سوپر فیاض نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہارے پاس اس سلسلہ کی فائل ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ہے۔ لیکن تم کیا دیکھنا چاہتے ہو"...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ شاید عمران کے اس طرح دلچسپی لینے سے چونک گیا تھا۔

"کون سے نوادرات وہاں سے چوری کئے جا رہے تھے۔ کیا اس کی لسٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"ایک غیر ملکی کو وہاں کے گارڈ نے پکڑ لیا۔ اس گارڈ کے مطابق وہاں کے قدیم قلعے سے ملنے والے ایک چوکور باکس کو چوری کیا جا رہا تھا۔ کسی لکڑی کا بنا ہوا باکس ہے جس پر عجیب سی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ باکس قلعے کی ملکہ کا ذاتی باکس تھا اور وہ اس میں اپنے خصوصی نوادرات رکھا کرتی تھی"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ وہاں کے گارڈ کو الرٹ کر دو اور اپنا کوئی آدمی وہاں بطور سیکورٹی آفیسر بھجوا دو۔ اس وقت تک وہ وہاں ڈیوٹی دے جب تک غیر ملکیوں کا یہ گینگ پکڑا نہیں جاتا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ یہ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب تم بتاؤ چائے پیو گے یا تمہیں کوئی مشروب پلوایا جائے"...... سوپر فیاض نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ عمران کے مشورے نے اس کے ذہن پر پڑا ہوا دباؤ ختم کر دیا تھا اس لئے وہ اب ایزی نظر آنے لگ گیا تھا۔

"مجھے تو بکرے خریدنے ہیں اور وہ بھی آج شام سے پہلے پہلے ورنہ اماں بی کا حکم ہے کہ وہ بھی ساتھ ہی جائیں گی اور تم جانتے ہو کہ

اماں بی اگر بکر منڈی پہنچ گئیں تو پھر ایک بکرا بھی ان کے معیار پر پورا نہ اتر سکے گا اس لئے عافیت اسی میں ہے کہ شام سے پہلے پہلے دو بکرے خرید کر پہنچا دیئے جائیں"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے گھنٹی بجا دی۔ دوسرے لمحے چپڑاسی اندر داخل ہوا۔

"امیر بخش۔ کیا تم بکر منڈی سے بکرے لے آتے ہو"۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"جی ہاں جناب"...... چپڑاسی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا تمہیں اچھے بکروں کی پہچان ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں صاحب۔ میرے تو ملنے والے سب مجھ سے ہی بکرے منگواتے ہیں"...... امیر بخش نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم خود قربانی کرتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ میں غریب آدمی ہوں میری استطاعت کہاں"۔ امیر بخش نے کہا۔

"تو پھر تمہیں کیسے اس کام میں مہارت ہو گئی"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جناب میرا باپ ساری عمر قصائیوں کا کام کرتا رہا ہے اور میں بھی جوانی تک اس کے ساتھ کام کرتا رہا ہوں۔ باپ کی وفات کے بعد میں نے بھی کام چھوڑ دیا اور ملازمت کر لی"...... امیر بخش نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اب تم میرے ساتھ چلو اور مجھے دو ایسے بکرے دلوا دو کہ جو عید کے روز تک بکرے ہی رہیں بلی کے بچے نہ رہ جائیں"...... عمران نے کہا تو امیر بخش بے اختیار ہنس پڑا۔

"جی صاحب۔ چلیں"...... امیر بخش نے کہا۔

"ٹھہرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ کل سے بچوں نے شور مچا رکھا ہے کہ بکرے لائے جائیں۔ چلو میں بھی خرید لوں گا"۔ سوپر فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سوپر فیاض نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض بول رہا ہوں"...... سوپر فیاض نے اپنی عادت کے مطابق اپنا عہدہ بتاتے ہوئے کہا۔

"عمران تمہارے آفس میں موجود ہے"...... دوسری طرف سے سر عبدالرحمن کی سخت آواز سنائی دی۔ چونکہ سر عبدالرحمن کی آواز خاصی بلند تھی اس لئے عمران کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔

"یس سر"...... سوپر فیاض نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اسے ساتھ لے کر میرے آفس میں آؤ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سوپر فیاض نے رسیور رکھ دیا۔

"تم باہر ٹھہرو"...... سوپر فیاض نے چپڑاسی سے کہا اور چپڑاسی سر

جھکا کر آفس سے باہر چلا گیا۔

" تمہارے ڈیڈی تمہیں بلا رہے ہیں"...... سوپر فیاض نے کہا۔

" ارے ۔کیا انہیں آفس میں بیٹھے بیٹھے الہام ہو جاتا ہے کہ میں تمہارے پاس آیا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" یہ انہی سے پوچھ لینا۔آؤ"...... سوپر فیاض نے تیزی سے کیپ اٹھاتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ "...... عمران نے سوپر فیاض سے پہلے کمرے میں داخل ہوتے ہی بڑے خشوع و خضوع سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

" وعلیکم السلام ۔آؤ بیٹھو"...... سر عبدالرحمن نے قدرے نرم لہجے میں کہا تو عمران چونک کر سر عبدالرحمن کو دیکھنے لگا کیونکہ یہ لہجہ اس کے لئے خلاف توقع تھا۔سوپر فیاض بھی سیلوٹ کر کے ایک سائیڈ پر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔جبکہ عمران دوسری سائیڈ پر کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

" کیا فیاض نے تمہیں بلایا ہے"...... سر عبدالرحمن نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اوہ نہیں ڈیڈی۔ بلکہ میں تو یہ سوچ کر سوپر فیاض کے پاس آیا تھا کہ یہ انتہائی ذہین، عقل مند، گھاگ، شاطر۔ اوہ۔ اوہ۔ میرا مطلب ہے کہ انتہائی چالاک، عیار۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ دراصل "۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس طرح خاموش ہو گیا جیسے

اسے مناسب الفاظ نہ مل رہے ہوں جبکہ سوپر فیاض کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا لیکن ظاہر ہے سر عبدالرحمن کے سامنے وہ کچھ بول نہ سکتا تھا۔

" بکواس کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو۔ میں سمجھا کہ فیاض نے تمہیں اس آثار قدیمہ والے سلسلے میں بلایا ہے"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ڈیڈی وہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔آثار قدیمہ بہرحال قدیم ہی ہوتا ہے۔یہاں تو آثار جدیدہ میں دو بکروں کا مسئلہ ہے اور خاص طور پر جس آثار جدیدہ کی ڈائریکٹر جنرل اماں بی ہوں تو آثار جدیدہ اور قدیمہ دونوں ہی آثار قیامت میں تبدیل ہو جاتے ہیں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔کیا تمہیں اب کسی کا خیال نہیں رہا۔ نانسنس"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہی بات تو میں نے اماں بی کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اگر میں بکرے لے آیا تو ڈیڈی کی توہین ہو گی۔ڈیڈی سمجھیں گے کہ ان کے جیتے جی اب بیٹا بکرے لانا شروع ہو گیا ہے۔چلو فی الحال بقرعید کے لئے ہی سہی لیکن پھر۔ وہ۔ وہ۔ میرا مطلب ہے کہ "۔ عمران نے آخری فقرہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یہ تم آخر کیا بکواس کر رہے ہو۔ کیسے بکرے۔ اور تم کیوں لاؤ گے۔ کیا مطلب ہوا"...... سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے لہجے میں

کہا تو عمران نے اماں بی کا فون آنے سے ان کے دفتر تک آنے کی تفصیل بڑے مودبانہ انداز میں دوہرا دی۔

"تو تم بکرے لینے آئے تھے۔ کیوں۔ یہ تمہیں بکر منڈی نظر آرہی ہے"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تو سوپر فیاض کی خدمات حاصل کرنے آیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے گاؤں میں کہلوا بھیجا ہے۔ وہاں سے آجائیں گے بکرے"...... سر عبدالرحمن نے دانت چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن اماں بی۔ ان کا حکم۔ وہ۔ وہ۔ آپ جانتے تو ہیں کہ"۔ عمران نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں انہیں سمجھا دوں گا۔ تم اب جا سکتے ہو"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"چلو یہ مسئلہ تو حل ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ جیسا ڈیڈی ہر ایک کو دے جو یہاں بیٹھے بٹھائے مسئلے حل کرا دیتے ہیں لیکن ڈیڈی سوپر فیاض بتا رہا تھا کہ آپ نے اب آثار قدیمہ پر توجہ دینی شروع کر دی ہے۔ وہ۔ وہ۔ ڈیڈی ابھی آپ اتنے بوڑھے۔ وہ۔ وہ۔ میرا مطلب ہے کہ ڈیڈی آپ کو آثار قدیمہ سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے"...... عمران نے ایک بار پھر بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"تو فیاض نے تمہیں بتا دیا ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے بلوایا

تھا۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے نوادرات کی چوری سے پاکیشیا کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بہرحال تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہمارا کام ہے۔ ہم اسے کر لیں گے"...... سر عبدالرحمن نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں وہ باکس اماں بی کو تحفے میں دے دوں۔ آخر وہ بھی تو ملکہ سے کم نہیں ہیں اور مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ آپ کسی بادشاہ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ لگا دی کیونکہ سر عبدالرحمن نے بھرا ہوا ریوالور اٹھا لیا تھا اور ان کا عمران کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ بتا رہا تھا کہ اگر عمران ایک لمحہ بھی یہاں رکا تو وہ اس پر گولی چلانے سے دریغ نہیں کریں گے۔ عمران ان کے آفس سے نکل کر سیدھا پارکنگ کی طرف آیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار کوٹھی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ڈیڈی تو جب بات کریں گے سو کریں گے اگر اس نے بات نہ کی تو شام کو اماں بی واقعی بھاری جوتی ہاتھ میں پکڑے فلیٹ پر پہنچ جائیں گی اور پھر انہیں سمجھانے والا بھی کوئی نہ ہو گا کیونکہ سلیمان تو ایسے موقعوں کے انتظار میں رہتا ہے۔ کوٹھی کے پورچ میں کار روک کر وہ نیچے اترا تو ملازم نے اسے سلام کیا۔

"اماں بی کہاں ہیں خیر دین"...... عمران نے سلام کا جواب دے کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ۔ بڑی بیگم صاحبہ اپنے کمرے میں ہیں چھوٹے صاحب"۔ خیر دین نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

" السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہٗ "...... عمران نے کمرے میں داخل ہو کر بڑے خشوع و خضوع بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر نماز پڑھنے والے تخت کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ اماں بی نماز پڑھنے والے تخت پر بیٹھی تسبیح پڑھنے میں مصروف تھیں۔

" وعلیکم السلام۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سدا سکھی رکھے۔ گرم ہوا سے بھی بچائے۔ وہ بکرے لے آئے ہو"...... اماں بی نے انتہائی محبت بھرے انداز میں عمران کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

" میں لانے لگا تھا لیکن ڈیڈی نے منع کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہاں منڈی کے بکرے صحت مند نہیں ہوتے۔ گاؤں کی فضا میں پلے ہوئے صحت مند بکرے ٹھیک رہتے ہیں۔ انہوں نے وہاں کہلوا دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ یہ بات تو ٹھیک ہے۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ عید پر نجانے کہاں کہاں سے بکرے اٹھا کر یہاں لائے جاتے ہوں گے۔ چلو ٹھیک ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ تمہیں کم از کم بکرے لے آنے کی سمجھ آجائے"...... اماں بی نے کہا۔

" اماں بی۔ بکرے منڈی سے لے آنے کی بجائے بہتر ہے کہ بکری کے بچے پال لئے جائیں۔ اس طرح قربانی کا اصل مقصد بھی پورا ہو جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ لیکن یہاں مسئلہ یہ ہے کہ ساری کوٹھی کے فرش پختہ ہیں۔ وہ گند کرتے ہیں اور بو اٹھتی ہے"۔ اماں بی نے کہا۔

" اماں بی۔ ساتھ کھلا احاطہ ہے۔ وہاں رکھوا دیں گے۔ خیر دین کو ان کے پالنے کا شوق ہے۔ اس کا شوق بھی پورا ہوتا رہے گا"۔ عمران نے کہا اور اماں بی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اماں بی سے اجازت لے کر کوٹھی سے نکلا اور واپس فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

ٹائیگر نے کار والٹن کلب کی پارکنگ میں روکی اور پھر اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کلب کا مینجر جیکی اس کا خاصا گہرا دوست تھا اور وہ اکثر جیکی سے میل ملاقات رکھتا تھا کیونکہ جیکی کے ذریعے اسے بعض اوقات اپنے مطلب کی معلومات مل جایا کرتی تھیں۔ آج صبح کو ابھی وہ اپنے کمرے میں تھا کہ جیکی کا فون اسے ملا۔ اس نے اسے کلب میں بلایا تھا کیونکہ وہ اسے کوئی اہم کام دینا چاہتا تھا اور جب ٹائیگر کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ کام کا تعلق غیر ملکی سے ہے تو ٹائیگر نے فوراً ہی کلب آنے کی حامی بھر لی اور اس وقت وہ جیکی سے ملنے ہی جا رہا تھا۔ چونکہ کلب کے گارڈز اس سے اچھی طرح واقف تھے اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا جیکی کے آفس تک پہنچ گیا۔ جیکی آفس میں بیٹھا تھا۔

"آؤ۔ آؤ ٹائیگر میں تمہارا انتظار ہی کر رہا تھا"...... جیکی نے اٹھ

کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔ کیا بہت زیادہ رقم پکڑ لی ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیکی بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"رقم کا مسئلہ نہیں ہے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ اول تو میں کوئی کام پکڑتا نہیں ہوں لیکن اگر پکڑ لوں تو پھر میری کوشش ہوتی ہے کہ وہ جلد از جلد نمٹ جائے"...... جیکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر دو تین نمبر پریس کئے اور کسی کو مشروب لانے کا آرڈر دے کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ہاں اب بتاؤ کیا کام ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ایک ریٹائرڈ سائنس دان ہیں ڈاکٹر عبدالجبار۔ انہیں تلاش کرنا ہے"...... جیکی نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"ریٹائرڈ سائنس دان۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اس کے ذہن کے کسی کونے میں بھی نہ تھا کہ جیکی اسے اس انداز کا کام دے سکتا ہے۔

"اس میں اتنا پریشان ہونے والی کون سی بات ہے۔ ڈاکٹر عبدالجبار صاحب ساری عمر کارمن کی لیبارٹریوں میں کام کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے گریٹ لینڈ کی ایک خاتون سے شادی کر لی۔ جس میں سے ایک بچی ہوئی۔ جس کا نام مارگریٹ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس خاتون کو مسلمان ہونے کے لئے کہا لیکن اس خاتون نے انکار کر

دیا اور جس کی وجہ سے ان کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے تو ڈاکٹر صاحب نے انہیں طلاق دے دی اور وہ خاتون اس بچی کو لے کر گریٹ لینڈ واپس چلی گئی اور اس نے اس بچی کو نہیں بتایا کہ اس کے والد کون ہیں۔ تقریباً ایک سال پہلے اس خاتون نے مرنے سے پہلے اپنی بیٹی مارگریٹ کو ساری بات بتائی تو ماں کی وفات کے بعد اس لڑکی جس کا نام مارگریٹ ہے کارمن اپنے والد کو تلاش کرنے اور ملاقات کرنے کے لئے گئی۔ وہاں جا کر اسے پتہ چلا کہ ڈاکٹر صاحب ریٹائر ہو کر واپس پاکیشیا چلے گئے ہیں اور فاضل پور کے علاقے میں انہوں نے اپنی کوئی پرائیویٹ لیبارٹری بنائی ہوئی ہے اور پھر مارگریٹ نے یہاں کی حکومت سے رابطہ کیا لیکن حکومت کی طرف سے اسے بتایا گیا کہ ڈاکٹر صاحب کا حکومت سے کوئی رابطہ نہیں ہے جس پر وہ یہاں آگئی۔ اس نے یہاں اپنے طور پر فاضل پور میں ڈاکٹر صاحب کو تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن اسے ان کے بارے میں کچھ پتہ نہ چل سکا تو میرے ایک دوست کی معرفت وہ مجھ سے ملی اور اس نے ڈاکٹر صاحب کی تلاش میں مدد کی درخواست کی۔ چونکہ اس کی والدہ ایک کمپنی کی مالک تھی جو اس نے مرنے سے پہلے مارگریٹ کے نام کر دی تھی اس لئے دولت کی مارگریٹ کو کمی نہیں۔ چنانچہ معقول معاوضہ پر میں نے حامی بھر لی کیونکہ میرے ذہن میں تمہارا خیال تھا۔ مجھے یقین تھا کہ تم ڈاکٹر صاحب کو لازماً ڈھونڈ نکالو گے اس لئے میں نے تمہیں فون کیا تھا"...... جیکی نے

پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ نیکی کا کام ہے۔ پھر تم نے معاوضہ کیوں وصول کیا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"چلو تم بغیر معاوضہ کے کام کر دو"...... جیکی نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ویٹر ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں مشروبات کی دو بوتلیں موجود تھیں۔ اس نے ایک ایک بوتل ٹائیگر اور جیکی کے سامنے رکھی اور پھر خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں یہ کام کر دوں گا اور بلا معاوضہ کروں گا۔ لیکن تمہیں بھی وصول کردہ رقم واپس کرنا ہو گی"...... ٹائیگر نے بوتل ختم کرتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ یہ نیکی کا کام تم ہی کرتے رہو۔ ہم تو پیشہ ور لوگ ہیں"...... جیکی نے کہا۔

"اچھا۔ معاوضہ دو میں خود ہی اسے واپس کر دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ تو تمہاری مرضی ہے۔ میں نے پانچ ہزار ڈالر لئے ہیں۔ ان میں سے آدھے تمہارے اور آدھے میرے"...... جیکی نے کہا اور میز کی دراز کھول کر نوٹ نکالنے لگا۔

"یہ تو ہو نہیں سکتا کہ تم نے پانچ ہزار ڈالر لئے ہوں۔ میں تمہاری نس نس سے واقف ہوں۔ اس لئے سچ سچ بتا دو کیا وصول کیا

ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ایک تو تم سے کوئی چیز چھپائی ہی نہیں جا سکتی۔ اچھا یہ پانچ ہزار ڈالر لے لو۔ میں نے واقعی دس ہزار ڈالر لئے ہیں"...... جیکی نے کہا۔

" اوکے اب مس مارگریٹ کا فون نمبر بھی مجھے بتا دو"...... ٹائیگر نے نوٹ اٹھا کر جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

" کیوں"...... جیکی نے چونک کر پوچھا۔

" میں مارگریٹ سے ملوں گا۔ اس سے اس کے باپ کا حلیہ، اس کا کوئی فوٹو اور دوسری تفصیلات معلوم کروں گا۔ پھر ہی کام ہو سکے گا۔ اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اچھا۔ میں سمجھا کہ تم رقم واپس کرنے کے لئے پوچھ رہے ہو۔ بہرحال میں نے اس سے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق اس کے پاس سوائے قصبے کے نام کے اور کچھ نہیں ہے"۔ جیکی نے جواب دیا۔

" فاضل پور تو بہت چھوٹا سا پہاڑی قصبہ ہے اور ظاہر ہے مارگریٹ پہلے وہاں اپنے طور پر معلومات حاصل کر چکی ہو گی اگر نام سے پتہ چل سکتا تو وہ تمہیں دس ہزار ڈالر کیوں دیتی اس لئے مزید تفصیلات کی ضرورت پڑے گی"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ تم اس سے خود مل لو۔ وہ ہوٹل گریشن کے کمرہ

نمبر دو سو دس میں رہائش پذیر ہے۔ تم میرا حوالہ دے دینا۔ لیکن ایک مہربانی کرنا کہ رقم اسے نہ دینا اور نہ رقم کے سلسلے میں کوئی بات کرنا"...... جیکی نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تمہیں رقم واپس نہیں کرنی پڑے گی۔ اوکے میں چلتا ہوں۔ اب یہ کام میرے ذمہ ہو گیا اس لئے تم بے فکر رہو"...... ٹائیگر نے کہا اور جیکی نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار ہوٹل گریشن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

سیلی اپنے ایک ساتھی مارٹن کے ساتھ ہوٹل کے کمرے میں موجود تھی۔ وہ یہاں اپنے پورے سیکشن کو لے آئی تھی جس میں چار مرد اور دو عورتیں شامل تھیں لیکن وہ علیحدہ علیحدہ ہوٹلوں میں بطور سیاح مقیم تھے جبکہ مارٹن جو کہ اس کے سیکشن کا انچارج تھا ہوٹل گریشن میں اس کے ساتھ والے کمرے میں ہی رہ رہا تھا۔ مارٹن بھی یہاں بطور سیاح آیا تھا جبکہ سیلی نے یہاں آنے کا مقصد اپنے والد کی تلاش کاغذات میں درج کرایا ہوا تھا۔ اس کے کاغذات اصل تھے اور اس نے واقعی یہاں آنے سے پہلے کارمن سے ڈاکٹر عبدالجبار کے بارے میں پوری تفصیلات منگوالی تھیں۔ ڈاکٹر عبدالجبار جو کہ وہاں صرف ڈاکٹر اے جے کے نام سے مشہور تھے۔ گروپ فوٹو بھی اس نے حاصل کر لئے تھے اور ان کی کارمن شہریت کے بارے میں سرٹیفکیٹ بھی اس کے پاس موجود تھے۔ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا

کہ ڈاکٹر عبدالجبار نے وہیں کارمن میں ہی جوانی کے دور میں کسی عورت مارلینا سے شادی کی تھی جو کہ گریٹ لینڈ کی رہنے والی تھی۔ پھر ان کے ہاں ایک بچی کی پیدائش ہوئی اور ڈاکٹر عبدالجبار نے بچی کی پیدائش کے بعد مارلینا پر زور دیا کہ وہ مسلمان ہو جائے تاکہ اس بچی کا مذہب بھی اسلام ہو لیکن مارلینا نے انکار کر دیا اور پھر یہ تنازعہ اتنا بڑھا کہ ان دونوں کے درمیان علیحدگی ہو گئی اور مارلینا بچی سمیت گریٹ لینڈ واپس چلی گئی اور پھر اس کے بعد ان کا رابطہ ہی نہ رہا اور نہ ہی ڈاکٹر عبدالجبار کبھی اپنی بچی سے مل سکا کیونکہ مارلینا نے اسے ملنے ہی نہ دیا تھا۔ یہ ساری تفصیلات معلوم کر لینے کے بعد سیلی نے گریٹ لینڈ میں اس مارلینا اور اس کی بچی کو تلاش کیا اور پھر وہ اس کو ٹریس کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ مارلینا وفات پا چکی تھی۔ البتہ اس کی بیٹی مارگریٹ زندہ تھی اور کسی تجارتی کمپنی میں ملازم تھی۔ سیلی اس سے ملی لیکن مارگریٹ کو اپنے والد کو تلاش کرنے یا اس سے ملنے میں قطعاً کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ ایک لحاظ سے اس نے اپنے والد سے نفرت کا اظہار کیا تھا کیونکہ اس کی ماں نے شروع سے ہی اس کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی تھی کہ اس کے باپ نے اس پر ظلم کیا ہے اور اسے اپنی بیٹی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ ساری تفصیلات معلوم کر کے اس نے باقاعدہ پلاننگ کی۔ چونکہ مارگریٹ تقریباً اس کی ہم عمر تھی اس لئے وہ خود ڈاکٹر عبدالجبار کی بیٹی بن گئی۔ اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر عبدالجبار اپنی بیٹی سے اتنے طویل عرصے بعد

ملنے سے انکار نہ کر سکے گا اور اس طرح وہ نہ صرف لیبارٹری میں داخل ہو سکے گی بلکہ خاموشی سے اپنا مشن بھی مکمل کر لے گی اور کسی کو علم ہی نہ ہو سکے گا۔ اس نے پہلے پاکیشیا کی حکومت اور اس کے مخصوص لوگوں سے بھی رابطہ کیا تا کہ ڈاکٹر عبدالجبار کے بارے میں معلومات مل سکیں لیکن کسی کو بھی اس بارے میں علم نہ تھا۔ اس کے بعد سیلی اپنے سیکشن سمیت یہاں پہنچ گئی اور پھر اس نے مارٹن کے ساتھ مل کر فاضل پور کا دورہ بھی کیا لیکن باوجود کوشش کے وہ ڈاکٹر عبدالجبار کے بارے میں کسی قسم کا کوئی کلیو حاصل نہ کر سکی۔ فاضل پور میں نہ ہی کوئی لیبارٹری کے بارے میں جانتا تھا اور نہ ہی ڈاکٹر عبدالجبار کے بارے میں۔ اس نے ایسے اداروں سے بھی رابطہ کیا جو پرائیویٹ لیبارٹریوں کو سائنسی سامان وغیرہ سپلائی کرتے تھے لیکن وہاں سے بھی اس لیبارٹری یا ڈاکٹر عبدالجبار کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا تو اس نے فون کر کے گریٹ لینڈ میں اپنے ایک دوست کی مدد سے یہاں کے ایک آدمی جیکی کی خدمات حاصل کیں۔ جیکی نے اسے یقین دلایا تھا کہ اس کے پاس ایک ایسا آدمی موجود ہے جو زمین کی سات تہوں سے بھی آدمی کو تلاش کر لیتا ہے اس لئے اس نے جیکی کو باقاعدہ معاوضہ ادا کیا۔ اب وہ اس کی طرف سے کسی رپورٹ کے انتظار میں تھی۔ اس وقت بھی وہ اور مارٹن کمرے میں بیٹھے اس بارے میں ہی گفتگو کر رہے تھے۔

"مادام۔ مجھے تو حیرت ہے کہ آخر کیوں اس سائنس دان کا کلیو

نہیں مل رہا۔ اس قدر خفیہ تو کوئی رہ ہی نہیں سکتا"...... مارٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں خود حیران ہوں۔ ورنہ جو کوششیں میں نے کی ہیں اس کے بعد تو کسی کے خفیہ رہنے کا کوئی امکان ہی نہیں رہتا"...... سیلی نے جواب دیا۔

"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہمیں غلط رپورٹ کی گئی ہو۔ یہ آدمی فاضل پور میں رہتا ہی نہ ہو بلکہ کسی اور علاقے میں رہتا ہو"۔ مارٹن نے کہا۔

"نہیں۔ چیف نے اسے حتمی قرار دیا ہے اور تم جانتے ہو کہ چیف جب حتمی کہہ دے وہ واقعی حتمی ہوتا ہے اور اب مجھے یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ کافرستان اور اسرائیلی ایجنٹ ڈاکٹر عبدالجبار کو کیوں تلاش نہ کر سکے ورنہ پہلے میں بھی سوچ کر حیران ہوئی تھی کہ اتنا آسان کام انہوں نے خود کیوں نہیں کر لیا"...... سیلی نے کہا اور مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ سیلی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سیلی نے کہا۔

"میں کاؤنٹر سے بول رہی ہوں مادام۔ ایک صاحب جن کا نام ٹائیگر ہے آپ سے ملاقات کے لئے یہاں موجود ہیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ٹائیگر۔ وہ کون ہیں۔ میری بات کرائیں"...... سیلی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ والٹن کلب کے جیکی نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ آپ کے والد کی تلاش کے سلسلے میں"۔ دوسری طرف سے ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ تشریف لے آئیں"...... سیلی نے چونک کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"مارٹن تم اپنے کمرے میں جاؤ۔ میں نہیں چاہتی کہ یہ آدمی تمہارے بارے میں مشکوک ہو جائے"...... سیلی نے کہا تو مارٹن سر ہلاتا ہوا اٹھا اور دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ مارٹن کے جانے کے تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کم ان پلیز"...... سیلی نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے جینز کی پینٹ اور چمڑے کی جیکٹ پہن رکھی تھی اور وہ خاصا پھرتیلا اور ذہین دکھائی دے رہا تھا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے"...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے مارگریٹ کہتے ہیں"...... سیلی نے اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"سوری مس مارگریٹ ہم مسلمان، خواتین سے ہاتھ ملانا اچھا نہیں سمجھتے"...... ٹائیگر نے کہا تو سیلی نے ایک جھٹکے سے ہاتھ

واپس کھینچ لیا۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے ناگواری کے تاثرات ابھرے۔

"اوکے۔ بیٹھیں۔ کیا پینا پسند کریں گے آپ"...... سیلی نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ میں جیکی کی طرف سے آیا ہوں تاکہ آپ کے والد کو تلاش کر سکوں۔ آپ مجھے برائے کرم اپنے والد کے بارے میں مزید تفصیلات بتا دیں"...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو سیلی نے اسے وہ تمام تفصیل بتا دی جو اس نے کارمن سے معلوم کی تھی۔ البتہ اس نے مارگریٹ والی بات چھپا لی اور اپنے آپ کو ہی ڈاکٹر عبدالجبار کی بیٹی ظاہر کیا۔

"آپ کے پاس ان کی کوئی تصویر ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں ان کی علیحدگی سے کچھ عرصہ پہلے ان کے دو گروپ فوٹو ہوئے تھے۔ ان کی کاپیاں میں نے کارمن سے حاصل کی ہیں اور دوسرا ایک سرٹیفکیٹ کی ہے جو ان کی شہریت کے بارے میں ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ملا تھا"...... سیلی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر الماری میں سے ایک بڑا سا لفافہ نکالا اور لا کر ٹائیگر کے سامنے رکھ دیا۔ ٹائیگر نے لفافہ کھولا۔ اس میں واقعی ایک سرٹیفکیٹ اور دو گروپ فوٹو تھے۔ چونکہ گروپ فوٹو میں ایک ہی ایشیائی تھا اس لئے ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہی ڈاکٹر عبدالجبار ہوں گے۔ وہ انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے فوٹو اور سرٹیفکیٹ واپس

لفافے میں رکھ کر لفافہ سیلی کی طرف بڑھا دیا۔

" حیرت ہے کہ اتنے طویل عرصے تک ڈاکٹر صاحب نے نہ آپ سے کوئی رابطہ کیا اور نہ آپ نے ان سے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" میری ماں مارلینا کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ اب بھی میری ماں نے مرنے سے کچھ دیر پہلے مجھے یہ تفصیل بتائی ورنہ اس سے پہلے تو اس نے مجھے صرف اتنا بتایا تھا کہ میرے والد ایشیائی تھے اور وہ وفات پا چکے ہیں "...... سیلی نے جواب دیا۔

" ویسے معاف کیجئے گا۔ آپ میں ایشیائی ہونے کی معمولی سی جھلک بھی نہیں ہے حالانکہ جن کے والدین دو مختلف ملکوں سے تعلق رکھتے ہوں ان میں دونوں کی کوئی نہ کوئی جھلک بہرحال ہوتی ہے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" میں اس بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ یہ تو قدرت کے کام ہیں "...... سیلی نے کہا۔ اسے احساس ہونے لگ گیا تھا کہ یہ نوجوان ٹائیگر ضرورت سے کہیں زیادہ ذہین ہے کیونکہ جو بات اس نے کی تھی اس کا تو کبھی خیال تک بھی سیلی کے ذہن میں نہ آیا تھا اور نہ آج سے پہلے کسی نے اس سلسلے میں کوئی بات کی تھی۔

" ہاں واقعی۔ قدرت کے ہی کام ہیں۔ لیکن آپ صرف ان سے ملاقات کر کے واپس چلی جائیں گی یا آپ کا پروگرام مستقل طور پر یہاں رہنے کا ہے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" اس کا فیصلہ تو ڈیڈی سے ملاقات کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اگر

ڈیڈی نے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا تو میں نہ صرف مسلمان ہو جاؤں گی بلکہ مستقل طور پر ہی یہاں رہ جاؤں گی۔ لیکن اگر ڈیڈی نے سرد مہری دکھائی تو پھر سوائے واپسی کے اور کیا ہو سکتا ہے "...... سیلی نے کہا۔

" آپ کو اس بات کا علم کیسے ہوا کہ وہ فاضل پور میں رہ رہے ہیں اور وہاں انہوں نے پرائیویٹ لیبارٹری بنا رکھی ہے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" کارمن کے ایک ریٹائر سائنس دان مسٹر ہیکل نے بتایا تھا۔ ان کا رابطہ ان سے شروع میں رہا تھا۔ پھر یہ رابطہ ختم ہو گیا "۔ سیلی نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں میں آپ کی توقع سے بھی زیادہ جلد آپ کے ڈیڈی کو تلاش کر لوں گا۔ اب مجھے اجازت دیجئے "۔ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" خدا کرے ایسا ہی ہو۔ میرا تو ایک ایک لمحہ سخت بے چینی میں گزر رہا ہے "...... سیلی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ بیٹی کے اپنے گمشدہ باپ کے لئے ایسے ہی جذبات ہونے چاہئیں "...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے جانے کے بعد سیلی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور مارٹن اندر داخل ہوا۔

" کیا ہوا مادام۔ کیا یہ شخص کام کر بھی لے گا یا نہیں "...... مارٹن

نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ یہ ڈاکٹر عبدالجبار کو تلاش کر لے گا۔ کافی ذہین اور تیز آدمی لگتا ہے"...... سیلی نے جواب دیا۔

" لیکن یہ کس طرح معلوم کرے گا جبکہ ہم نے اپنے طور پر تو کوئی کسر نہیں چھوڑی"...... مارٹن نے کہا۔

" یہ مقامی آدمی ہے جبکہ ہم غیر ملکی ہیں اس لئے اس کے اور ہمارے درمیان بہرحال فرق تو ہے"...... سیلی نے جواب دیا اور مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا کسی سائنسی رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران نے چونک کر رسالہ رکھا اور پھر اٹھ کر بیرونی دروازے کی سمت چلا گیا کیونکہ سلیمان عید منانے کے لئے اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ عمران بھی آج تیسرے روز کوٹھی سے واپس فلیٹ پر آیا تھا۔ وہ بھی عید منانے کے لئے عید سے ایک روز پہلے کوٹھی شفٹ ہو گیا تھا۔

" کون ہے"...... عمران نے دروازہ کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں کہا۔

" ٹائیگر ہوں باس"۔ باہر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے چٹخنی ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ ٹائیگر چونکہ عید کے روز ملا تھا اس لئے ظاہر ہے وہ عید ملنے تو نہ آ سکتا تھا۔

" خیریت۔ کیسے آنا ہوا"...... سلام دعا کے بعد عمران نے سٹنگ

روم میں آکر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"باس ایک عجیب سی الجھن میں پھنس گیا ہوں۔ میں نے سوچا کہ حتمی فیصلے سے پہلے آپ سے رائے لے لوں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس الجھن کا تعلق کہیں روزی راسکل سے تو نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں باس۔ روزی راسکل سے تو شاید ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ جائے"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں کیا وہ کسی اور سے شادی کر رہی ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"نہیں باس۔ وہ ایک کار ایکسیڈنٹ میں زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ چکی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ وری سیڈ۔ کیا پوزیشن ہے اس کی اور کس ہسپتال میں داخل ہے"...... عمران نے بے چین ہو کر پوچھا تو ٹائیگر چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"باس مجھے پوری طرح معلوم تو نہیں ہے۔ میں نے تو سنا ہے لیکن آپ کیوں بے چین ہو گئے ہیں۔ کیا روزی راسکل اہم شخصیت ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس نے کئی بار پاکیشیا کے مفاد میں کام کیا ہے ٹائیگر اور بے لوث کام کیا ہے اور اپنے ملک کے لئے بے لوث کام کرنے والے

عظیم لوگ ہوتے ہیں۔ تم نے جا کر معلوم کرنا ہے کہ وہ کس ہسپتال میں ہے۔ اس کی عیادت کرو اور پھر مجھے فون پر بتاؤ۔ اللہ تعالیٰ اسے صحت دے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"یس باس۔ میں شرمندہ ہوں کہ میں"...... ٹائیگر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"میرے سامنے آئندہ ایسے فقرے مت ادا کرنا۔ مجھے ایسے لوگ ہرگز پسند نہیں جو دوسروں کی تکالیف کو اپنے مفادات کی خصوصی عینک سے دیکھتے ہیں۔ بہرحال یہ بتاؤ تمہاری کیا الجھن ہے"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"باس۔ کیا آپ سائنس دان ڈاکٹر عبدالجبار کو جانتے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ڈاکٹر عبدالجبار۔ نہیں میں نے تو یہ نام پہلی بار سنا ہے۔ بات کیا ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا تو ٹائیگر نے والٹن کلب کے مینجر جیکی سے ملاقات کے ساتھ ساتھ مارگریٹ سے ملنے تک کے تمام واقعات بتا دیئے۔

"فاصل پور میں لیبارٹری۔ نہیں اس علاقے میں تو کوئی لیبارٹری نہیں ہے اور نہ ہی میں نے اس بارے میں کہیں سنا ہے۔ لیکن تمہاری الجھن کیا ہے۔ کیا تم اسے تلاش نہیں کر سکے یا کوئی اور مسئلہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے اسے تلاش کر لیا ہے باس۔ وہاں واقعی لیبارٹری بھی ہے اور اس چھوٹی سی لیبارٹری میں ڈاکٹر عبدالجبار الیکٹرونکس کے سلسلے میں کسی اہم فارمولے پر کام کر رہے ہیں۔ میں نے ان سے خود جاکر بات کی اور انہیں ان کی بیٹی مارگریٹ کے متعلق بتایا تو وہ بے حد خوش ہوئے اور انہوں نے مارگریٹ سے ملاقات کی حامی بھر لی۔ میں نے انہیں کہا کہ میں مارگریٹ کو لیبارٹری بھجوا دیتا ہوں لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں وہ خود ہوٹل جاکر مارگریٹ سے مل لیں گے جس پر میں نے مارگریٹ کا پتہ اور فون نمبر انہیں دے دیا۔ اس کے بعد میں نے مارگریٹ کو بھی فون پر سب کچھ بتا دیا تو مارگریٹ نے بجائے خوش ہونے کے مجھ سے لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا شروع کر دیں جو میں نے بتا دیں لیکن میں ذہنی طور پر ٹھٹک سا گیا۔ چنانچہ میں نے ڈاکٹر عبدالجبار سے بات کی اور انہیں بتایا کہ مارگریٹ کو لیبارٹری سے زیادہ دلچسپی ہے اس لئے بہتر ہے کہ وہ مارگریٹ کو لیبارٹری میں ہی مل لیں لیکن ڈاکٹر عبدالجبار نے لیبارٹری میں تو ایک طرف مارگریٹ سے بھی فوری طور پر ملنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ مارگریٹ کے بارے میں وہ پہلے معلومات حاصل کریں گے پھر اس سے ملنے کا فیصلہ کریں گے۔ چنانچہ میں نے پھر فون کر کے مارگریٹ کو بتایا تو وہ بے حد پریشان ہوئی۔ اس نے مجھ پر ایک بار پھر دباؤ ڈالا کہ میں لیبارٹری کے بارے میں اسے تفصیل بتا دوں تاکہ وہ خود لیبارٹری جا

کر اپنے والد سے ملاقات کرے۔ ابھی تو میں نے اسے ٹال دیا ہے اور کہا ہے کہ میں شام کو آکر اسے تفصیل بتاؤں گا کیونکہ میں نے سوچا کہ آپ سے پہلے ملاقات کر کے اس سلسلہ میں بات کر لی جائے۔ میرے ذہن میں نامعلوم خدشات ہیں کہ کہیں یہ سارا ڈرامہ نہ ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا خدشات کی وجہ صرف مارگریٹ کا لیبارٹری کے بارے میں جاننے کے اشتیاق سے ہے یا کوئی اور بات بھی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"باس ڈاکٹر عبدالجبار پاکیشیائی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ مارگریٹ کی والدہ کا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے لیکن مارگریٹ پاکیشیائی باپ کی اولاد ہے۔ کچھ نہ کچھ شائبہ تو بہرحال پاکیشیائی باپ کا ہونا چاہئے لیکن مارگریٹ سو فیصد گریٹ لینڈ نژاد لگتی ہے۔ میں نے یہ بات پہلی ملاقات میں مارگریٹ سے کی تھی۔ اس نے کہا کہ یہ قدرت کا کام ہے۔ اس میں اس کا تو کوئی قصور نہیں ہے اس لئے میں خاموش ہو گیا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ مارگریٹ درحقیقت ڈاکٹر عبدالجبار کی بیٹی نہیں ہے اور اس کی دلچسپی صرف لیبارٹری کے محل وقوع تک محدود ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میرے ذہن میں واقعی یہی خدشہ ہے"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ لیبارٹری کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"فاضل پور قصبہ کے شمال کی طرف تقریباً دو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک اور قصبہ ہے جس کا نام راجہ پور ہے۔ یہ قصبہ عمارتی لکڑی کی تجارت کا اصل گڑھ ہے لیکن یہاں لکڑی کے سودے نہیں ہوتے بلکہ یہاں لکڑی کے بڑے بڑے گودام بنے ہوئے ہیں۔ اسی قصبے راجہ پور میں ایک چھوٹا سا رہائشی مکان ہے جس میں ڈاکٹر عبدالجبار رہتے ہیں۔ انہوں نے اس مکان کے ساتھ ہی پہاڑ کے اندر ایک کافی بڑے سے غار میں لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ وہ وہاں صرف دو نوکروں کے ساتھ رہتے ہیں اور ہر وقت اس لیبارٹری میں ہی کام کرتے ہیں۔ راجہ پور میں وہ دراصل ڈاکٹر عبدالجبار کی بجائے بابا جابر کے نام سے مشہور ہیں۔ وہاں ڈاکٹر عبدالجبار کو کوئی نہیں جانتا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہاں فون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اس قصبے میں بجلی، فون اور گیس کی سہولیات موجود ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔

"یہ مارگریٹ کہاں رہتی ہے"...... عمران نے پوچھا تو ٹائیگر نے مارگریٹ کے ہوٹل اور کمرہ نمبر کے بارے میں بتا دیا۔

"تم نے مارگریٹ کو راجہ پور میں اس مکان کے بارے میں تفصیل بتا دی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ میں نے اسے صرف اتنا بتایا ہے کہ میں نے اس کے

والد کو تلاش کر لیا ہے اور ان سے بات ہو گئی ہے۔ وہ تم سے خود ہوٹل آ کر مل لیں گے جس پر اس نے اس ان کی رہائش گاہ کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن میں نے انکار کر دیا کیونکہ میں ڈاکٹر عبدالجبار سے جا کر ملا تھا۔ ویسے تو شاید مجھے اندر ہی نہ جانے دیا جاتا لیکن میں نے جب اپنے آپ کو سائنس دان ظاہر کیا اور بتایا کہ میں کارمن میں ڈاکٹر جیکب کے تحت کام کرتا رہا ہوں تو انہوں نے مجھے بلا لیا۔ پھر میں نے انہیں ان کی بیٹی کے بارے میں تفصیل بتائی تو انہوں نے خود ملنے کی بات کی اور مجھے سختی سے منع کر دیا کہ میں اسے کسی صورت میں ان کی رہائش گاہ کا پتہ نہ بتاؤں۔ میرے حیران ہو کر پوچھنے پر کہ وہ اپنی بیٹی سے بھی اپنی رہائش گاہ چھپانا چاہتے ہیں تو انہوں نے صرف اتنا بتایا کہ وہ جس فارمولے پر کام کر رہے ہیں اس فارمولے سے کافرستان، اسرائیل اور تمام سپر پاورز کو بے حد دلچسپی ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ فارمولا مکمل ہونے سے پہلے اس بارے میں بات باہر نکل جائے۔ اس لئے انہوں نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ جب تک وہ یہ فارمولا مکمل نہیں کر لیتے کسی کو لیبارٹری کے بارے میں نہیں بتائیں گے"۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ پہلے اس مارگریٹ کے کاغذات چیک کرو۔ گریٹ لینڈ سے اس بارے میں کنفرمیشن حاصل کرو اور پھر مجھے تفصیل بتاؤ۔ پھر میں خود تمہارے ساتھ جا کر اس مارگریٹ

سے ملوں گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور سلام کر کے وہ اٹھا اور باہر کی طرف چل پڑا۔ عمران نے اس کے پیچھے جا کر دروازہ اندر سے بند کیا اور ایک بار پھر آکر وہ سٹنگ روم میں بیٹھ گیا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) مرد درویش بزبان خویش بول رہا ہوں"۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں داور ولد قادر ولد بہادر ولد۔ بس اس سے زیادہ کا مجھے علم نہیں ہے اس لئے اتنے پر ہی اکتفا کرتے ہوئے بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"شجرہ نسب تو وہ بتاتے ہیں سرداور جن کے پاس ڈگریاں نہیں ہوتیں"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ تم تو ڈگریاں دوہرا دوہرا کر انہیں یاد رکھتے ہو جبکہ مجھے کاغذات نکلوا کر دیکھنا پڑے گا کہ میں نے کوئی ڈگری حاصل بھی کی ہے یا نہیں"...... سرداور نے جواب دیا تو عمران ان کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"لگتا ہے اس بار آپ کی بقر عید اچھی گزری ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قربانی دینے کی توفیق دے دی ہے اور یہ اس کا خاص کرم ہے اس لئے عید تو اچھی گزرنی ہی تھی"۔ سرداور نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ تو آپ کا نقطہ نظر ہوا۔ ان بکروں کا نقطہ نظر بھی تو معلوم ہونا چاہئے جو شہید قربانی ہوئے ہیں"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"آئندہ قربانی سے پہلے ان کا نقطہ نظر بھی معلوم کر لیا کروں گا۔ لیکن اب تم بتاؤ کہ تم نے فون کیوں کیا ہے کیونکہ میں نے ایک اہم کام کے لئے جانا ہے"...... سرداور نے کہا۔

"آپ ڈاکٹر عبدالجبار کے بارے میں جانتے ہیں جو الیکٹرونکس پر کام کرتے ہیں اور دارالحکومت کے نواحی علاقے فاضل پور میں رہتے ہیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر عبدالجبار۔ ہاں۔ وہ کچھ عرصہ قبل کارمن سے آئے ہیں۔ یہ تو مجھے نہیں معلوم کہ وہ فاضل پور میں ہوتے ہیں۔ البتہ ایک بار ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ کیوں تم ان کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو"...... سرداور نے کہا۔

"انہوں نے وہاں اپنی رہائش گاہ اور کوئی پرائیویٹ لیبارٹری بنا رکھی ہے اور وہ اس سلسلے میں اس قدر محتاط ہیں کہ اپنی حقیقی بیٹی کو

بھی اس لیبارٹری کے بارے میں نہیں بتانا چاہتے ۔ میں اس بات پر حیران ہوں کہ آخر وہ وہاں کیا کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" اپنی حقیقی بیٹی ۔ کیا مطلب ۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات "۔ سرداور نے کہا تو عمران نے ٹائیگر سے ہونے والی ساری بات بتا دی ۔

" اوہ ۔ یہ تو واقعی عجیب بات ہے ۔ البتہ شروع میں انہوں نے حکومت کو اپنا ایک آئیڈیا پیش کیا تھا جسے وہ الیکٹرونک آئی کا نام دیتے تھے ۔ اس الیکٹرونک آئی کو بقول ان کے اگر کسی سیارے میں نصب کر دیا جائے تو طویل رینج میں وہ ہر قسم کے ایٹمی ہتھیاروں کے بارے میں مکمل تفصیل حاصل کر سکتے ہیں ۔ لیکن حکومت نے اس میں دلچسپی نہ لی ۔ مجھ سے بھی انہوں نے اس بارے میں ملاقات کی تھی ۔ میں نے بھی کوشش کی لیکن حکومت نے اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب کی کوئی امداد نہ کی جس پر میں خاموش ہو گیا اور ڈاکٹر صاحب کو اس بارے میں بتا دیا ۔ اب اس کے بعد تم سے پہلی بار ان کا نام سن رہا ہوں"...... سرداور نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ یہی بات معلوم کرنی تھی ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ وہاں الیکٹرونک آئی کے فارمولے پر ہی کام کر رہے ہیں اور ان کے نقطہ نظر سے یہ فارمولا اس قدر اہم ہے کہ کافرستان ، اسرائیل اور دنیا کی تمام سپر پاورز اس میں دلچسپی لے سکتی ہیں اس لئے وہ اپنی بیٹی تک کو لیبارٹری کے بارے میں نہیں بتانا چاہتے"...... عمران نے کہا۔

" ہاں ۔ ان کا اپنا آئیڈیا ہے ۔ لیکن حکومت کے ماہرین نے اس پر توجہ نہ دی تھی"...... سرداور نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ شکریہ ۔ خدا حافظ "...... عمران نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے فون کرنے کے لئے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔ یہ وہ نمبر تھے جو ٹائیگر نے اسے بتائے تھے ۔

" جی صاحب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔

" ڈاکٹر عبدالجبار صاحب سے بات کرنی ہے ۔ انہیں کہیں کہ سرداور کا آدمی بات کرنا چاہتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" یہاں کوئی ڈاکٹر عبدالجبار نہیں رہتا جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے دانت بھینچتے ہوئے کریڈل دبا دیا ۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک بار پھر وہی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے لیکن اس بار دوسری طرف سے گھنٹی مسلسل بج رہی تھی ۔ شاید رسیور اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا گیا تھا اور عمران نے ایک طویل سانس لے کر رسیور رکھ دیا۔

" وہی آدمی ہیں شاید ۔ بہرحال ٹھیک ہے ٹائیگر معلومات حاصل کر لے پھر دیکھیں گے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے دوبارہ سامنے پڑا ہوا سائنسی رسالہ اٹھایا اور پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

ہوٹل کے کمرے میں سیلی اور مارٹن دونوں موجود تھے۔

" میرا خیال ہے کہ اس جیکی سے بات کی جائے مادام۔ وہی اس آدمی ٹائیگر کے بارے میں کچھ بتا سکے گا"...... مارٹن نے کہا۔

" ارے ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں کرتی ہوں بات"...... سیلی نے چونک کر کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" والٹن کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" جیکی سے بات کرائیں۔ میں مارگریٹ بول رہی ہوں ہوٹل گریشن سے"...... سیلی نے کہا۔

" ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ جیکی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" میں مارگریٹ بول رہی ہوں مسٹر جیکی ہوٹل گریشن سے"۔ سیلی نے کہا۔

" اوہ آپ۔ مجھے ٹائیگر نے بتایا ہے کہ اس نے آپ کا کام کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے جیکی نے کہا۔

" ہاں۔ اس نے مجھے فون کیا تھا کہ اس نے میرے ڈیڈی کو ڈھونڈ لیا ہے اور ان سے بات کی ہے۔ میرے ڈیڈی نے کہا ہے کہ وہ خود ہوٹل آ کر مجھ سے ملیں گے جس پر میں نے انہیں کہا کہ وہ مجھے ان کی رہائش گاہ کی تفصیل بتائیں تاکہ میں خود جا کر ان سے ملوں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ میرے ڈیڈی نے چونکہ انہیں منع کر دیا ہے اس لئے وہ مجھے نہیں بتا سکتے جس پر میں نے ان سے ڈیڈی کا فون نمبر معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے وہ بھی نہیں بتایا اور کہا ہے کہ ڈیڈی جب فارغ ہوں گے تو وہ مجھ سے خود مل لیں گے"۔ سیلی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" پھر ایسا ہی ہو گا میڈم مارگریٹ کہ آپ کے ڈیڈی کسی وجہ سے اپنی رہائش گاہ پر آپ سے ملاقات نہ چاہتے ہوں گے"...... جیکی نے جواب دیا۔

" نہیں مسٹر جیکی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنے طویل عرصے بعد کسی باپ کو اس کی بیٹی سے ملنے کی بات کی جائے اور وہ ٹال جائے۔

مجھے خدشہ ہے کہ یا تو آپ کے ٹائیگر صاحب ڈاج کر رہے ہیں یا پھر وہ مزید رقم حاصل کرنا چاہتے ہوں گے۔ ویسے میں مزید رقم دینے کے لئے بھی تیار ہوں لیکن ان سے بات تو ہو۔ آپ ان کا پتہ مجھے بتا دیں میں خود ان سے بات کر لوں گی"...... سیلی نے کہا۔

"میڈم مارگریٹ۔ ٹائیگر کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ جھوٹ بولنے کا عادی نہیں ہے اور نہ ہی اسے مزید رقم کی خواہش ہے۔ ہوٹل الاسکا کے کمرہ نمبر تین سو اٹھارہ میں اس کی مستقل رہائش ہے۔ لیکن وہ رات گئے وہاں جاتا ہے۔ آپ بے فکر رہیں وہ غلط آدمی نہیں ہے۔ انتہائی ذمہ دار آدمی ہے"...... جیکی نے کہا۔

"میں اس سے فوری ملاقات چاہتی ہوں۔ پلیز مجھ سے اب مزید جدائی برداشت نہیں ہو رہی۔ آپ کسی نہ کسی طرح ان سے رابطہ کریں۔ پلیز"...... سیلی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اسے تلاش کراتا ہوں۔ پھر اسے کہتا ہوں۔ وہ آپ سے براہ راست بات کر لے گا۔ آپ بے فکر رہیں"...... جیکی نے کہا۔

"شکریہ۔ میں بے چینی سے اس کا انتظار کروں گی"...... سیلی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"مادام اس ڈاکٹر عبدالجبار کو کہیں آپ پر شک نہ پڑ گیا ہو"۔ مارٹن نے کہا۔

"شک کی بات نہیں ہے۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے مکمل

انتظامات کر لئے تھے اس لئے اگر وہ کوئی تصدیق بھی کرائے گا تو اسے وہی کچھ بتایا جائے گا جو میں نے طے کرایا ہے۔ میں دراصل جلد از جلد یہ مشن مکمل کرنا چاہتی ہوں۔ دیر ہونے کی صورت میں کئی پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں"...... سیلی نے کہا اور مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سیلی نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

"مارگریٹ بول رہی ہوں"...... سیلی نے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں مس مارگریٹ"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ مسٹر ٹائیگر پلیز آپ فوراً میرے پاس آ جائیں۔ میں آپ کو جتنا کہیں گے معاوضہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ پلیز مجھے میرے ڈیڈی سے ملوا دیں۔ اب مجھ سے ایک لمحہ بھی کاٹنا دوبھر ہو رہا ہے۔ پلیز"۔ سیلی نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنیں مس مارگریٹ۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال آپ کی ملاقات آپ کے ڈیڈی سے ہو جائے گی۔ میں ایک گھنٹے بعد آپ کے پاس حاضر ہو جاؤں گا۔ پھر بات ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سیلی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اس آدمی سے جبراً معلومات حاصل کرنی پڑیں گی مادام"۔ مارٹن نے کہا تو سیلی بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ ہاں۔ واقعی۔ لیکن اس کے لئے کوئی خفیہ جگہ چاہئے"۔ سیلی نے کہا۔

"اب مشن تو بہرحال مکمل کرنا ہی ہے۔ میں نے اپنے طور پر یہاں ایک رہائشی کالونی گریٹ ٹاؤن میں ایک کوٹھی حاصل کر لی ہے۔ وہاں کار بھی موجود ہے اور اسلحہ بھی۔ ہم اس ٹائیگر کو لے کر وہاں چلے جائیں گے اور پھر اس سے معلومات حاصل کر لیں گے"۔ مارٹن نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے کمرے میں چلے جاؤ۔ جب ٹائیگر آئے گا تو میں اس سے بات کروں گی۔ اگر اس نے سب کچھ بتا دیا تو ٹھیک ورنہ میں اسے بے ہوش کر دوں گی اور پھر تم اسے اٹھا کر لے جانا"...... سیلی نے کہا۔

"نہیں مادام۔ اس ہوٹل میں یہ کام نہیں ہونا چاہئے۔ آپ اسے کہیں کہ آپ نے رہائش گاہ حاصل کر لی ہے وہاں آپ اسے لے جائیں۔ اگر یہ خود چلا جائے گا تو ٹھیک ہے ورنہ پھر رات کو اس کی رہائش کی چیکنگ کریں گے اور اسے باہر سے ہی بے ہوش کر کے لے جائیں گے اس طرح کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی اور کام بھی ہو جائے گا"...... مارٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... سیلی نے جواب دیا تو مارٹن اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز سن کر اچانک سیلی چونک پڑی۔

"یس کم ان"...... اس نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا۔

"اوہ مسٹر ٹائیگر۔ یقین کیجئے میں نے ایک ایک لمحہ گن گن کر گزارا ہے۔ پلیز آپ مجھے ڈیڈی کی رہائش گاہ بتا دیں۔ اب مجھ سے مزید وقت نہیں کاٹا جا رہا"...... سیلی نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں یہی بتانے تو آیا ہوں مس مارگریٹ"...... ٹائیگر نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اوہ پلیز۔ تمہاری مہربانی ہو گی"...... سیلی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"مس مارگریٹ اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ کے ڈیڈی نے سختی سے منع کر دیا ہے کہ آپ کو ان کی رہائش گاہ کے بارے میں نہ بتایا جائے۔ وہ خود ہی آپ سے مل لیں گے لیکن آپ کی بے چینی دیکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو ان کا فون نمبر بتا دیا جائے کیونکہ بہرحال یہ باپ بیٹی کا معاملہ ہے اس میں کسی جبر کا عمل دخل نہیں ہے۔ آپ انہیں فون کر لیں۔ اس طرح آپ کا مسئلہ خود ہی حل ہو جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آپ مجھے فون نمبر بتائیں۔ مجھے یقین ہے کہ میری آواز سن کر وہ خود ہی مجھے بلا لیں گے"...... سیلی نے کہا تو ٹائیگر نے اسے فون نمبر بتا دیا۔

"اوہ۔ بے حد شکریہ۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو مزید معاوضہ بھی دے سکتی ہوں"...... سیلی نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ بلکہ میں تو آپ کو پانچ ہزار ڈالر واپس کرنے آیا ہوں۔ میں نے جیکی سے یہ اس لیے لے لیے تھے کہ وہ انہیں ہضم کر جاتا۔ باپ بیٹی کو ملانا میرے نزدیک نیکی کا کام ہے اور میں معاوضہ لے کر اپنی نیکی کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ یہ لیجئے"...... ٹائیگر نے جیب سے نوٹ نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ آپ کا حق ہے۔ آپ نے بہر حال کام کیا ہے"۔ سیلی نے کہا۔

"نہیں مس مارگریٹ۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ میں اپنی نیکی ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ گڈ بائی"...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے واپس مڑا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔

"حیرت ہے۔ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں اس دنیا میں"...... سیلی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ اٹھی اور اس نے الماری کھول کر اس کے اندر موجود بیگ کے ایک خفیہ خانے سے جدید ساخت کا گائیکر نکالا اور پھر گائیکر کی مدد سے اس نے اس کمرے کو اور خاص طور پر اس کرسی کو جس پر ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا چیک کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ذہن میں اچانک خیال آیا تھا کہ کہیں اس ٹائیگر نے کوئی ڈکٹا فون تو کمرے میں نہیں لگا دیا کیونکہ اسے وہ آدمی انتہائی ذہین اور تیز نظر آیا تھا۔ لیکن گائیکر کی چیکنگ سے

جب اسے معلوم ہو گیا کہ اس کا خیال غلط ہے تو اس نے طویل سانس لیتے ہوئے گائیکر کو واپس بیگ میں رکھا اور میز پر پڑے ہوئے نوٹ اٹھا کر جیکٹ کی جیب میں رکھ لیے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔ فون کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر کے اسے براہ راست کیا اور پھر تیزی سے وہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو ٹائیگر نے بتائے تھے۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں مارگریٹ بول رہی ہوں۔ ڈاکٹر عبدالجبار صاحب کی بیٹی۔ میری بات کرائیں ڈیڈی سے"...... سیلی نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہیلو ڈاکٹر عبدالجبار بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ڈیڈی۔ ڈیڈی میں مارگریٹ بول رہی ہوں۔ آپ کی بیٹی ڈیڈی۔ میں مارگریٹ۔ میں مارگریٹ ہوں"۔ سیلی نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔ وہ واقعی شاندار اداکارہ تھی کیونکہ اس کے لہجے میں ایسے جذبات تھے جیسے وہ درحقیقت ڈاکٹر عبدالجبار کی بیٹی ہو۔

"تمہاری ماں کا کیا نام تھا"...... دوسری طرف سے چند لمحوں کے توقف کے بعد پوچھا گیا۔

"اوہ۔ اوہ ڈیڈی۔ امی کا نام مارلینا تھا۔ جب سے مجھے پتہ چلا کہ

آپ میرے ڈیڈی ہیں اور آپ زندہ ہیں تو میں کارمن گئی لیکن وہاں پتہ چلا کہ آپ ریٹائر ہو کر واپس پاکیشیا جا چکے ہیں اور مجھے بتایا گیا کہ آپ دارالحکومت کے نواح میں قصبہ فاضل پور میں رہ رہے ہیں تو میں یہاں پہنچ گئی لیکن میں نے سارا قصبہ چھان مارا لیکن وہاں آپ کا پتہ نہ چلا تو میں نے یہاں کے ایک آدمی سے بات کی۔ اس نے بتایا کہ اس کے پاس ایک ایسا آدمی ہے جو یہ کام کر سکتا ہے اور پھر اس نے ٹائیگر نامی ایک آدمی کو میرے پاس بھیجا ڈیڈی اور پھر واقعی اس ٹائیگر نے مجھے بتایا کہ اس نے آپ کو تلاش کر لیا ہے۔ لیکن اس نے مجھے آپ کی رہائش گاہ بتانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ آپ خود مجھ سے مل لیں گے لیکن مجھ سے تو ایک لمحہ بھی نہیں کاٹا جا رہا تھا۔ میں نے اس کی دوبارہ منت کی تو اس نے مجھے آپ کا فون نمبر دے دیا۔ ڈیڈی میں آ رہی ہوں آپ سے ملنے۔ ڈیڈی میں آ رہی ہوں"...... سیلی نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"تم ہوٹل گرینڈن سے بول رہی ہو ناں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں ڈیڈی"...... سیلی نے کہا۔

"تم وہیں رہو۔ میں اپنے ملازم کو کار دے کر تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ وہ تمہیں میرے پاس لے آئے گا۔ سرفراز اس کا نام ہے۔ اس کے ساتھ آ جانا پھر تفصیل سے باتیں ہوں گی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بے حد شکریہ ڈیڈی"...... سیلی نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھیج رہا ہوں آدمی۔ وہ ایک گھنٹے تک تمہارے پاس پہنچ جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سیلی نے کریڈل دبا دیا اور پھر فون اٹھا کر اس نے تیزی سے ہوٹل ایکس چینج کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"روم نمبر ایک سو اٹھارہ میں مارٹن سے بات کرائیں"...... سیلی نے کہا۔

"یس مس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ مارٹن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد مارٹن کی آواز سنائی دی۔

"میرے کمرے میں آ جاؤ مارٹن"...... سیلی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور مارٹن اندر داخل ہوا۔

"بات بن گئی ہے مارٹن"...... سیلی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر عبدالجبار سے ہونے والی بات چیت بتا دی۔

"اب کیا کرنا ہے"...... مارٹن نے کہا۔

"میں اس آدمی سرفراز کے ساتھ کار میں جا رہی ہوں۔ تم نے اپنے ساتھیوں سمیت تعاقب کرنا ہے اور پھر جب میں وہاں پہنچوں گی

تو مناسب موقع دیکھ کر تمہیں کاشن دے دوں گی۔ تم وہاں ریڈ کر دینا۔ اس کے بعد ہم اپنا مشن مکمل کریں گے اور وہاں سے واپس آ جائیں گے اور طیارہ چارٹرڈ کروا کر یہاں سے فوراً واپس چلے جائیں گے"۔ سیلی نے کہا۔

"مادام میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر آپ سے اس لیبارٹری میں ملاقات نہیں کرے گا"...... مارٹن نے کہا تو سیلی بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ۔ کیوں تمہیں یہ خیال کیسے آیا"۔ سیلی نے چونک کر کہا۔

"اس لئے مادام کہ اس نے اس ٹائیگر کو بھی منع کر دیا اور اب بھی اس نے آپ کو پتہ نہیں بتایا بلکہ آدمی بھیج کر آپ کو بلوایا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ وہ کسی اور جگہ آپ سے ملاقات کرے گا۔ اس صورت میں پھر کیا کرنا ہوگا"...... مارٹن نے کہا۔

"اوہ۔ پھر اس ڈاکٹر کو ہم اغوا کر کے اس سے ساری باتیں معلوم کر لیں گے اور پھر مشن مکمل کریں گے"...... سیلی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر آپ مجھے کاشن دے دیں گی تو ہم وہاں ریڈ کر دیں گے۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا"...... مارٹن نے کہا۔

"ہاں۔ میں چاہتی ہوں کہ جلد از جلد یہ کام مکمل کر دوں"۔ سیلی نے کہا اور مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ہوٹل کے باہر پہنچ جاؤ"...... سیلی نے کہا اور مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ کر واپس چلا گیا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں نے اپنے طور پر کارمن اور گریٹ لینڈ سے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ مارگریٹ واقعی ڈاکٹر عبدالجبار کی بیٹی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن تم مجھے کیوں بتا رہے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں آپ سے اجازت طلب کر رہا تھا کہ میں اس مارگریٹ کو

پتہ تو نہیں البتہ فون نمبر بتا دوں یا نہیں "...... ٹائیگر نے کہا۔

" اگر تم نے تفتیش کر لی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ تمہارے ذہن میں ابھر آنے والے خدشات درست نہیں ہیں۔ ویسے بھی میں نے ڈاکٹر عبدالجبار کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں ان کا کوئی تعلق حکومت سے نہیں ہے اور پھر یہ باپ بیٹی کا معاملہ ہے اس لئے تم اسے بتا دو۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے "...... عمران نے کہا۔

" یس باس۔ پھر بھی آپ سے پوچھنا ضروری تھا کیونکہ بہرحال وہ سائنس دان ہیں۔ خدا حافظ "...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور ہاتھ میں موجود رسالے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پھر نجانے کتنی دیر گزر گئی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے چونک کر سر اٹھایا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں سامنے دیوار پر لگے ہوئے کلاک پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اسے رسالہ پڑھتے ہوئے کافی وقت ہو گیا تھا۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔

" علی عمران بول رہا ہوں "...... اس بار عمران نے مختصر سی بات کی کیونکہ وہ ذہنی طور پر خاصا تھک سا گیا تھا۔

" طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ ٹائیگر شدید زخمی ہوا ہے۔ میں نے اسے جنرل ہسپتال سے سپیشل ہسپتال منتقل کرنے کا حکم دے دیا ہے "...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا کہہ رہے ہو۔ ٹائیگر زخمی ہو گیا ہے۔ کہاں۔ کب اور تمہیں کیسے اطلاع ملی "...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" صفدر نے تھوڑی دیر پہلے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ کسی کام کے سلسلے میں رسول نگر کے علاقے میں جا رہا تھا کہ اس نے ٹائیگر کی کار کو سڑک کی سائیڈ پر الٹے پڑے ہوئے دیکھا۔ وہاں لوگ اکٹھے تھے۔ صفدر نے اتر کر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ کار کا ٹائر برسٹ ہو گیا اور کار الٹ گئی تھی۔ اس میں ایک ہی آدمی تھا جو شدید زخمی تھا اور وہاں پر موجود لوگوں نے بتایا کہ اسے گولی ماری گئی تھی جو اس کے سینے میں لگی تھی۔ وہاں سے گزرنے والے چند لوگوں نے اسے کار میں ڈال کر جنرل ہسپتال پہنچایا ہے۔ لوگوں کے مطابق اس زخمی کی حالت انتہائی سیریس تھی اس لئے صفدر نے آپ کو کال کرنے کی بجائے براہ راست مجھے کال کیا اور درخواست کی کہ ٹائیگر کی اس حالت کے پیش نظر اسے سپیشل ہسپتال میں داخل کرایا جائے تاکہ اس کی جان بچ سکے۔ جس پر میں نے ڈاکٹر صدیقی کو کال کیا اور انہیں حکم دے دیا کہ وہ ٹائیگر کی حالت کو چیک کریں۔ اگر وہ شفٹ کرنے کے قابل ہو تو اسے سپیشل ہسپتال میں شفٹ کریں اور اگر شفٹ نہیں ہو سکتا تو پھر خود وہاں جنرل ہسپتال میں اس کا آپریشن کریں اور مجھے فوری رپورٹ دیں۔ ابھی چند لمحے پہلے ڈاکٹر صدیقی نے بتایا ہے کہ ان کے جنرل ہسپتال پہنچنے تک ٹائیگر کا آپریشن کر دیا گیا تھا اور وہ شفٹ ہونے کے قابل تھا۔ اس کی حالت

بے حد خستہ تھی جس پر ڈاکٹر صدیقی اسے سپیشل ہسپتال لے آئے اور اب اس کا باقاعدہ علاج ہو رہا ہے اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے"۔ بلیک زیرو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ رسول نگر کون سا علاقہ ہے۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے خود معلوم نہیں ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں نقشہ دیکھ کر بتاؤں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"نہیں۔ میں خود دیکھ لوں گا۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے سپیشل ہسپتال کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی۔ سپیشل ہسپتال پہنچ کر وہ کار سے اترا اور سیدھا ڈاکٹر صدیقی کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ آپ عمران صاحب"...... ڈاکٹر صدیقی نے عمران کے آفس میں داخل ہوتے ہی بے اختیار چونک کر کہا۔

"ٹائیگر کا کیا حال ہے"...... سلام دعا کے بعد عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ گولی تو ان کے دل پر ماری گئی تھی لیکن وہ ٹیڑھی ہو کر سائیڈ سے نکل گئی ورنہ تو وہ وہیں موقع پر ہلاک ہو جاتا۔ جنرل ہسپتال میں اس کا آپریشن ہو گیا تھا لیکن وہاں اس کے خون کے گروپ کا مزید بندوبست نہ ہو رہا تھا اس لئے اس کی حالت

باوجود آپریشن کے خراب ہوتی جارہی تھی۔ چنانچہ میں اسے یہاں لے آیا اور اسے خون لگا دیا۔ اب اس کی حالت اطمینان بخش ہے اور وہ خطرے سے باہر ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے۔ لاکھ لاکھ شکر ہے"...... عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے عمران صاحب"...... ڈاکٹر صدیقی نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

"فی الحال کچھ نہیں۔ کیا میں ٹائیگر سے مل سکتا ہوں"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ لیکن آپ زیادہ دیر اس سے بات نہ کریں تو بہتر ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"میں صرف چند باتیں کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر صدیقی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر عمران ڈاکٹر صدیقی کے ساتھ سپیشل روم میں پہنچ گیا جہاں بیڈ پر ٹائیگر آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔ اس کے بازو میں ڈرپ لگی ہوئی تھی اور ایک ڈاکٹر اور دو نرسیں مستقل اس کے بیڈ کے ساتھ موجود تھیں۔

"آپ لوگ پلیز چند لمحے مجھے دے دیں"...... عمران نے کہا تو عمران کی آواز سن کر ٹائیگر نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر

شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ڈاکٹر صدیقی دوسرے ڈاکٹر اور نرسوں کے ساتھ کمرے سے باہر چلے گئے تھے۔ عمران نے کرسی گھسیٹ کر بیڈ کے ساتھ رکھی اور اس پر بیٹھ گیا۔

"نئی زندگی مبارک ہو ٹائیگر۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے لیکن تم پر حملہ کس نے کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں کہا تو ٹائیگر کے زرد چہرے پر یکلخت سرخی سی پھیلتی چلی گئی۔ وہ شاید اس بات سے سہما ہوا تھا کہ عمران اس سے ناراض ہو گا لیکن عمران کے الفاظ اور نرم لہجے نے اس کا خوف دور کر دیا تھا۔

"باس میں نے اس مارگریٹ کو ڈاکٹر عبدالجبار کا فون نمبر تو بتا دیا تھا کیونکہ آپ نے اس کی اجازت دے دی تھی اور میں نے بھی اپنے طور پر چیکنگ کر لی تھی لیکن اس کے باوجود میری چھٹی حس مطمئن نہ تھی اس لئے میں نے اس کی نگرانی کی اور اس کا فون چیک کیا تو اس نے فون پر ڈاکٹر عبدالجبار سے بات کی۔ ڈاکٹر عبدالجبار نے اسے اپنے پاس بلانے کی بجائے اپنا آدمی کار سمیت اس کے پاس ہوٹل بھیجا تھا۔ اس کے بعد مارگریٹ نے وہاں رہنے والے ایک آدمی مارٹن کو اپنے کمرے میں کال کیا پھر وہ مارٹن، ہوٹل سے نکل کر کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔ مجھے یہ آدمی مارٹن عام آدمی نہ لگ رہا تھا۔ مجھے احساس ہو رہا تھا کہ اس کا تعلق یا تو جرائم کی دنیا سے ہے یا پھر وہ یہاں ایجنٹ ہے۔ بہر حال میں وہاں ہوٹل گرینڈ میں رکا رہا۔ کچھ دیر کے بعد ڈاکٹر عبدالجبار کا بھیجا ہوا آدمی وہاں پہنچ گیا۔ چونکہ میں

ڈاکٹر عبدالجبار سے مل چکا تھا اس لئے میں نے اس آدمی کو پہچان لیا۔ پھر مارگریٹ اس آدمی کے ساتھ ہوٹل سے نکل کر اس کی کار میں بیٹھ گئی اور میں نے کار کا تعاقب شروع کر دیا۔ میرا آئیڈیا تھا کہ ڈاکٹر عبدالجبار مارگریٹ کے ساتھ اپنی لیبارٹری میں ملاقات نہیں کرے گا بلکہ کسی اور جگہ کرے گا اور میں یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ اچانک رسول نگر کے علاقے میں میری کار کا ٹائر ایک دھماکے سے برسٹ ہوا اور کار الٹ گئی۔ ابھی میں سنبھلا ہی تھا کہ میں نے مارٹن کا چہرہ دیکھا اور پھر میرے سینے میں گرم سلاخ اترتی چلی گئی اور میں بے ہوش ہو گیا۔ اب یہاں مجھے ہوش آیا ہے"...... ٹائیگر نے رک رک کر اور آہستہ آہستہ بات کرتے ہوئے پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی واردات ہو رہی ہے۔ اوہ ویری بیڈ۔ ورنہ تمہیں اس خاموشی سے ہلاک کرنے کی کوشش نہ کی جاتی۔ بہر حال تم مطمئن رہو میں اب سب کچھ سنبھال لوں گا خدا حافظ"۔ عمران نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ڈاکٹر صدیقی کے آفس میں پہنچ گیا۔ ڈاکٹر صدیقی شاید راؤنڈ پر تھے۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ملازم کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"گورنمنٹ سپیشل لیبارٹری سے ڈاکٹر سردار بول رہا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب سے بات کراؤ۔ فوراً"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے جان بوجھ کر سرداور اور گورنمنٹ لیبارٹری کا نام لیا تھا تاکہ ملازم انکار نہ کر سکے۔

"ڈاکٹر صاحب کہیں گئے ہوئے ہیں جناب اور بتا کر نہیں گئے۔ آپ اپنا فون نمبر بتا دیں وہ آئیں گے تو آپ کو فون کر لیں گے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کہاں گئے ہیں۔ ان سے ملاقات انتہائی ضروری ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی جان خطرے میں ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے واقعی نہیں معلوم جناب کہ وہ کہاں گئے ہیں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لے کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ راجہ پور جائے اور اس لیبارٹری کی حفاظت کرے۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا لیا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر۔ سپیشل ہسپتال سے۔ ٹائیگر یہاں کے ایک سائنس دان ڈاکٹر عبدالجبار کی پرائیویٹ لیبارٹری جو فاضل پور کے ساتھ ایک اور قصبے راجہ پور میں ہے کے سلسلے میں زخمی ہوا ہے۔ تفصیلی بات بعد میں ہو گی۔ تم تنویر، صفدر اور جولیا

تینوں کو فوراً فاضل پور کے قریب واقع آثار قدیمہ کے قلعے کے پاس بھجوا دو۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔ اس کے بعد ہم اکٹھے لیبارٹری پہنچیں گے۔ ہم نے فوری طور پر اس لیبارٹری کی حفاظت کرنی ہے اور پھر جو ہو گا دیکھ لیں گے"...... عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھا اور انتہائی تیز تیز قدم اٹھاتا سپیشل ہسپتال کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔

پرانے ماڈل کی کار خاصی تیز رفتاری سے فاصل پور کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی نے اپنا نام سرفراز بتایا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر سیلی موجود تھی۔ سرفراز ڈاکٹر عبدالجبار کی طرف سے سیلی کو لینے آیا تھا۔

"ڈیڈی کی صحت کیسی ہے سرفراز"...... سیلی نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ صحت مند ہیں مس صاحبہ"...... سرفراز نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی انتہائی کم گو سا آدمی دکھائی دیتا تھا۔ سیلی نے جتنی بھی باتیں اس سے پوچھی تھیں سرفراز نے اسی طرح مختصر سا جواب دیا تھا۔ پھر کار فاصل پور کے قصبے میں داخل ہو کر ایک سائیڈ پر مڑ کر آگے بڑھی اور ایک علیحدہ سائیڈ میں بنے ہوئے مکان کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔

"کیا ڈیڈی کی یہ رہائش گاہ ہے"...... سیلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ مکان خاصا قدیم اور خستہ حال نظر آ رہا تھا۔

"جی ہاں۔ آئیے"...... سرفراز نے کار سے اترتے ہوئے کہا تو سیلی بھی دوسری طرف سے دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی۔ پھر وہ سرفراز کے پیچھے چلتی ہوئی مکان میں داخل ہوئی تو سامنے برآمدے میں ایک بھاری جسم اور قدرے نکلتے ہوئے قد کا آدمی بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا اور اس کا سر بالوں سے بے نیاز تھا۔ البتہ سائیڈوں پر سفید بالوں کی جھالریں موجود تھیں۔ سفید داڑھی اور سفید مونچھوں کی وجہ سے اس کا چہرہ خاصا بارعب سا نظر آ رہا تھا۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ اس نے ڈارک براؤن رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ سرفراز اور اس کے پیچھے سیلی جیسے ہی اندر داخل ہوئی وہ چونک کر مڑا اور پھر برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر آگے بڑھنے لگا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مارگریٹ۔ یہ تم ہو۔ میں ڈاکٹر عبدالجبار ہوں"۔ اس بوڑھے نے کہا۔

"ڈ۔ ڈیڈی"...... سیلی نے بے اختیار ایک چیخ ماری اور دوسرے لمحے بڑھ کر وہ ڈاکٹر عبدالجبار سے اس طرح لپٹ گئی جیسے وہ واقعی چھوٹی سی معصوم بچی ہو اور طویل عرصے بعد اپنے پیارے باپ سے مل رہی ہو۔

"ڈیڈی۔ ڈیڈی۔ آپ کہاں چلے گئے تھے۔ ڈیڈی میں نے طویل عرصہ آپ کی شفقت کے بغیر گزارا ہے"...... سیلی نے انتہائی

رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میری بچی تمہاری ماں کی وجہ سے ایسا ہوا ہے آؤ میرے ساتھ "۔ ڈاکٹر عبدالجبار نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے لے کر اپنے ساتھ اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

یہاں کمرے میں ایک میز اور چار کرسیاں موجود تھیں۔ سرفراز باہر ہی رہ گیا تھا۔

"بیٹھو"...... ڈاکٹر عبدالجبار نے کہا اور سیلی کے کرسی پر بیٹھنے کے بعد وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے حیرت ہے بے بی کہ تم میں نہ تمہاری ماں کا کوئی شائبہ ہے اور نہ میرا حالانکہ بچپن میں سب یہی کہتے تھے کہ تم اپنی ماں کی ہوبہو تصویر ہو"...... ڈاکٹر عبدالجبار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی حالات انسان کو بدل دیتے ہیں لیکن ڈیڈی کیا آپ اس پرانے سے مکان میں رہتے ہیں۔ آپ کا کمرہ کہاں ہے۔ میں آپ کا کمرہ دیکھوں گی"...... سیلی نے بچوں جیسی معصومیت سے کہا۔

"نہیں۔ میں یہاں نہیں رہتا۔ میں تو تم سے ملنے یہاں آیا ہوں میری بیٹی۔ مجھے افسوس ہے کہ ابھی تقریباً دو ہفتوں تک میں تمہیں اپنی رہائش گاہ پر نہیں لے جا سکتا اور نہ اس کی وجہ بتا سکتا ہوں۔ البتہ میرا وعدہ کہ میں ہر دوسرے تیسرے روز تمہارے ہوٹل تم سے ملنے آیا کروں گا"...... ڈاکٹر عبدالجبار نے کہا۔ اسی لمحے سرفراز اندر داخل ہوا۔ اس نے مشروب کی دو بوتلیں اٹھائی ہوئی تھیں جن پر

ٹشو پیپر لپیٹے ہوئے تھے۔

"نہیں ڈیڈی۔ میں اب ایک لمحہ بھی آپ کے بغیر نہیں گزار سکتی اور اب آپ کے ساتھ رہوں گی ہاں بس میں نے کہہ دیا ہے"۔ سیلی نے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں بے بی۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ سوری۔ میری مجبوری سمجھو"...... ڈاکٹر عبدالجبار نے بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو ڈیڈی اب میں آپ کے ساتھ رہوں گی"...... سیلی نے ایک بار پھر ضد کرتے ہوئے کہا۔ سرفراز واپس باہر چلا گیا تھا۔

"نہیں بے بی۔ ضد مت کرو اب جب کہ ہم مل گئے ہیں تو اب آئندہ بھی ہم ملتے رہیں گے۔ فی الحال اس سے زیادہ میں تمہیں کچھ بتا بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ ایک ملکی راز ہے"۔ ڈاکٹر عبدالجبار نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے ڈیڈی۔ جیسے آپ کہیں۔ اب میں آپ کے ساتھ ضد تو نہیں کر سکتی"...... سیلی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پہنی ہوئی انگوٹھی کے سرے پکڑ کر دو بار انہیں پریس کر دیا تھا۔ اس کی یہ بات سن کر ڈاکٹر عبدالجبار کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اب تم مجھے بتاؤ کہ تم نے کیا پڑھا ہے اور کہاں تک پڑھا ہے اور آج کل تم کیا کر رہی ہو"...... ڈاکٹر عبدالجبار نے کہا تو سیلی نے اسے وہ کچھ بتانا شروع کر دیا جو وہ مارگریٹ کے بارے میں معلوم کر

چکی تھی۔

"گڈ۔ تم نے فائن آرٹ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے۔ گڈ"۔ ڈاکٹر عبدالجبار نے مسرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اور کوئی بات کرتے اچانک دروازہ کھلا اور مارٹن اور اس کے پیچھے دو آدمی اندر داخل ہوئے۔

"ٹھہرو تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ سرفراز کہاں ہے"...... ڈاکٹر عبدالجبار نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ سیلی بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"سرفراز کی گردن ٹوٹ چکی ہے ڈاکٹر اور اب تمہاری باری ہے"...... مارٹن نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سائیلنسر لگے پسٹل کا رخ ڈاکٹر عبدالجبار کی طرف کر دیا۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کون ہو تم"...... ڈاکٹر عبدالجبار نے کہا۔

"یہ۔ یہ میرے ساتھی ہیں ڈاکٹر عبدالجبار اور سنو میرا نام سیلی ہے مارگریٹ نہیں۔ اور میں تمہاری بیٹی نہیں ہوں۔ تمہاری بیٹی مارگریٹ گریٹ لینڈ میں ہے اور اسے تم سے نفرت ہے۔ تم اپنی لیبارٹری میں الیکٹرونک آئی کے فارمولے پر کام کر رہے ہو۔ میں نے وہ فارمولا حاصل کرنا ہے۔ اگر تم شرافت سے ہمارے ساتھ چل کر وہ فارمولا دے دو تو تمہاری جان بچ جائے گی ورنہ تمہاری روح سے بھی سب کچھ معلوم کر لیا جائے گا اور پھر ہم تمہیں بھی ہلاک کر دیں

گے اور تمہاری لیبارٹری کو بھی تباہ کر دیں گے"...... سیلی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر عبدالجبار کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم نے دھوکہ دیا ہے۔ مجھے پہلے ہی گڑبڑ رہی تھی۔ اس لئے میں نے تم سے یہاں ملاقات کی تھی۔ تم مجھے ہلاک کر سکتے ہو لیکن مجھ سے کچھ معلوم نہیں کر سکتے اور سنو۔ یہاں اگر تم نے مجھ پر ہتھیار اٹھایا تو تم مارے جاؤ گے"...... ڈاکٹر عبدالجبار نے کہا لیکن دوسرے لمحے مارٹن کا بازو گھوما اور ڈاکٹر عبدالجبار چیختا ہوا نیچے جا گرا اور اس کے ساتھ ہی مارٹن کے ساتھ آنے والے دوسرے آدمی آگے بڑھے اور پھر انہوں نے ڈاکٹر کو اٹھنے کی بھی مہلت نہ دی۔ وہ اسے انتہائی بے دردی سے ٹھڈے مار رہے تھے اور کمرہ ڈاکٹر کی چیخوں سے گونج رہا تھا۔ چند لمحوں کے بعد ڈاکٹر بے ہوش ہو گیا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون بہنے لگا تھا۔

"اسے مرنا نہیں چاہئے"...... سیلی نے کہا۔

"یس مادام"...... مارٹن نے کہا اور پھر اس نے ان دونوں آدمیوں سے کہا کہ وہ ڈاکٹر کو اٹھا کر کمرے میں لٹا دیں۔

"اس کا آدمی کہاں ہے۔ کیا وہ واقعی ہلاک ہو چکا ہے۔ اس سے معلومات مل سکتی ہیں"...... سیلی نے کہا۔

"وہ تربیت یافتہ آدمی تھا اور بے حد چالاک اور ہوشیار تھا اس لئے اسے ہلاک کرنا پڑا"...... مارٹن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر بے ہوش ڈاکٹر عبدالجبار کے چہرے پر تھپڑ

مارنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی ڈاکٹر چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"بولو کہاں ہے لیبارٹری۔ بولو۔ تفصیل بتاؤ"...... مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے ڈاکٹر کے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ کمرہ ایک بار پھر ڈاکٹر کی چیخ سے گونج اٹھا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ مجھے پانی دو۔ بتاتا ہوں"...... ڈاکٹر عبدالجبار نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن دوبارہ ڈھلک گئی۔

"یہ بوتل لے لو مارٹن"...... سیلی نے اپنے سامنے پڑی ہوئی مشروب کی بوتل اٹھا کر مارٹن کو دیتے ہوئے کہا اور مارٹن بوتل اٹھا کر ڈاکٹر کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے ڈاکٹر کا سر پکڑا اور پھر اس نے ڈاکٹر کے کھلے ہوئے منہ سے بوتل لگا کر اونچی کر دی۔ چند لمحوں بعد کچھ مشروب ڈاکٹر کے حلق سے نیچے اترا تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ اس طرح غٹاغٹ مشروب پیتا چلا گیا جیسے پیاسے اونٹ پانی پیتے ہیں۔ بوتل ختم ہونے پر مارٹن نے بوتل کو گردن سے پکڑ کر اس کا نچلا حصہ اس انداز سے میز پر مارا کہ چھناکے سے بوتل ٹوٹ گئی۔ اب اس کا باقی حصہ تیز دھار خنجر جیسا ہو گیا تھا اور مارٹن نے ٹوٹا ہوا حصہ ڈاکٹر کی گردن پر رکھ دیا۔

"بولو کہاں ہے لیبارٹری ورنہ"...... مارٹن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر عبدالجبار نے تیزی سے سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔ پھر

مارٹن اور سیلی اس سے سوال کرتے رہے اور ڈاکٹر مارٹن ٹرانس میں آئے ہوئے معمول کی طرح سب کچھ بولتا چلا گیا۔ وہ شاید خوف کی انتہا پر پہنچ گیا تھا اور ویسے بھی وہ ایک سائنس دان تھا اس لئے اس کا سابقہ پہلے ایسے حالات سے کبھی نہ پڑا تھا۔

"اسے گولی مار دو"...... سیلی نے کہا تو مارٹن نے دوسرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سائیلنسر لگے پسٹل کا رخ ڈاکٹر کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں ڈاکٹر عبدالجبار کے سینے میں گھستی چلی گئیں۔ اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور وہ کرسی سمیت الٹ کر پیچھے جا گرا اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"اب ایسا کرو کہ اسے اٹھا کر اندر کسی کمرے میں چھپا دو ورنہ یہاں کوئی بھی آ سکتا ہے۔ جلدی کرو۔ ہم نے اب فوری اس لیبارٹری میں پہنچنا ہے۔ جلدی کرو"...... سیلی نے کہا تو مارٹن اور اس کے ساتھی تیزی سے حرکت میں آ گئے۔

عمران جب فاضل پور کے قلعے کے قریب پہنچا تو اس نے کار ایک طرف کر کے روکی اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ یہاں غیر ملکی سیاحوں کی کافی تعداد موجود تھی۔ عمران کو اب صفدر اور اس کے ساتھیوں کا انتظار تھا۔ وہ چاہتا تھا تو اکیلا ہی لیبارٹری پہنچ سکتا تھا کیونکہ ٹائیگر نے اسے اس بارے میں تفصیل بتا دی تھی لیکن وہ چاہتا تھا کہ صفدر اور اس کے ساتھیوں کو وہیں حفاظت کے لئے چھوڑ کر پھر مارگریٹ اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرے۔ البتہ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے ٹائیگر سے ڈاکٹر عبدالجبار کی کار کے بارے میں معلومات کیوں حاصل نہ کیں کیونکہ ہو سکتا تھا کہ ڈاکٹر عبدالجبار مارگریٹ سے ملاقات کرنے فاضل پور آیا ہو اور یہاں لازماً مارگریٹ کی کار کی مدد سے وہ انہیں چیک کر سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اب وہ ایسا کچھ نہ کر سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر کی کار دور سے آتی ہوئی دکھائی دی تو عمران نے

ہاتھ لہرایا اور صفدر کی کار قریب آ کر رک گئی۔ صفدر خود ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر تنویر اور عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل موجود تھا۔ کار رکتے ہی وہ تینوں کار کے دروازے کھول کر نیچے اترے۔

"ابھی نہیں۔ ہم نے آگے راجہ پور جانا ہے۔ آؤ میرے پیچھے"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر پہنچ گیا۔ صفدر اور اس کے ساتھی دوبارہ کار میں بیٹھ گئے اور پھر دونوں کاریں تیزی سے آگے پیچھے دوڑتی ہوئی راجہ پور کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ راجہ پور فاضل پور سے زیادہ دور نہیں تھا اس لئے وہ جلد ہی راجہ پور پہنچ گئے۔ ایک طرف بنے ہوئے مکان کو جلد ہی عمران نے تلاش کر لیا۔ اس نے کار اس مکان کے بند دروازے کے سامنے جا کر روک دی اور پھر نیچے اتر آیا۔ اس کے پیچھے دوسری کار سے صفدر اور دوسرے ساتھی بھی اتر آئے۔ عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دینے کے لئے ہاتھ مارا تو دروازہ ہاتھ کے دھکے سے کھلتا چلا گیا۔

"اوہ۔ دروازہ کھلا ہوا ہے"...... عمران نے کہا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہوئے اور پھر سامنے برآمدے کے ساتھ ہی انہیں ایک مقامی آدمی کی لاش پڑی ہوئی دکھائی دی۔ اس کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ تو یہ لوگ یہاں پہلے پہنچ گئے ہیں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور تھوڑی دیر وہ جب مکان

سے ملحقہ پہاڑی غار میں داخل ہوئے تو سب بے اختیار وہیں دروازے پر ہی ٹھٹک کر رک گئے۔ وہاں ہر چیز تباہ و برباد کر دی گئی تھی۔ مشینری ٹوٹی پڑی تھی اور ہر چیز کو الٹا دیا گیا تھا۔ اچانک عمران کے کانوں میں ٹک ٹک کی ہلکی کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا اور تیزی سے آواز کی طرف مڑا ہی تھا کہ اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کے ہزاروں ٹکڑے اڑ کر فضا میں بکھرتے چلے جا رہے ہوں۔ اس کے بعد اس کے احساسات تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے اور پھر جس طرح تاریکی میں روشنی کی لہریں سی دوڑتی ہیں اسی طرح اس کے تاریک ذہن میں روشنی کی لہریں سی نمودار ہوئیں اور آہستہ آہستہ اس کا تاریک پڑا ہوا ذہن روشنی سے منور ہو گیا۔ اس کے پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی کیونکہ اس کا جسم بے حس و حرکت تھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ ہسپتال میں کسی بیڈ پر لیٹا ہوا ہے۔ اس کے جسم پر سرخ رنگ کا کمبل تھا اور وہ کمرے میں اکیلا تھا۔ عمران ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے اور وہ کہاں ہے کہ دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی اندر داخل ہوا تو عمران ڈاکٹر صدیقی کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ عمران صاحب آپ کو ہوش آ گیا۔ شکر ہے۔ اللہ کا کرم ہو گیا"...... ڈاکٹر صدیقی نے عمران کو دیکھ کر انتہائی مسرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"میرے تین ساتھی میرے ساتھ تھے ان کا کیا ہوا"...... عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"وہ سب ٹھیک ہیں۔ وہی تو آپ کو یہاں لے آئے تھے اور آپ کے سر پر چوٹ لگی تھی جس کی وجہ سے آپ بے ہوش ہو گئے تھے۔ اب اللہ کا شکر ہے کہ آپ ہوش میں آ گئے ہیں اور اب آپ خطرے سے باہر ہیں"...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا۔

"میرا جسم حرکت نہیں کر رہا"...... عمران نے کہا۔

"آپ کے جسم پر چند زخم آئے تھے۔ ان کی ٹریٹمنٹ کر دی گئی ہے۔ ویسے میں نے احتیاطاً آپ کے جسم کو کلپ کر دیا تھا۔ میں کھول دیتا ہوں"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور پھر اس نے عمران کے جسم کو خود ہی کھولنا شروع کر دیا اور عمران بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"مجھے کتنے دنوں بعد ہوش آیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آج دوسرا روز ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ اب میں ٹھیک ہوں۔ اب مجھے چھٹی دیں"۔ عمران نے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی۔ بہرحال چوٹ کی وجہ سے آپ بے ہوش تھے۔ کوئی خاص خطرے والی بات نہ تھی۔ آیئے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو عمران بیڈ سے نیچے اترا اور ڈاکٹر صدیقی اسے سہارا دینے کے لئے آگے بڑھے۔

"اوہ نہیں۔ میں ٹھیک ہوں"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر صدیقی پیچھے ہٹ گئے اور پھر عمران ڈاکٹر صدیقی کے ساتھ اس کمرے سے نکل کر اس کے آفس میں آگیا۔

"ٹائیگر کی کیا پوزیشن ہے"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ ٹھیک ہو چکا ہے۔ ایک دو روز میں اسے چھٹی دے دی جائے گی"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون کا رسیور اٹھالیا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران عرض کر رہا ہوں جناب"...... عمران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں ہوش آگیا ہے"...... دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں کہا گیا۔

"نہیں جناب۔ میں بے ہوشی کے عالم میں ہی بول رہا ہوں"۔ عمران نے سامنے بیٹھے ہوئے ڈاکٹر صدیقی کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر صدیقی بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"فضول باتوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈاکٹر عبدالجبار کی لاش فانسل پور کے ایک مکان سے ملی ہے۔ اس کو گولی مار کر ہلاک کیا

گیا ہے۔ تمہاری بے ہوشی کی وجہ سے ٹائیگر سے صفدر نے تمام حالات معلوم کر لئے تھے اور پھر مارگریٹ اور اس کے ساتھیوں کی تلاش کی گئی لیکن معلوم ہوا ہے کہ وہ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے گریٹ لینڈ جا چکے ہیں۔ وہاں فارن ایجنٹ گراہم کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ وہ ان کا کھوج لگائے لیکن ابھی تک اس کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی"...... دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کی ہی ہمت ہے عمران صاحب کہ آپ چیف سے اس انداز میں بات کر لیتے ہیں"...... ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے دراصل چیف کا غصہ اچھا لگتا ہے اس لئے میری کوشش ہوتی ہے کہ وہ غصے میں آجائے اور میں اس کے غصے کا لطف لیتا رہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ڈاکٹر صدیقی بے اختیار ہنس پڑے۔

"اور اگر غصے میں انہوں نے آپ کو کوئی سزا دے دی تو"۔ ڈاکٹر صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ دے ہی نہیں سکتا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ میرا باورچی آغا سلیمان پاشا آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کا صدر ہے۔ اس کی ایک کال پر پوری دنیا کے ہوٹلوں، کیفوں، ریسٹورانوں اور گھروں کے چولہے بجھ جائیں گے۔ پھر آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا ہو گا"۔ عمران

نے کہا تو ڈاکٹر صدیقی کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"بہت خوب۔ واقعی زبردست دھمکی ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب مجھے اجازت"...... عمران نے کہا۔

"میں ڈرائیور کو بلاتا ہوں۔ وہ آپ کو چھوڑ آئے گا"...... ڈاکٹر صدیقی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی میری کار تو یہاں نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور ڈاکٹر صدیقی نے گھنٹی دے کر چپڑاسی کو بلایا اور اسے کہا کہ وہ ڈرائیور کو بلا لائے اور پھر ڈاکٹر صدیقی عمران کے ساتھ باہر پہنچا تو یہاں ان کا ڈرائیور موجود تھا۔ عمران نے ڈاکٹر صدیقی کو ٹائیگر کا خصوصی طور پر خیال رکھنے کے لئے کہا اور پھر وہ ڈرائیور کے ساتھ کار میں بیٹھ گیا۔

"مجھے میرے فلیٹ پر چھوڑ دو"...... عمران نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچا تو دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ سلیمان ابھی تک گاؤں سے واپس نہیں آیا۔ اس نے مخصوص جگہ سے چابی نکالی اور پھر فلیٹ کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا اور سٹنگ روم میں آ کر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو

کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر۔ اپنے فلیٹ سے۔ پہلے تو یہ بتاؤ کہ میری کار کا کیا ہوا۔ وہ وہاں راجہ پور میں ہی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کی کار آپ کے گیراج میں موجود ہے۔ صفدر نے اسے میرے حکم پر وہاں پہنچا دیا تھا"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"لیکن گیراج کی چابی تو میرے پاس تھی اور دوسری فلیٹ کے اندر"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"سلیمان واپس آگیا ہے۔ اس نے چابی دی تھی اور صفدر نے چابی واپس سلیمان کو دے دی تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ سلیمان آگیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی دانش منزل آ رہا ہوں پھر تفصیل سے بات ہو گی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور سیدھا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ سلیمان سودا سلف لینے مارکیٹ گیا ہوا ہے۔ اس نے فلیٹ کا دروازہ بند کر کے چابی واپس مخصوص جگہ پر رکھی اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے آیا اور گیراج کی طرف بڑھ گیا۔ گیراج میں واقعی اس کی کار موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران کار میں سوار ہو کر دانش منزل پہنچ گیا۔

"اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا عمران صاحب کہ وہ پہاڑی غار تھا اور وہ

ہم اس قدر طاقتور بھی نہ تھا کہ اس قدرتی غار کو تباہ کر دیتا ورنہ تو آپ سمیت باقی ساتھیوں کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا"...... سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھ پر تو واقعی اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ہر بار وہ مجھے بچا لیتا ہے۔ بزرگ ٹھیک کہتے ہیں کہ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہے۔ بہرحال اب مسئلہ یہ ہے کہ یہ مارگریٹ اور اس کے ساتھی کون تھے۔ کہاں سے آئے تھے اور ڈاکٹر عبدالجبار وہاں ایسی کس ایجاد میں مصروف تھا کہ یہاں کے کسی آدمی کو اس کے بارے میں علم نہیں ہے جبکہ مارگریٹ اور اس کے ساتھیوں کو اس کا علم بھی ہو گیا اور وہ لوگ یہاں پہنچ کر سب کچھ کر گزرے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"گراہم کی رپورٹ آئی ہے۔ وہ صرف اتنا معلوم کر سکا ہے کہ مارگریٹ اور اس کے ساتھی جن میں پانچ مرد اور تین عورتیں تھیں چارٹرڈ طیارے سے پاکیشیا سے گریٹ لینڈ پہنچے لیکن ان کے بعد ان کا کوئی پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ البتہ اس نے ڈاکٹر عبدالجبار کی بیوی اور مارگریٹ کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کے مطابق ڈاکٹر عبدالجبار کی بیوی مارلینا فوت ہو چکی ہے البتہ اس کی بیٹی مارگریٹ وہاں موجود ہے اور اسے تو سرے سے اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ ڈاکٹر عبدالجبار کی بیٹی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ مارگریٹ یا جو بھی اس کا نام ہو واقعی اداکارہ تھی۔ اس نے ڈاکٹر عبدالجبار کی بیٹی کا کردار اس خوبی سے نبھایا کہ ڈاکٹر صاحب بھی دھوکہ کھا گئے اور ہم سب بھی کیونکہ ٹائیگر نے تحقیقات کرائی تھیں اس کے مطابق واقعی اس نے جو کچھ بتایا تھا وہ درست تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ پہلے سے تمام انتظامات کر کے آئی تھی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں عمران صاحب۔ یہ واقعی حیرت انگیز مشن ثابت ہوا ہے کہ وہ ہم سب کی نظروں میں دھول جھونک کر اپنا مشن مکمل کر کے واپس بھی چلے گئے ہیں اور ہمیں ان کے بارے میں کچھ معلوم بھی نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہم بے خبری میں مار کھا گئے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالجبار صاحب نے اپنی لیبارٹری اور اپنے فارمولے کو نہ صرف عام لوگوں سے بلکہ حکومت سے بھی مخفی رکھا تھا۔ بہرحال وہ لڑکی اور اس کے ساتھیوں نے جس انداز میں کام کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی عام چور نہیں تھے بلکہ خاصے تربیت یافتہ لوگ تھے"...... عمران نے کہا اور اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس"...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"باس صفدر اور کیپٹن شکیل اس تباہ شدہ لیبارٹری کا جا کر جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ شاید وہاں سے اس مارگریٹ اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی کلیو مل جائے۔ چونکہ یہ مکان اور لیبارٹری اب سیلڈ ہیں اس لئے انہوں نے مجھے فون کر کے کہا ہے کہ میں آپ سے اجازت لے لوں"...... جولیا نے کہا۔

"دونوں نے اچھا سوچا ہے۔ لیکن اس جائزے میں ایک سائنس دان کو بھی شامل ہونا چاہئے اور عمران کو بھی۔ عمران ہسپتال سے فارغ ہو کر واپس آ چکا ہے۔ میں اسے کال کر کے کہہ دیتا ہوں وہ خود ہی اپنے ساتھ کسی سائنس دان کو لے جائے گا۔ تم ان دنوں کو بتا دو کہ وہ عمران کی طرف سے کال کا انتظار کریں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ویری گڈ۔ واقعی اب آگے بڑھنے کے لئے اس جائزے کی انتہائی ضرورت تھی اور میرے ذہن میں یہ خیال ہی نہ آیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ اپنے ساتھ کس سائنس دان کو لے جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ڈاکٹر عبدالجبار الیکٹرونکس پر کام کر رہے تھے اس لئے کسی الیکٹرونکس کے ماہر کو ہی ساتھ لے جانا ہوگا۔ میں سرداور سے بات کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور

اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... سرداور کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سرداور۔ ڈاکٹر عبدالجبار کی ہلاکت اور ان کی پرائیویٹ لیبارٹری کی تباہی کے بارے میں آپ کو اطلاع مل چکی ہوگی"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے سیکرٹری دفاع صاحب نے بتایا ہے"...... سرداور نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے یہ تو معلوم ہے کہ وہ الیکٹرونک آئی نامی فارمولے پر کام کر رہے تھے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ اس فارمولے پر کس حد تک کام کر چکے تھے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی الیکٹرونکس پر اتھارٹی سائنس دان کو وہاں عمران کے ساتھ بھیجا جائے تاکہ عمران وہاں سے مجرموں کے بارے میں کوئی کلیو تلاش کرنے کی کوشش کرے اور وہ سائنس دان وہاں موجود تباہ شدہ چیزوں کو چیک کر کے یہ معلوم کر سکے کہ ڈاکٹر عبدالجبار کس سٹیج پر کام کر رہے تھے۔ آپ کسی ایسے سائنس دان کا نام بتا دیں بلکہ انہیں وہاں بھجوانے کا انتظام بھی کر دیں یا اگر آپ سے نہیں ہو سکتا تو مجھے بتائیں میں سیکرٹری دفاع کو حکم دے کر انہیں وہاں بھجواؤں"۔

عمران نے کہا۔

"اوہ سر۔ عمران صاحب نے ایک بار مجھ سے ڈاکٹر عبدالجبار کے بارے میں بات کی تھی جس کے بعد میں نے اپنے طور پر کوشش کی کہ میں کوئی ایسا سائنس دان تلاش کر سکوں جس کا تعلق ڈاکٹر عبدالجبار سے رہا ہو اور مجھے اطلاع مل گئی کہ یہاں الیکٹرونکس پر اتھارٹی ایک سائنس دان ڈاکٹر خاور سلطان موجود ہیں۔ لیکن وہ خود تو ضعیف العمری کی وجہ سے کام نہیں کر سکتے لیکن ڈاکٹر عبدالجبار صاحب ان کے شاگرد رہے ہیں۔ میں نے ان سے فون پر بات کی تھی ان کا ڈاکٹر عبدالجبار سے کوئی رابطہ نہیں رہا تھا البتہ وہ انہیں جانتے ضرور تھے۔ میں ان سے فون پر بات کر لیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ یہ کام کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے"...... سرداور نے کہا۔

"ان کا فون نمبر اور پتہ کیا ہے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فون نمبر اور پتہ بتا دیا گیا۔

"آپ ان سے بات کریں۔ میں عمران کو یہ فون نمبر اور پتہ بتا دوں گا اور پھر وہ خود ان سے رابطہ کر لے گا۔ آپ عمران کا تعارف ڈاکٹر خاور سلطان سے کرا دیں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور سرداور کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے اور آواز سے بولنے والا ملازم لگتا تھا۔

"ڈاکٹر خاور سلطان سے بات کرنی ہے۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ ابھی سرداور نے ان سے فون پر بات کی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کیجئے صاحب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو میں ڈاکٹر خاور سلطان بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر صاحب میں علی عمران بول رہا ہوں"...... سلام کے بعد عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں بیٹے مجھے سرداور نے ابھی سب کچھ بتایا ہے۔ مجھے اپنے شاگرد ڈاکٹر عبدالجبار کی موت کا بے حد صدمہ پہنچا ہے۔ وہ انتہائی ذہین سائنس دان تھا۔ میں تمہارے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بے حد شکریہ جناب۔ میں آپ کی رہائش گاہ پر حاضر ہو رہا ہوں"۔ عمران نے کہا اور پھر خدا حافظ کہہ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... عمران نے کہا۔

"وعلیکم السلام عمران صاحب۔ آپ اب سلام سے بھی پہلے اپنی ڈگریاں بتانے لگ گئے ہیں جبکہ اصولاً آپ کو سلام پہلے اور تعارف بعد میں کرانا چاہئے"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہاری یادداشت کی کمزوری کی وجہ سے مجھے ایسا کرنا پڑتا ہے"۔ عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"میری یادداشت کی کمزوری کی وجہ سے۔ کیا مطلب"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"آج تک تم خطبہ نکاح تو یاد نہیں کر سکے اس لئے میں نے سوچا کہ کہیں میں پہلے سلام کروں اور پھر اپنا مختصر سا تعارف کراؤں تو تم تعارف سنتے سنتے سلام ہی بھول جاؤ اور پھر جواب نہ دے کر گنہگار ہو جاؤ"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں نے عربی پڑھنے کے لئے ایک ٹیوٹر رکھ لیا ہے۔ میں اب دس بارہ سالوں میں اس قابل ہو جاؤں گا کہ اتنی عربی پڑھ لوں کہ خطبہ نکاح درست طور پر پڑھ سکوں"۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ چشم بددور لیکن یہ دس بارہ سال وہ ہمارے ایک مشہور شاعر والے تو نہیں جس نے کسی کو دعا دیتے ہوئے کہا تھا کہ تم ہزاروں سال جیو اور ہر سال کے ہوں ہزاروں دن۔ کچھ اس قسم کا شعر تھا"...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہ تو پھر بھی کم ہیں۔ میرا مطلب تو نوری سال سے تھا"۔ دوسری طرف سے صفدر نے کہا تو اس بار عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میں تمہارا مطلب سمجھ گیا ہوں کہ دس بارہ نوری سالوں میں جس قدر فاصلہ ہو سکتا ہے اور جہاں تک پہنچا جا سکتا ہے وہاں پہنچ کر تم خطبہ نکاح یاد کرو گے۔ ٹھیک ہے اب کیا کہا جا سکتا ہے۔ جب تمہارے جیسے عالم فاضل سے رابطہ ہو تو ایسے ہی ہو گا۔ چلو یہاں دنیا میں نہ سہی جنت میں سہی۔ کچھ آسرا تو ہوا۔ بہرحال تم فی الحال گلستان کالونی کے پہلے چوک پر کیپٹن شکیل کے ساتھ پہنچ جاؤ۔ باقی حساب کتاب وہاں ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"یہ نوری سال وہی لائٹ ایئر ہی ہے ناں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ روشنی کی رفتار کے مطابق ایک سال جو سائنس دان سیاروں کے درمیان فاصلہ ناپنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیالیس ہزار میل فی سیکنڈ ہوتی ہے۔ اب سیکنڈوں کو سال میں تبدیل کرو تو ایک نوری سال یا ایک لائٹ ایئر بنتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازے پر دستک کی آواز سن کر آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر برائن چونک پڑا۔ اس نے میز کے کنارے پر نصب ایک بٹن پریس کیا تو دروازہ خودبخود کھل گیا اور اس کے ساتھ ہی برائن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اندر آنے والی سیلی تھی۔

"آؤ سیلی بیٹھو"...... ادھیڑ عمر نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے برائن۔ تمہارے لہجے میں گرمجوشی نہیں ہے حالانکہ میں نے اور میرے سیکشن نے پاکیشیا میں بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے"...... سیلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے سیلی لیکن"...... برائن نے کہا اور پھر رک گیا تو سیلی بے اختیار چونک پڑی۔

"لیکن کیا"...... سیلی نے چونک کر کہا۔

"تم جو فارمولا لے آئی ہو وہ اصل فارمولا نہیں ہے۔ صرف اس

فارمولے کے ورکنگ نوٹس ہیں اور ان ورکنگ نوٹس سے سائنس دانوں کو اصل فارمولے تک رہنمائی نہیں مل سکتی اور جب تک اصل فارمولا نہ ملے اس وقت تک سارا مشن ہی بے کار ہو گیا ہے۔ اب وہ فارمولا حاصل کرنا ہے ورنہ پرائڈ گروپ کی ساکھ خراب ہو جائے گی"...... برائن نے کہا تو سیلی نے بے اختیار منہ بنا لیا۔

"ویری بیڈ۔ اب مجھے کیا معلوم کہ اصل فارمولا کون سا ہے۔ جو فائل وہاں خصوصی سیف میں تھی اور جو سائنسی تھی وہ میں لے آئی۔ اس کے علاوہ تو اور کوئی فائل ہی نہ تھی"...... سیلی نے کہا۔

"میں نے بھی اس بارے میں سوچا ہے۔ تم نے جو تفصیلی رپورٹ دی ہے اس کے تحت میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ڈاکٹر عبدالجبار حد درجہ وہمی آدمی تھا۔ اس نے یقیناً اصل فارمولا کسی اور جگہ رکھا ہو گا اور میرا خیال ہے کہ ایسی جگہ کوئی بینک لاکر ہی ہو سکتی ہے"...... برائن نے کہا۔

"اب کیا کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ایسا ہوتا تو لازماً اس سیف میں بینک لاکر کی چابی یا ٹوکن یا فائل موجود ہوتی"...... سیلی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس سیف کا کوئی خفیہ خانہ بھی ہو"...... برائن نے کہا۔

"اگر ہو گا بھی ہی تو وہ تو ختم ہو چکا"...... سیلی نے کہا تو برائن کے چہرے پر مزید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ پھر اب کیسے فارمولا حاصل کیا جائے۔ یہ تو

واقعی بہت بڑا مسئلہ بن گیا"۔ برائن نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"یہ تو اس پارٹی کو پہلے مجھے بتانا چاہیئے تھا۔ اب مجھے کیا معلوم کہ فارمولا کیا ہوتا ہے اور ورکنگ نوٹس کیا ہوتے ہیں"...... سیلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ لیکن پارٹی نے مجھے فارمولا حاصل کرنے کا ٹاسک دیا تھا۔ اب یہ ہماری ذمہ داری تھی کہ ہم اس سلسلے میں پہلے کسی سائنس دان سے رابطہ کر کے اس بارے میں معلومات حاصل کرتے۔ اس میں پارٹی کا اتنا قصور نہیں ہے جتنا ہمارا ہو گیا اور اب ہمیں ہر قیمت پر یہ فارمولا حاصل کرنا ہے اور ہر صورت میں حاصل کرنا ہے چاہے وہ کسی بھی حالت میں ہو"۔ برائن نے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر میں دوبارہ وہاں جاتی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کا خیال درست ہو اور اس ڈاکٹر عبدالجبار نے اصل فارمولا کسی بینک لاکر میں رکھا ہوا ہو۔ وہاں کسی نہ کسی ذریعے سے معلومات حاصل کر لی جائیں گی"...... سیلی نے برائن کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس سلسلے میں تھوڑا سا کام کیا ہے کیونکہ میرے ذہن میں بینک لاکر والی بات ہی تھی۔ پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک معلومات فروخت کرنے والی پارٹی کام کرتی ہے جس کا کوڈ نام آکاش ہے۔ اس آکاش کا سربراہ گریٹ لینڈ کا ہی ایک باشندہ ہے جس کا نام

رونس ہے۔ اس نے وہاں رونس شوٹنگ کلب بنایا ہوا ہے۔ میں نے اس رونس کا نمبر حاصل کر کے اس سے فون پر بات کی ہے۔ رونس نے کہا ہے کہ گو یہ کام اس کی لائن کا نہیں ہے لیکن اگر اسے معقول معاوضہ دیا جائے تو وہ اس پر کام کر سکتا ہے اس لئے تم جا کر رونس سے ملو اور اسے اس کا منہ مانگا معاوضہ دو اور اسے ڈاکٹر عبدالجبار کے بارے میں پوری تفصیل بتا دو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس بینک لاکر کو تلاش کر لے گا۔ اس کے بعد وہاں سے فارمولا حاصل کرنا تمہارا کام ہو گا"...... برائن نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تباہ شدہ لیبارٹری کا بھی چکر لگاؤں گی۔ شاید وہاں کام ہو جائے۔ اگر وہاں کام نہ ہوا اور بینک لاکر بھی ٹریس نہ ہو سکا تو پھر خود وہاں کام کر کے فارمولے کو ٹریس کروں گی۔ اب بہرحال یہ میری اور میرے سیکشن کی ذمہ داری ہے"...... سیلی نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اب کیا تم اپنا پورا سیکشن لے جاؤ گی"...... برائن نے کہا۔

"نہیں۔ اب تو صرف فارمولا ٹریس کرنا ہے اس لئے میں صرف مارٹن کو ساتھ لے جاؤں گی"...... سیلی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"وش یو گڈ لک"۔ برائن نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"تھینک یو"...... سیلی نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ باہر نکل گئی۔

دو کاریں ایک دوسرے کے پیچھے تیزی سے دوڑتی ہوئی راجہ پور کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ڈاکٹر خاور سلطان بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ خاصے بوڑھے آدمی تھے لیکن بہرحال وہ خود بغیر کسی سہارے کے چل پھر سکتے تھے۔ عقبی سیٹ خالی تھی جبکہ پچھلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر تھا اور اس کی سائیڈ سیٹ پر کیپٹن شکیل بیٹھا ہوا تھا۔

"ڈاکٹر صاحب کیا آپ سے ڈاکٹر عبدالجبار صاحب نے کبھی رابطہ نہیں کیا حالانکہ وہ آپ کے شاگرد تھے اور پھر آپ یہاں موجود بھی تھے"...... عمران نے ڈاکٹر خاور سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دو بار رابطہ ہوا تھا۔ وہ میرے پاس آئے تھے لیکن میں ان دنوں خاصا بیمار تھا اس لئے تفصیلی بات تو نہ ہو سکی البتہ انہوں نے صرف اتنا بتایا تھا کہ وہ کسی ایسی الیکٹرونک آئی پر کام کر رہے ہیں جو ایٹمی ہتھیاروں کو وسیع رینج میں چیک کر سکتی ہے اور ان کے بارے میں پوری تفصیل بھی اس کے ذریعے معلوم کی جا سکتی ہے"۔ ڈاکٹر خاور سلطان نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ یہ بات پہلے سرداور بھی اسے بتا چکے تھے کہ ڈاکٹر عبدالجبار نے اس فارمولے کے بارے میں حکومت پاکیشیا کو آگاہ کیا تھا لیکن پاکیشیا کے حکام نے اس پر توجہ نہ دی تھی۔

"میری سمجھ میں اب تک یہ بات نہیں آئی کہ حکومت کو بھی ڈاکٹر عبدالجبار کے اس کام کے بارے میں کوئی اطلاع نہ تھی اور نہ ہی ڈاکٹر عبدالجبار نے اس سلسلہ میں کوئی رابطہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ وہ شاید فطری طور پر انتہائی وہمی طبیعت کے مالک تھے کہ انہوں نے اپنی شناخت اور اپنی رہائش اور اپنی لیبارٹری کو اس قدر خفیہ رکھا ہوا تھا کہ فاضل پور اور راجہ پور کے لوگ بھی اس بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے حتیٰ کہ جب ان کی بیٹی بن کر مجرم نے ان سے رابطہ کیا تو انہوں نے اسے بھی اپنی رہائش گاہ کا پتہ بتانے اور یہاں اس سے ملنے سے انکار کر دیا اور خود جا کر راجہ پور کی بجائے فاضل پور میں ان سے ملے۔ اس کے باوجود ان غیر ملکیوں کو اس ایجاد کے بارے میں اور ڈاکٹر عبدالجبار کی فاضل پور میں موجودگی کے بارے میں علم ہو گیا۔ یہ بات کیسے لیک آؤٹ ہو گئی ہو گی"۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے ڈاکٹر عبدالجبار نے ایک بار سرسری طور پر بتایا تھا کہ وہ اپنی اس ایجاد کے تجربے کے لئے کسی تجارتی مواصلاتی سیارے میں کوئی چینل خریدنا چاہتے تھے۔ انہوں نے یورپ کی کسی فرم سے اس سلسلہ میں بات چیت بھی کی جس کا تجارتی سیارہ یہاں جنوبی ایشیا میں موجود ہے لیکن اس فرم نے کسی بھی مشینی ایجاد کے تجربے کے لئے چینل فروخت کرنے سے انکار کر دیا جس پر ڈاکٹر عبدالجبار نے انہیں اس تجربے کی ماہیت بھی بتائی اور یہ بھی بتایا کہ یہ بالکل ذاتی بات ہے اس کا کوئی تعلق کسی حکومت سے نہیں ہے لیکن پھر بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس پرائیویٹ فرم کے ذریعے یہ بات کسی کے علم میں آگئی ہو اور پھر یہ کام کیا گیا ہو"۔ ڈاکٹر خاور سلطان نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ کی بات درست ہے۔ واقعی ایسا ہی ہوا ہو گا"۔ عمران نے کہا اور ڈاکٹر خاور سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ راجہ پور کے اس مکان پر پہنچ گئے جہاں ڈاکٹر عبدالجبار کی رہائش گاہ تھی اور لیبارٹری بنائی گئی تھی۔ دروازے پر حکومت کی طرف سے سیل لگی ہوئی تھی لیکن وہاں کوئی پہرے دار نہ تھا۔ ظاہر ہے بم بلاسٹ ہونے کے بعد اندر کوئی ایسی چیز سلامت رہی نہ ہو گی جس کی حفاظت کی جائے اس لئے صرف سیل کرنے پر ہی اکتفا کیا گیا ہو گا۔ عمران نے کار روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر خاور سلطان بھی نیچے اتر آئے۔ دوسری کار بھی ان کے

پیچھے آکر رکی اور صفدر اور کیپٹن شکیل بھی نیچے اتر آئے۔

"دروازہ کھولو صفدر"...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر تالے پر موجود سیل کاٹ دی اور پھر مڑی ہوئی تار کی مدد سے اس نے تالا کھولا اور دروازے کو دھکیل کر اسے کھول دیا۔

"ڈاکٹر صاحب آئیے"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر خاور سلطان سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھے۔ پھر عمران سب سے پہلے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ڈاکٹر خاور سلطان اور اس کے پیچھے صفدر اندر داخل ہوا جبکہ کیپٹن شکیل باہر ہی رک گیا تھا۔ لیبارٹری کا پورا کمرہ تو تباہ نہیں ہوا تھا البتہ اس کا خاصا بڑا حصہ منہدم ہو گیا تھا اور فرش پر جگہ جگہ چھوٹے بڑے پتھروں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ ان میں سے کوئی پتھر سر پر لگنے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوا ہو گا۔ وہاں موجود مشینری پہلے ہی فائرنگ سے تباہ کی جا چکی تھی اور بم بلاسٹ ہونے سے وہ واقعی مکمل طور پر ختم ہو گئی تھی۔ عمران اس پورے کمرے کے انہدام نہ ہونے کی وجہ بھی سمجھ گیا تھا۔ یہ ایک قدرتی غار تھا اس لئے پوری طرح منہدم نہ ہو سکا ورنہ انسان کا بنایا ہوا کمرہ ہوتا تو اس کی اینٹ سے اینٹ بج چکی ہوتی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے اپنے بچ جانے کی وجہ بھی سمجھ آ گئی تھی کہ وہ اس پہاڑی غار کے دہانے پر کھڑا تھا جبکہ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے اگر وہ

اندر موجود ہوتا تو شاید اس کے جسم کے بھی پرخچے اڑ چکے ہوتے۔

ڈاکٹر خاور سلطان اس تباہ شدہ مشینری کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران اور صفدر اس لیبارٹری کا طائرانہ جائزہ لینے میں مصروف ہو گئے۔

اچانک عمران کی نظریں ایک دیوار پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ دیوار کا وہ حصہ خاصا ٹوٹ چکا تھا اور اس میں سے کسی فولادی سیف کا کچھ حصہ نظر آ رہا تھا۔ عمران تیزی سے اس سیف کی طرف بڑھا۔ اس نے وہاں ہاتھ مارا لیکن دیوار کا وہ حصہ جس نے سیف کو چھپایا ہوا تھا ویسے کا ویسا ہی رہا۔

"یہ ڈاکٹر عبدالجبار واقعی الیکٹرونک آئی پر ہی کام کر رہا تھا"۔ اس دوران ڈاکٹر خاور سلطان نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ چیک کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہو چکے تھے"...... عمران نے ان کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں وہ مکمل طور پر کامیاب ہو چکا تھا۔ یہ دیکھو۔ یہ ٹوٹی ہوئی مشین موجود ہے۔ اس مشین کی ساخت بتا رہی ہے کہ مصنوعی سیارے کے تجربے سے ناامید ہو کر انہوں نے یہ مشین منگوائی۔ یہ الیکٹرونک آئی کا تجرباتی ٹیسٹ کرنے کی جدید ترین مشین ہے جس طرح ایٹم بم کو تجربہ گاہ میں ٹیسٹ کیا جاتا ہے اسی طرح کی یہ مشین بھی الیکٹرونک آئی کو ٹیسٹ کرنے کے کام آتی ہے۔ اس مشین کی موجودگی بتا رہی ہے کہ ڈاکٹر عبدالجبار اس کی مدد سے الیکٹرونک آئی کے مختلف انداز میں تجربات پر کام کر رہا تھا"۔

ڈاکٹر خاور سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا اس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ تجربات کس حد تک کامیاب ہوئے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اگر یہ مشین صحیح سلامت مل جاتی تو یقیناً معلوم ہو جاتا۔ اب ایسا ممکن نہیں ہے۔ البتہ یہ بات طے شدہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالجبار الیکٹرونک آئی کو تیار کرنے اور اس کے تجربات کرنے میں کامیاب رہا تھا"...... ڈاکٹر خاور سلطان نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ مجرم یہاں الیکٹرونک آئی کا فارمولا حاصل کرنے کے لئے آئے تھے اور یقیناً وہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہوں گے ورنہ وہ لیبارٹری کو اس انداز میں تباہ نہ کرتے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہو سکتا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر عبدالجبار جیسا وہمی آدمی اصل فارمولا یہاں نہیں رکھ سکتا۔ اس نے اسے لازماً کہیں علیحدہ رکھا ہو گا"...... ڈاکٹر خاور سلطان نے کہا۔

"ہاں یہ تو ممکن ہے۔ لیکن پھر بھی یہ مجرم اتنی آسانی سے واپس نہ چلے جاتے۔ ان کا مشن ظاہر ہے کامیاب ہوا ہے تو وہ فوراً یہاں سے نکل گئے ورنہ اگر انہیں صرف ڈاکٹر عبدالجبار کو ہلاک کرنا ہوتا تو وہ اسے یہاں آنے سے پہلے فاضل پور میں ہی ہلاک کر چکے ہوتے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"بہرحال میں نے تو ایک امکانی بات کی ہے"...... ڈاکٹر خاور

سلطان نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ آپ کی تکلیف کا شکریہ ۔ آیئے میرے ساتھ میرا ساتھی آپ کو واپس پہنچا دے گا"...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ڈاکٹر خاور سلطان بھی اس کے ہمراہ باہر آ گئے جبکہ صفدر وہیں مڑ کر رک گیا۔

" کیپٹن شکیل ڈاکٹر صاحب کو ان کی رہائش گاہ پر ڈراپ کر کے واپس اپنے فلیٹ چلے جانا۔ میں اور صفدر خود ہی آ جائیں گے"۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ آیئے ڈاکٹر صاحب"...... کیپٹن شکیل نے ڈاکٹر خاور سلطان سے کہا اور آگے بڑھ کر دوسری کار کا عقبی دروازہ کھول دیا تو ڈاکٹر خاور سلطان سرہلاتے ہوئے کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے عمران اس وقت تک وہاں کھڑا رہا جب تک کار موڑ کاٹ کر واپس نہ چلی گئی۔ عمران اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور دونوں سیٹوں کے درمیان پڑا ہوا سیاہ رنگ کا بڑا سا تھیلا اٹھا کر اس نے کار کا دروازہ بند کیا اور پھر تھیلا اٹھائے وہ دوبارہ مکان کے اندر داخل ہو گیا۔

" اس تھیلے میں کیا ہے عمران صاحب"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

" جادوئی سامان"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے تھیلے کی زپ کھولی اور اس میں سے

ایک چھوٹی سی سنہرے رنگ کی پتری نکال کر وہ اسے اٹھائے اس دیوار کی طرف بڑھ گیا جس میں سے سیف کا کچھ حصہ نظر آ رہا تھا۔ اس نے اس پتری کا ایک کونا موڑا اور اسے دیوار میں رکھ کر وہ تیزی سے مڑا اور پھر تھیلا اٹھائے وہ صفدر کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے لیبارٹری کے دروازے کے باہر جا کر کھڑے ہو گئے ۔ چند لمحوں بعد ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اندر گرد کا بادل سا بھر گیا لیکن چند لمحوں بعد جب گرد چھٹ گئی تو عمران ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھیلے سمیت اندر داخل ہوا۔ دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر مسرت کے آثار ابھر آئے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہے۔ نہ صرف فولادی سیف کے سامنے موجود دیوار ٹوٹ پھوٹ کر نیچے گر چکی تھی بلکہ اس سیف کا بڑا سا دروازہ بھی اڑ کر اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نیچے فرش پر گر چکا تھا اور اب کھلا ہوا سیف اس کے سامنے تھا۔

" اوہ۔ دونوں ہی کام بیک وقت ہو گئے"...... صفدر نے اندر آتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ اسے کہتے ہیں ایک تیر سے دو نشانے"...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" پھر تو صالحہ اور جولیا دونوں ہی نشانہ بن سکتی ہیں"۔ صفدر نے بھی اس کے پیچھے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ آدھا تیر تمہیں دے دیا جائے ۔ نہیں ۔ شاعر نے کہا ہے کہ اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے۔

تو صفدر یار جنگ بہادر اپنا کام خود کرو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر سیف کو چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ سیف میں مقامی کرنسی کی چند گڈیاں پڑی ہوئی تھیں اور کچھ نہ تھا۔ عمران نے اس کے کسی خفیہ خانے کی تلاش شروع کر دی اور پھر اچانک وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا کیونکہ سیف کے نچلے حصے میں واقعی ایک خفیہ خانہ موجود تھا جسے انتہائی مہارت سے بنایا گیا تھا اور عام طور پر کوئی سوچ ہی نہ سکتا تھا کہ یہاں خفیہ خانہ بھی ہو سکتا ہے لیکن عمران کو چونکہ سیفوں کی ساخت کے بارے میں خاصی معلومات تھیں اس لئے اسے معلوم تھا کہ ایسے سیفوں میں بہرحال خفیہ خانے ضرور بنائے جاتے ہیں اس لئے اس نے اسے تلاش کرنے کی کوشش کی تھی اور پھر اس خانے میں اسے سرخ رنگ کی فائل اور ایک مائیکرو فلم کی ڈبیا پڑی نظر آ گئی۔ اس نے فائل اٹھا کر وہیں اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اس نے دو تین صفحات پڑھ کر ہی محسوس کر لیا تھا کہ یہ الیکٹرونک آئی کا اصل فارمولا ہے۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور پھر واپس مڑ گیا۔

"کیسی فائل ہے یہ"...... صفدر نے کہا۔

"یہ الیکٹرونک آئی کا اصل فارمولا ہے اور یقیناً اس کی مائیکرو فلم اس ڈبیا میں ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا وہ مجرم اصل فارمولا نہیں لے گئے"...... صفدر نے

حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس میں درج ہے کہ فارمولے کے ورکنگ نوٹس علیحدہ بنائے گئے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ صرف ورکنگ نوٹس کو ہی فارمولا سمجھ کر لے گئے ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آؤ اب ہمارا کام ختم ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا اور صفدر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو کیا عمران صاحب مشن مکمل ہو گیا ہے"...... کار میں بیٹھ کر صفدر نے کہا۔

"میں یہ فائل اور ڈبیا چیف کو بھجوا دوں گا اور ساتھ ہی چیک کی ڈیمانڈ بھی کر دوں گا۔ میرے لئے تو بہرحال یہ مشن مکمل ہو گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ مجرم۔ انہوں نے بہرحال ڈاکٹر عبدالجبار کو ہلاک کیا ہے۔ لیبارٹری تباہ کی ہے اور ایک انتہائی اہم ایجاد کو پوری طرح مکمل ہونے سے پہلے روک دیا گیا"...... صفدر نے کہا۔

"بہت خوب۔ تمہارے یہ دلائل بہرحال میرے بھی کام آئیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے فاصل پور کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں سے وہ دارالحکومت پہنچ سکتے تھے۔

"کیا مطلب۔ آپ کے کام کیسے آئیں گے بلکہ یہ دلائل تو چیف

کے کام آئیں گے۔ ان کا مطلب تو یہی ہے کہ مشن مکمل نہیں ہوا اس لئے آپ کو چیک نہیں مل سکتا"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا چیف اس قدر عقلمند نہیں ہے جتنے تم ہو ورنہ ظاہر ہے وہ بھی سیکرٹ سروس کا ممبر ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کا طنز واقعی بے حد خوبصورت ہے لیکن حقیقت بہرحال حقیقت ہوتی ہے"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کم از کم تم تو میرے خلاف بات نہ کرو۔ ایک کی بجائے دو چیک اگر مجھے مل جائیں تو تمہارا کیا بگڑے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

سیاہ رنگ کی کار راجہ پور میں ڈاکٹر عبدالجبار کے مکان سے ذرا آگے جا کر رکی اور اس میں سے سیلی اور مارٹن نیچے اتر کر مکان کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ وہ دونوں ایکریمی سیاحوں کے میک اپ میں تھے۔ دونوں ایکریمی سیاحوں کے روپ میں خصوصی کاغذات کے ذریعے آج صبح ہی پاکیشیا پہنچے تھے اور پھر یہاں پہنچ کر مارٹن نے ایک پراپرٹی ایجنٹ کے ذریعے ایک کالونی میں رہائش گاہ اور کار حاصل کی اور اس کے بعد وہ دونوں اس کار میں سوار ہو کر سیدھے راجہ پور پہنچ گئے۔ مکان کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس پر کوئی تالا بھی نہ لگا ہوا تھا۔

"حیرت ہے۔ یہاں تالا بھی نہیں ہے صرف کنڈا باہر سے لگایا گیا ہے حالانکہ اسے تو سیلڈ ہونا چاہئے تھا"...... سیلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن مارٹن خاموش رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"تم اس دروازے کے اندر رک جاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی ہمیں دیکھ کر اچانک آجائے۔ میں چیک کرتی ہوں"...... سیلی نے مارٹن سے کہا۔

"یس میڈم"...... مارٹن نے جواب دیا اور سیلی سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ رہائشی مکان سے گزر کر وہ جب لیبارٹری میں داخل ہوئی تو یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑی کہ ان کی طرف سے انتہائی طاقتور بم بلاسٹ کے باوجود لیبارٹری کا یہ حصہ پوری طرح منہدم نہ ہو سکا تھا۔ البتہ وہاں تباہی خاصی ہوئی تھی۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ اس دیوار کی طرف مڑی جس میں سیف تھا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑی کہ سیف کے سامنے کی دیوار گر چکی تھی اور سیف کا دروازہ بھی ٹکڑوں کی صورت میں نیچے گرا ہوا تھا اور کھلا ہوا سیف صاف نظر آرہا تھا۔ وہ آگے بڑھی اور پھر بے اختیار چونک پڑی کیونکہ سیف کے نچلے حصے میں باقاعدہ ایک خانہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ سیف کا وہ خفیہ خانہ ہے جس کا اسے خیال نہ آیا تھا۔ یہ خانہ خالی تھا۔ اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تاکہ اسے کوئی کلیو مل سکے۔ پھر وہ زمین کی طرف دیکھنے لگی اور وہ ایک بار پھر چونک پڑی کیونکہ زمین پر دو آدمیوں کے قدموں کے نشانات گرد پر واضح نظر آ رہے تھے۔ وہ دونوں آدمی اسی دروازے سے اس سیف کے پاس آئے تھے اور پھر یہاں سے واپس دروازے کی طرف گئے تھے۔ سیلی چند لمحے

ان نشانات کو دیکھتی رہی پھر ایک طویل سانس لے کر مڑی اور واپس رہائشی حصے میں آگئی۔

"آؤ مارٹن"...... سیلی نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کچھ معلوم ہوا میڈم"...... مارٹن نے کہا۔

"ہاں۔ اتنا معلوم ہوا ہے کہ سیف کا کوئی خفیہ خانہ تھا جسے توڑا گیا ہے اور یہاں آنے والے دو آدمی تھے۔ اب یہ معلوم نہیں ہے کہ اس خفیہ خانے سے کچھ برآمد بھی ہوا ہے یا نہیں اور اگر برآمد ہوا ہے تو کیا"...... سیلی نے باہر آتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں واپس جانا ہے"...... مارٹن نے کہا۔

"ہاں۔ دروازہ بند کر دو اور پہلے یہاں سے معلوم کرنا ہو گا کہ یہ دو آدمی کون تھے۔ ان کے بارے میں کوئی کلیو مل جائے تو زیادہ بہتر ہے"...... سیلی نے کہا تو مارٹن نے دروازہ بند کر دیا اور پھر کار کی طرف بڑھ آیا۔

"لیکن یہاں سے کیسے معلوم ہو سکتا ہے میڈم۔ ہم کیا پوچھیں گے"...... مارٹن نے کہا۔

"شاید کسی نے ان کی یہاں موجودگی مارک کی ہو"...... سیلی نے کہا اور مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے کار میں بیٹھ کر کار کو واپس موڑا اور ساتھ ہی موجود بازار کے قریب اس نے کار

روکی اور پھر نیچے اتر کر ایک چھوٹی سی دکان کی طرف بڑھ گیا جس کے اندر ایک بوڑھا سا آدمی موجود تھا جبکہ باہر سامان کے پاس ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں ایکریمی سیاح کو اپنی دکان کی طرف بڑھتے دیکھ کر چونک پڑے کیونکہ ان کی دکان میں ایسی کوئی چیز نہ تھی جس میں کسی ایکریمی سیاح کو دلچسپی ہو سکتی تھی۔

"یہاں ڈاکٹر عبدالجبار صاحب سائنس دان کا مکان ہے"۔ مارٹن نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن ظاہر ہے وہ نوجوان زبان ہی نہ سمجھ سکتا تھا لیکن اسے ڈاکٹر عبدالجبار کا نام سمجھ میں آگیا تھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور نیچے اتر کر اس طرف اشارہ کرنے لگا جدھر وہ مکان تھا اور جہاں سے مارٹن اور سیلی واپس آئے تھے۔

"کیا بات ہے جناب مجھے بتائیں میں آپ کی زبان سمجھ لیتا ہوں۔ ریٹائر فوجی ہوں۔ یہ نوجوان نہیں سمجھتا"۔ دکان میں موجود بوڑھے نے باہر آکر اٹک اٹک کر انگریزی زبان میں کہا۔

"یہاں ڈاکٹر عبدالجبار کا مکان ہے۔ ہم ان سے پہلے بھی ملے تھے۔ اب ہم دوبارہ گئے ہیں تو مکان خالی پڑا ہوا ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کیا ہوا ہے اور ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں"...... مارٹن نے کہا۔

"اوہ۔ ڈاکٹر صاحب کو فاضل پور میں ہلاک کر دیا گیا اور یہاں ان کے ملازم کو ہلاک کیا گیا اور پھر مکان میں بم پھٹ پڑا اور یہاں سے ایک زخمی کو بھی لے جایا گیا۔ اس کے بعد مکان کو سیل کر دیا

گیا"...... بوڑھے نے اس سے مخاطب ہو کر اٹک اٹک کر کہا لیکن بہرحال اس کی بات مارٹن کی سمجھ میں آگئی تھی۔

"لیکن اب تو وہاں سیل نہیں ہے"...... مارٹن نے کہا۔

"جی ہاں۔ کل دو کاریں یہاں آئی تھیں۔ میں اس وقت دوسری گلی میں تھا۔ میں نے ایک بوڑھے اور دو نوجوانوں کو اس مکان میں جاتے ہوئے دیکھا جبکہ ایک باہر ہی رکا ہوا تھا۔ شاید ان کا تعلق پولیس سے تھا اس لئے انہوں نے سیل کاٹ دی ہو گی"...... بوڑھے نے جواب دیا۔

"اوہ۔ مجھے ان سے ملنا ہو گا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ کون لوگ تھے اور کہاں مل سکتے ہیں"...... مارٹن نے کہا۔

"جی نہیں۔ ہم تو نہیں جانتے۔ ویسے وہ عام سے لباسوں میں تھے۔ پھر ایک کار پہلے چلی گئی جبکہ دوسری کافی دیر بعد گئی"...... بوڑھے نے کہا۔

"ان کاروں کے نمبر یا کوئی خاص نشانی"...... مارٹن نے کہا۔

"بعد میں جانے والی کار جدید ماڈل کی سپورٹس کار تھی۔ اس کا نمبر ایک منٹ۔ میں چونکہ فوج میں ڈرائیور رہا ہوں اس لئے نمبر دیکھنا اور پڑھنا میری فطرت کا حصہ بن چکا ہے۔ ایک منٹ"۔ اس بوڑھے نے کہا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد جس نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔

"ہاں۔ مجھے یاد آگیا ہے"...... بوڑھے نے کہا اور اس کے ساتھ

ہی اس نے ایک نمبر بتا دیا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ یہی نمبر ہے"...... مارٹن نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے"...... بوڑھے نے جواب دیا۔

"اوکے۔ آپ کا بے حد شکریہ"...... مارٹن نے کہا اور پھر وہ واپس کار کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کار واپس دارالحکومت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ مارٹن نے بوڑھے سے ہونے والی ساری بات دوہرا دی۔

"ٹھیک ہے۔ اب رونس کلب چلو۔ رونس کو یہ نمبر بتا دیں گے وہ خود ہی تلاش کر لے گا"...... سیلی نے کہا اور مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر دارالحکومت پہنچ کر انہوں نے ایک بک سٹال سے شہر کا نقشہ خریدا اور اس کا بغور مطالعہ کر کے انہوں نے اس روڈ کو مارک کیا جس پر رونس شوٹنگ کلب موجود تھا اور جس روڈ پر وہ موجود تھے اس کے بعد وہ کار لے کر اس روڈ پر پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار رونس شوٹنگ کلب کی خاصی بڑی عمارت میں داخل ہو کر ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کار وہاں روک کر وہ کلب کے اندر داخل ہو گئے اور چند لمحوں بعد انہیں رونس کے آفس میں پہنچا دیا گیا۔

"تشریف لائیے۔ میں آپ کی یہاں آمد پر بہت خوش ہوں"۔ دبلے پتلے رونس نے اٹھ کر ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز البتہ کاروباری تھا۔ وہ ظاہر ہے انہیں ایکریمی سیاح ہی سمجھ رہا

تھا۔

"شکریہ۔ میرا نام کیٹی ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں مارٹن"۔ سیلی نے اپنا نیا نام بتاتے ہوئے کہا جبکہ مارٹن کا نام اصل تھا کیونکہ اس کے کاغذات بھی اسی نام سے بنائے گئے تھے۔

"شکریہ۔ فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ مصافحہ کے بعد رونس نے کہا۔

"پرائڈ گروپ کے چیف برائن نے آپ سے فون پر بات کی تھی"...... سیلی نے کہا اور رونس بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... رونس نے چونک کر کہا۔

"پہلے تو یہ ایک کار کا نمبر ہے۔ اس بارے میں معلوم کر کے بتائیں کہ یہ کار کس کے نام رجسٹرڈ ہے اور اس کا پتہ کیا ہے"۔ سیلی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مارٹن کا بتایا ہوا نمبر دوہرا دیا۔ یہ وہ نمبر تھا جو بوڑھے دکاندار نے مارٹن کو بتایا تھا۔

"اچھا۔ ایک منٹ۔ میں اسے نوٹ کر لوں"...... رونس نے کہا اور پیڈ اٹھا کر اس نے قلمدان سے بال پوائنٹ نکالا اور کاغذ پر نمبر نوٹ کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"راجر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"رونس بول رہا ہوں راجر۔ ایک کار کا نمبر نوٹ کرو اور

رجسٹریشن آفس سے معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ یہ کار کس کی ہے اور اس کے مالک کا ایڈریس کیا ہے۔ معاوضہ تمہیں پہنچ جائے گا"۔ رونس نے کہا۔

"کیا نمبر ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رونس نے پیڈ پر لکھا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"آپ آفس سے ہی بات کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں"...... رونس نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس کے دو تین بٹن پریس کئے اور کسی کو شراب کا آرڈر دے کر رسیور رکھ دیا۔

"چیف برائن نے تو کسی بینک لاکر کے بارے میں بات کی تھی۔ کسی سائنس دان ڈاکٹر عبدالجبار کا"...... رونس نے کہا۔

"ہاں۔ وہ کام بھی کرنا ہے"...... سیلی نے کہا اور اسی لمحے آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں شراب کے بھرے ہوئے تین جام موجود تھے۔ اس نے ایک ایک جام ان تینوں کے سامنے رکھا اور پھر واپس مڑ گیا۔

"لیجئے"...... رونس نے کہا اور سامنے پڑا ہوا جام اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔

"آپ لاکر کے بارے میں معلومات حاصل کریں"...... سیلی نے جام سے شراب کا ایک گھونٹ لینے کے بعد کہا۔

"اس کا معاوضہ آپ کیا دیں گی"...... رونس نے کہا۔

"کتنا معاوضہ ہے۔ میں آپ کو چیک دے رہی ہوں"...... سیلی نے کہا۔

"صرف دس ہزار ڈالر دے دیں"...... رونس نے کہا تو سیلی نے جیکٹ کی جیب سے ایک چیک بک نکالی۔ اس میں سے ایک چیک پھاڑ کر اس نے اسے رونس کی طرف بڑھا دیا۔ یہ گارینٹڈ چیک تھا اور اس پر دس ہزار ڈالر کا ہندسہ چھپا ہوا تھا۔ رونس نے ایک نظر چیک پر ڈالی اور پھر چیک کو بند کر کے اس نے میز کی دراز میں رکھ دیا۔

"آپ کو کہاں پر اطلاع کی جائے"...... رونس نے کہا تو سیلی نے اسے اپنی رہائش گاہ کا فون نمبر بتا دیا اور اس نے وہ نمبر بھی اس کاغذ پر لکھ لیا جس پر پہلے اس نے کار کا نمبر لکھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"رونس بول رہا ہوں"...... رونس نے کہا۔

"راجر بول رہا ہوں جناب۔ آپ کی مطلوبہ کار تو دنیا کے سب سے خطرناک آدمی کی ملکیت ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رونس بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... رونس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کار سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے شخص علی عمران

کے نام پر رجسٹرڈ ہے اور یہ علی عمران یہاں کے سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کا لڑکا ہے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کا گہرا دوست ہے۔ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور انتہائی خطرناک ترین آدمی سمجھا جاتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ ہو گا۔ بہرحال یہ معلومات میں نے فارورڈ کر دینی ہیں۔ مجھے اس سے براہ راست تو کوئی مطلب نہیں ہے۔ اس کا پتہ کیا ہے"...... رونس نے کہا۔

"کنگ روڈ فلیٹ نمبر دو سو۔ وہاں وہ اپنے باورچی سلیمان کے ساتھ رہتا ہے"...... راجر نے کہا۔

"تم اسے اتنی تفصیل سے جانتے ہو"...... رونس نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس کا شاگرد اور زیر زمین دنیا میں کام کرنے والا بڑا مشہور آدمی ٹائیگر میرا دوست ہے اس لئے میں جانتا ہوں"...... راجر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تمہیں تمہارا معاوضہ پہنچ جائے گا لیکن مجھے امید ہے کہ تم اس ٹائیگر سے اس کا ذکر نہیں کرو گے"...... رونس نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ بزنس سیکرٹ ہے آپ بے فکر رہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رونس نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے راجر سے ملنے والی تمام معلومات سیلی اور مارٹن کو بتا دیں۔ سیلی

اور مارٹن دونوں ٹائیگر کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ۔ کیا یہ ٹائیگر اس عمران کا شاگرد ہے۔ کیا مطلب ہوا شاگرد کا"...... سیلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو نہیں معلوم۔ بہرحال راجر نے بتایا ہے وہی اس بارے میں جانتا ہو گا"...... رونس نے کہا۔

"کیا آپ اس ٹائیگر کے بارے میں تفصیلات معلوم کر سکتے ہیں۔ ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں"...... سیلی نے کہا۔

"ظاہر ہے راجر سے معلوم کرنا ہو گا اور راجر مزید معاوضہ مانگے گا"...... رونس نے کہا۔

"معاوضے کی فکر مت کریں۔ ہم آپ کو اتنی مالیت کا ایک چیک اور دے دیتے ہیں"...... سیلی نے کہا اور رونس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور سیلی نے ایک بار پھر چیک بک نکالی اور ایک اور چیک بک سے علیحدہ کر کے اس نے رونس کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ۔ آپ ٹائیگر کے بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتی ہیں"۔ رونس نے چیک کو میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا۔

"ہماری ایک ایجنٹ مارگریٹ نے اس سے قبل یہاں ایک مشن مکمل کیا تھا۔ اس نے جو رپورٹ دی تھی اس میں اس نے ذکر کیا تھا کہ کسی آدمی کو ٹریس کرنے کے لئے اس نے یہاں کی ایک پارٹی سے معاہدہ کیا تھا تو ایک نوجوان جو اپنا نام ٹائیگر بتاتا تھا اس نے اس آدمی سے رابطہ کیا اور پھر انتہائی حیرت انگیز انداز میں اس

ٹائیگر نے اس مطلوبہ آدمی کا سراغ لگالیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اسے بلیک میل کرنا شروع کر دیا جس پر اس کے ساتھی نے اسے اس وقت جب وہ کار میں جارہا تھا کار کا ٹائر برسٹ کر کے کار الٹا دی اور پھر سیٹ پر بیٹھے ہوئے اس ٹائیگر کو سینے مین گولی مار کر ہلاک کر دیا لیکن اب آپ کا راجر بتا رہا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے کسی عمران کا شاگرد ہے۔ آپ یہ سب حوالہ دیئے بغیر راجر سے معلوم کریں کہ کیا ٹائیگر زندہ ہے یا ہلاک ہو چکا ہے اور اگر زندہ ہے تو کہاں مل سکتا ہے"...... سیلی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی معلوم کرتا ہوں"...... رونس نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"راجر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی راجر کی آواز سنائی دی۔ رونس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا۔

"رونس بول رہا ہوں راجر۔ ٹائیگر کا پتہ مل سکتا ہے جہاں اس سے ملاقات ہو سکے اور گزشتہ دنوں کسی نے مجھے بتایا تھا کہ وہ زیر زمین دنیا میں کام کرنے والا ٹائیگر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کی کار الٹا دی گئی اور اس کے سینے میں گولی ماری گئی تھی"...... رونس نے کہا۔

"معاوضے کا کیا ہو گا رونس"...... دوسری طرف سے راجر نے کہا۔

"اس کا علیحدہ معاوضہ ہو گا"...... رونس نے جواب دیا۔

"تو پھر سن لو۔ ٹائیگر کو واقعی ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس کی کار کا ٹائر برسٹ کر کے اسے الٹایا گیا اور پھر اس کے سینے پر گولی ماری گئی لیکن وہ ہسپتال پہنچ گیا جہاں اس کا آپریشن ہوا اور وہ بچ گیا کیونکہ کل ہی وہ مجھ سے ملا ہے اور اس نے خود ہی مجھے یہ تفصیل بتائی ہے۔ جہاں تک اس کے پتے کا تعلق ہے تو وہ ہوٹل الاسکا کی تیسری منزل پر کمرہ نمبر تین سو اٹھارہ میں مستقل طور پر رہتا ہے۔ لیکن رات گئے وہ کمرے میں جاتا ہے اور صبح دیر گئے وہاں سے نکلتا ہے۔ باقی سارا دن اس کا ہوٹلوں اور کلبوں میں گھومتے ہوئے گزرتا ہے"...... راجر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اس وقت اس سے ملنا چاہتی ہوں"...... سیلی نے آہستہ سے کہا۔

"راجر معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ تم معلوم کر سکتے ہو"...... رونس نے کہا۔

"لیکن وہ کسی ایک جگہ زیادہ دیر نہیں رہتا۔ اگر تم کہو تو میں اس سے کہہ دوں کہ وہ تم سے مل لے"...... راجر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے"...... رونس نے سیلی کو اثبات میں سر ہلاتے دیکھ کر کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رونس نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ اس ٹائیگر سے یہاں نہ ملیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ بہر حال اس کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے"...... رونس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں نے اس سے صرف چند باتیں کرنی ہیں۔ آپ بہر حال وہ لاکر والا کام کریں"...... سیلی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو رونس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... رونس نے کہا۔

"ٹائیگر صاحب آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ نے انہیں بلایا ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں۔ بھیج دو اسے"...... رونس نے کہا اور اس نے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے جینز اور جیکٹ پہن رکھی تھی۔

"میرا نام ٹائیگر ہے"...... نوجوان نے رونس، سیلی اور مارٹن کو دیکھتے ہوئے نرم سے لہجے میں کہا۔

"اوہ آؤ۔ میرا نام رونس ہے اور یہ میرے مہمان ہیں مس کیٹی اور مسٹر مارٹن۔ ایکریمیا سے آئے ہیں"...... رونس نے اٹھ کر باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا تو سیلی اور مارٹن بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ مارٹن کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"سوری مس کیٹی ہم پاکیشیائی، خواتین سے مصافحہ کرنا اخلاق کے خلاف سمجھتے ہیں"...... ٹائیگر نے سیلی کے مصافحے کے لئے

بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظرانداز کرتے ہوئے صرف اپنا ہاتھ سینے پر رکھ کر آداب کرتے ہوئے کہا۔ البتہ اس نے مارٹن سے مصافحہ کر لیا۔

"ہونہہ۔ ہمیں یہاں زیر زمین دنیا کے چند آدمیوں کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ زیر زمین دنیا میں گھومتے رہتے ہیں اس لئے آپ سے رابطہ کیا ہے۔ آپ جو معاوضہ کہیں گے آپ کو نقد ادا کر دیا جائے گا"...... سیلی نے کہا تو ٹائیگر چونک کر سیلی کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر اس نے غور سے مارٹن کی طرف دیکھا۔

"ٹھیک ہے مجھے کیا اعتراض ہے بشرطیکہ معاوضہ معقول ہو"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے ان افراد کی تصویریں بھی آپ کو دکھانی ہیں اور معاوضہ بھی آپ کو دینا ہے اس لئے آپ کو ہمارے ساتھ ہماری رہائش گاہ پر جانا ہو گا۔ البتہ آپ کی تسلی کے لئے ایک چیک آپ کو دیا جا سکتا ہے"...... سیلی نے کہا۔

"آپ کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ پیشگی کی ضرورت نہیں ہے مس کیٹی میں اگر کام کر سکتا ہوں تو معاوضہ بھی وصول کر سکتا ہوں"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سیلی نے اسے پتہ بتا دیا۔

"او کے۔ آپ چلیں میں اپنی کار میں پہنچ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا تو سیلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ رونس سے اجازت لے کر وہ تینوں اکٹھے ہی کلب سے باہر آئے اور پھر مارٹن اور سیلی اپنی کار کی

طرف بڑھ گئے جبکہ ٹائیگر ایک طرف کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

"میڈم آپ ٹائیگر سے پوچھ گچھ کرنا چاہتی ہیں"...... مارٹن نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں خدشہ ابھرا ہے کہ اس عمران نے سیف کے خفیہ خانے سے اصل فارمولا حاصل کر لیا ہے اور میں اس کی تصدیق اس ٹائیگر کے ذریعے کرانا چاہتی ہوں۔ اگر یہ خدشہ درست ثابت ہوا تو پھر ہم عمران پر ہاتھ ڈال دیں گے اور اگر غلط ہوا تو پھر دوسرے ذرائع اختیار کریں گے"...... سیلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر سیکرٹ سروس ہمارے خلاف ہو جائے گی"۔ مارٹن نے کار چلاتے ہوئے کہا۔

"وہ کیوں"...... سیلی نے چونک کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس ٹائیگر نے آپ کو اور مجھے پہچان لیا ہے۔ آپ کے بات کرتے ہی اس نے جس طرح چونک کر آپ کی طرف دیکھا اور پھر مجھے غور سے دیکھا اس کے چہرے پر جو تاثرات ابھرے اس سے مجھے ایسا محسوس ہوا ہے"...... مارٹن نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ہمارا میک اپ بے داغ ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہم سپیشل میک اپ میں ہیں اس لئے ہمارا میک اپ واش نہیں ہو سکتا۔ ہمارے کاغذات اصل ہیں اور ہم نے یہاں کوئی جرم نہیں کیا اس لئے تم بے فکر رہو۔ میں چاہتی ہوں کہ ہم اندھیرے میں ٹامک

ٹوئیاں نہ مارتے رہیں بلکہ ہمارے سامنے واضح لائن آف ایکشن موجود ہو"...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی سیلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میڈم اگر اس ٹائیگر نے تعاون نہ کیا تو"...... مارٹن نے کہا۔

"وہ جس ٹائپ کا آدمی نظر آ رہا ہے وہ آسانی سے تعاون نہیں کرے گا۔ تم نے دیکھا کہ اس نے معاوضے کی پرواہ بھی نہیں کی۔ اس کا مطلب ہے کہ ایسے آدمی کو دولت سے نہیں خریدا جا سکتا اس لئے اسے وہاں گیس سے بے ہوش کر کے رسی سے باندھ دیں گے اور پھر تشدد کے سامنے تو بڑے بڑے بول پڑتے ہیں"...... سیلی نے جواب دیا۔

"لیکن پھر تو ہم ظاہر ہو جائیں گے۔ اس صورت میں تو اسے ہلاک کرنا ہوگا"...... مارٹن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ پیشگی فضولیات مت سوچا کرو"۔ سیلی نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا تو مارٹن ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور پھر خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ بلیک زیرو بھی خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے سرداور نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران نے ڈاکٹر عبدالجبار کی تباہ شدہ لیبارٹری کو چیک کر لیا تھا۔ ایک سیف کے خفیہ خانے سے الیکٹرونک آئی کا اصل فارمولا جو

فائل کی صورت میں ہے اور ساتھ ہی ایک مائیکرو فلم بھی ہے ٹریس کر لی گئی ہے اور عمران نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس نے یہ فائل ڈاکٹر خاور سلطان کی رہائش گاہ پر جا کر چیک کرائی ہے۔ ڈاکٹر خاور سلطان نے تصدیق کی ہے کہ یہ اصل فارمولا ہے۔ اس وقت یہ فارمولا میرے پاس موجود ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اب اس فارمولے پر حکومتی سطح پر کام کیا جائے۔ آپ کو فون اس لئے کیا ہے کہ آپ اس سلسلے میں مجھے بتائیں کہ یہ کام کس لیبارٹری اور کس سائنس دان کے تحت ہو سکتا ہے تاکہ میں اعلیٰ حکام کو اس سلسلے میں براہ راست ہدایات دے سکوں"...... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا۔

"سر مجھے اس بارے میں معلومات حاصل کرنی پڑیں گی"۔ سرداور نے اس طرح معذرت بھرے لہجے میں کہا جیسے یہ بات کر کے وہ اپنے آپ کو انتہائی شرمندہ محسوس کر رہا ہو۔

"کتنا وقت چاہئے آپ کو"...... عمران کا لہجہ نرم سا ہو گیا تھا۔

"سر زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا واقعی فارمولا مل گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ تم اب جھوٹ بولنے بھی لگ گئے ہو"...... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"میں جھوٹ بولنے لگ گیا ہوں۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

"ابھی تم سرداور کو بتا رہے تھے کہ اصل فارمولا مل گیا ہے اور اب مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ کیا اصل فارمولا مل گیا ہے۔ اب ظاہر ہے یا تو تم سرداور سے جھوٹ بول رہے ہو یا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ۔ تو آپ اس پیرائے میں بات کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے میں تو اس لئے پوچھ رہا تھا کہ اگر فارمولا وہاں موجود تھا تو لیبارٹری کو تباہ کرنے والے اور ڈاکٹر عبدالجبار کو ہلاک کرنے والے کیوں واپس چلے گئے۔ کیا ان کا مشن صرف ڈاکٹر کی ہلاکت اور لیبارٹری کی تباہی تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے بھی یہی سوچا تھا اور ڈاکٹر خاور سلطان سے بھی بات ہوئی ہے۔ ہم دونوں کا مشترکہ خیال ہے کہ ڈاکٹر عبدالجبار نے یقیناً ورکنگ نوٹس تیار کئے ہوں گے جنہیں وہ فارمولا سمجھ کر لے گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو وہاں پہنچ کر انہیں معلوم ہو گیا ہو گا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ دوبارہ بھی آ سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو میں نے سرداور کو کہا ہے ورنہ یہ فارمولا براہ راست سیکرٹری سائنس کو بھجوا دیتا۔ وہ خود ہی لیبارٹری اور سائنس دان ٹریس کرتے رہتے لیکن سرکاری حکام اور سرکاری آفسز سے یہ

بات لیک آؤٹ ہو سکتی ہے جبکہ سرداور سے نہیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوہ۔ اس لئے آپ نے سرداور کو اس انداز میں ڈیل کیا ہے۔ واقعی آپ انتہائی گہرائی میں سوچتے ہیں۔ بلکہ مستقبل کو پہلے سوچتے ہیں اور حال کو بعد میں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اسی عادت کے نتیجے میں تو ابھی تک کنوارہ پھر رہا ہوں"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا مطلب۔ اس میں کنوارہ رہنے کی کیا بات ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے جب میں مستقبل کے بارے میں پہلے سوچتا ہوں تو شادی شدہ آدمی کے مستقبل سے مجھے خوف آنے لگ جاتا ہے۔ دست بستہ۔ لب بستہ۔ ذہن بستہ۔ صرف جیب کشادہ ٹائپ کا مستقبل ہی نظر آتا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"لیکن آپ نے ان لوگوں کے بارے میں ابھی تک کوئی معلومات حاصل نہیں کیں جنہوں نے لیبارٹری تباہ کی ہے کہ ان کا تعلق کس سے ہے اور وہ کون لوگ ہیں۔ اگر یہ یہاں پہنچ بھی گئے تو ظاہر ہے انہیں کیسے پہچانا جائے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ واقعی۔ تم نے درست بات کی ہے۔ مجھے اس لیبارٹری کی

نگرانی کرانی چاہئے تھی۔ وہ لوگ لامحالہ وہاں پہنچیں گے"۔ عمران نے چونک کر کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل نے راجہ پور میں ڈاکٹر عبدالجبار کا مکان جس میں لیبارٹری تھی دیکھا ہوا ہے۔ ان دونوں کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ وہاں خفیہ نگرانی کریں کیونکہ عمران نے وہاں سے اصل فارمولا حاصل کر لیا ہے جبکہ مجرم ورکنگ نوٹس لے گئے ہیں اس لئے لامحالہ وہ اصل فارمولا حاصل کرنے واپس آئیں گے اور اس لیبارٹری کی چیکنگ سب سے پہلے کریں گے"...... عمران نے ہدایات دینے کے ساتھ ساتھ احکامات جاری کر دیئے تا کہ جولیا یہ بات صفدر اور کیپٹن شکیل تک پہنچا دے اس طرح وہ نگرانی درست انداز میں کر سکیں گے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اس آدمی سے معلومات مل سکتی ہیں عمران صاحب جس کے ذریعے انہوں نے ٹائیگر کو سائنس دان کی تلاش کے لئے بک کرایا

تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ واقعی۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اب دانش منزل کی آب و ہوا راس آنے لگ گئی ہے۔ بہت خوب"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

"والٹن کلب کے مینجر جیکی سے معلومات حاصل کراؤ کہ اس نے کن لوگوں کی بکنگ پر ٹائیگر کو سائنس دان ڈاکٹر عبدالجبار کو ٹریس کرنے کا کام دیا تھا۔ ان کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کراؤ"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔ اب اسے مزید وقت گزرنے کا انتظار تھا تا کہ سرداور کے ذریعے فارمولے کو محفوظ کر سکے۔

ٹائیگر نے کار رونس شوٹنگ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکالی اور پھر وہ کیٹی اور مارٹن کی کار کے پیچھے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ وہ عمران کو ان کے بارے میں اطلاع کر دے کیونکہ اس کو شک تھا کہ یہ کیٹی میک اپ میں مارگریٹ ہے اور مارٹن وہی مارٹن ہے جس نے اسے گولی ماری تھی۔ اسے کیٹی پر شک اس کے بولنے سے ہوا تھا کیونکہ وہ مارگریٹ کی مخصوص آواز کو پہچانتا تھا۔ گو کیٹی کا لہجہ مارگریٹ سے یکسر مختلف تھا لیکن آواز کے مخصوص لوچ کو ٹائیگر پہچانتا تھا اور پھر مارٹن کا قدوقامت۔ لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ تبدیل کر دیا کیونکہ ان دونوں کی اس طرح واپسی کا کوئی جواز اسے نظر نہ آتا تھا۔ وہ فارمولا حاصل کر کے جا چکے تھے اس لئے ان کی واپسی کا اس سلسلہ میں تو کوئی جواز نہ بنتا تھا۔ البتہ ٹائیگر نے یہ سمجھا تھا کہ وہ اس روپ میں کسی اور مشن کے

سلسلے میں آئے ہیں اس لئے اس نے فوراً ہی ان کی رہائش گاہ پر جانے کی حامی بھر لی تھی۔ کیٹی نے اپنی رہائش گاہ ایک رہائشی کالونی گریٹ سٹار میں بنائی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ گریٹ سٹار کالونی پہنچ گئے۔ کیٹی کی کار ایک متوسط ٹائپ کی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا۔ مارٹن نے نیچے اتر کر تالا کھولا اور پھر پھاٹک کا دروازہ کھول دیا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ کار میں بیٹھا اور کار اندر چلی گئی۔ اس کے پیچھے ٹائیگر بھی اپنی کار اندر لے گیا۔ پورچ میں اس نے کار ان کی کار کے عقب میں روک دی۔ مارٹن اور کیٹی دونوں کار سے اتر چکے تھے اور جب ٹائیگر کار سے اترا تو مارٹن پھاٹک بند کرنے کے لئے واپس جا رہا تھا۔ لیکن جیسے ہی مارٹن اس کے قریب سے گزرا اچانک چٹک کی آواز ٹائیگر کو سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک لمحے کے لئے اس کی ناک نے انتہائی تیز بو محسوس کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن پر یکلخت تاریک پردہ سا پھیلتا چلا گیا۔ پھر جس تیزی سے تاریک پردہ اس کے ذہن پر پھیلا تھا اسی تیز رفتاری سے وہ سمٹتا چلا گیا اور ٹائیگر نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے احساس ہوا کہ اس کا جسم حرکت نہیں کر رہا تو اس نے چونک کر دیکھا اور پھر اس کے لبوں سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے جسم کو رسیوں سے باندھا گیا ہے جبکہ سامنے دو کرسیاں موجود تھیں جن پر کیٹی اور

مارٹن بیٹھے ہوئے تھے۔

" تمہیں ہوش آ گیا ٹائیگر "...... کیٹی نے کہا۔

" اگر معاوضہ نہیں دینا تھا تو مجھے ویسے ہی بتا دیتے۔ تم نے خواہ مخواہ مجھے بے ہوش کر کے باندھنے اور پھر ہوش میں لانے کی تکلیف اٹھائی "...... ٹائیگر نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ عمران سے ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ تم اس کے شاگرد ہو "...... کیٹی نے کہا۔

" ہاں۔ تمہیں درست بتایا گیا ہے اور مجھے اس پر فخر ہے "۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو پھر اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اپنے استاد عمران سے یہ معلوم کر کے ہمیں بتاؤ کہ اس نے ڈاکٹر عبدالجبار کی لیبارٹری میں موجود سیف کے خفیہ خانے سے الیکٹرونک آئی کا جو فارمولا حاصل کیا ہے وہ کہاں ہے "...... کیٹی نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم پہلے اصل فارمولا حاصل کرنے میں ناکام رہی ہو "...... ٹائیگر نے کہا۔

" کیا۔ کیا مطلب "...... کیٹی نے چونک کر کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

" میں تم دونوں کو رونس کے آفس میں ہی پہچان گیا تھا مارگریٹ اور مارٹن۔ لیکن میں اس لئے خاموش رہا کہ مجھے یہ سمجھ نہ آ

رہی تھی کہ جب تم فارمولا حاصل کر کے جا چکے ہو تو پھر واپس کیسے آ سکتے ہو۔ لیکن اب تمہاری بات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس وقت تم فارمولا حاصل نہیں کر سکے اور اب مجھے خیال آیا ہے کہ ڈاکٹر عبدالجبار جیسے وہمی آدمی نے یقیناً اصل فارمولا اس طرح سامنے رکھا ہی نہ ہو گا۔ یقیناً اس نے ورکنگ نوٹس تیار کئے ہوں گے جنہیں تم فارمولا سمجھ کر لے گئے "...... ٹائیگر نے اپنے طور پر ساری صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا تو سیلی اور مارٹن کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" تم تو ایک عام سے غنڈے ہو۔ پھر تم نے اس انداز کا تجزیہ کیسے کر لیا۔ تم ورکنگ نوٹس کے بارے میں کیسے جانتے ہو جبکہ مجھے بھی اس بارے میں معلوم نہ تھا "...... سیلی نے کہا۔

" میں عمران صاحب کا شاگرد ہوں اور عمران صاحب بہت بڑے سائنس دان بھی ہیں۔ ان کے پاس ڈی ایس سی کی ڈگری ہے۔ ڈاکٹر آف سائنس اور وہ بھی آکسفورڈ یونیورسٹی کی "...... ٹائیگر نے فخریہ لہجے میں کہا۔

" ڈاکٹر آف سائنس۔ حیرت ہے۔ یہ ڈگری تو سائنس دان بناتی ہے اور ایک سائنس دان سیکرٹ ایجنٹ کیسے ہو سکتا ہے "۔ سیلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہی تو میرے استاد کی خصوصیت ہے مس مارگریٹ "۔ ٹائیگر نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ بہرحال اب تم نے یہ بات کنفرم کر دی ہے اور اب ہم نے اصل فارمولا ہر صورت میں حاصل کرنا ہے"...... سیلی نے تیز اور درشت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم میری عمران صاحب سے فون پر بات کراؤ میں ان سے پوچھ لیتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"دیکھو اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اسے یہاں کے بارے میں اور ہمارے بارے میں کوئی اشارہ نہ کرنا ورنہ جب تک وہ یہاں پہنچے گا تم بہرحال اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہو گے"...... سیلی نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں کوئی اشارہ نہیں کروں گا"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نمبر بتاؤ"...... سیلی نے کہا تو ٹائیگر نے عمران کے فلیٹ کا نمبر بتا دیا۔

"ٹھہریئے میڈم۔ یہاں سے فون کرنے سے جگہ ٹریس ہو سکتی ہے اس لئے پبلک فون بوتھ سے کال کی جائے"...... مارٹن نے کہا۔

"احمق ہو گئے ہو۔ وہ ہر کال تو ٹریس نہ کرتا ہو گا اور اس بندھے ہوئے کو پبلک فون بوتھ تک کیسے لے جایا جا سکتا ہے"۔ سیلی نے کہا تو مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر سامنے ہی تپائی پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے وہ تیزی سے اٹھا اور فون سمیت ٹائیگر کی طرف

بڑھنے لگا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ مارٹن نے رسیور ٹائیگر کے کان سے لگا دیا۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رسیور اٹھتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں سلیمان۔ عمران صاحب سے بات کرنی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ تو فلیٹ پر موجود نہیں ہیں اور تم جانتے ہو کہ ان کا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کب آئیں۔ کوئی پیغام ہے تو بتا دو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نہیں۔ میں خود بات کروں گا"...... ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اشارہ کیا تو مارٹن نے کریڈل دبا دیا۔

"اسے ہر صورت میں تلاش کرو۔ تمہیں لازماً معلوم ہو گا کہ وہ کہاں کہاں مل سکتا ہے"...... سیلی نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایک اور جگہ ہے رانا ہاؤس۔ اس کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں ہے کیونکہ وہ سیلانی آدمی ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کہاں ہے رانا ہاؤس"...... سیلی نے پوچھا تو ٹائیگر نے پتہ بتا دیا۔

"کیا نمبر ہے"...... سیلی نے کہا تو ٹائیگر نے نمبر بتا دیا۔

"مارٹن نمبر پریس کرو"...... سیلی نے کہا تو مارٹن نے واپس آ کر فون پیس میز پر رکھا اور پھر ٹائیگر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر کے

اس نے ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کیا اور فون اٹھا کر وہ واپس ٹائیگر کی طرف بڑھا۔

"رانا ہاؤس"...... دوسری طرف سے بھاری سی آواز سنائی دی۔

"جوزف میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ باس ہیں یہاں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا تو مارٹن نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر فون واپس تپائی پر رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ عمران آخر کسی وقت تو اپنی رہائش گاہ پر آتا ہی ہو گا"...... سیلی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہاں۔ رات گئے تو بہرحال واپس آ ہی جاتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مارٹن اسے بے ہوش کر دو۔ اب رات کو دوبارہ بات ہو گی"...... سیلی نے کہا تو مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جیب سے ایک بوتل نکال کر وہ ٹائیگر کی طرف بڑھا تو ٹائیگر نے سانس روک لی۔ مارٹن اس کے قریب آ کر رک گیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے شیشی کا ڈھکنا کھولا اور پھر بوتل کے دہانے پر اس نے اپنا انگوٹھا رکھ دیا۔ دوسرے لمحے اس کا دوسرا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور تھپڑ کی زور دار آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے بوتل کے دہانے سے انگوٹھا ہٹایا اور بوتل کو اس کی

ناک سے لگا دیا۔ تھپڑ پڑتے ہی ٹائیگر کا رکا ہوا سانس بے اختیار جاری ہو گیا اور شاید مارٹن نے یہی محسوس کر کے اسے تھپڑ مارا تھا لیکن ٹائیگر نے فوراً ہی ایک بار پھر سانس روک لیا لیکن بہرحال اس کے باوجود اس کا ذہن کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھوما اور پھر اس کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی لیکن پھر جس طرح کہیں اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اسی طرح ٹائیگر کے تاریک ذہن پر جگنو کی چمک جیسا روشنی کا نقطہ نمودار ہوا اور پھر آہستہ آہستہ یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ ٹائیگر کی آنکھیں کھل گئیں لیکن اس کے حواس پوری طرح بیدار نہ ہوئے تھے۔ لیکن آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہو گیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن دوسرے لمحے گردن اٹھاتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے ساتھ والی کرسی پر عمران رسیوں سے بندھا ہوا تھا اور اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو گیا"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناخنوں میں موجود بلیڈوں کی مدد سے رسیاں کاٹنے کی کوشش شروع کر دی لیکن ابھی وہ اس کوشش میں مصروف تھا کہ دروازہ کھلا اور مارگریٹ اور مارٹن اندر داخل ہوئے اور ٹائیگر نے ہاتھ روک لیا۔

"اوہ۔ تمہیں ہوش آ گیا۔ خود بخود۔ حیرت ہے"...... سیلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میڈم۔ اس نے پہلے سانس روکا تو میں نے تھپڑ مار کر اس کا

سانس کھولا تھا لیکن ہو سکتا ہے کہ اس نے پھر سانس بند کر لیا ہو اس لئے گیس کے اثرات خود بخود ختم ہو گئے“...... مارٹن نے کہا۔

”بہر حال ہمیں اتنا وقفہ تو مل گیا ہے کہ ہم اس عمران کو یہاں لے آئے ہیں۔ اگر اس دوران اسے ہوش آجاتا تو شاید یہ کچھ نہ کچھ کر لینے میں کامیاب ہو جاتا“...... سیلی نے کہا۔

”اب اسے زندہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے میڈم۔ اس کا خاتمہ نہ کر دیں“...... مارٹن نے کہا۔

”تم پہلے اس کی رسیاں چیک کرو کہیں ہماری عدم موجودگی میں یہ کچھ کر نہ چکا ہو“...... سیلی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور مارٹن تیزی سے ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مادام۔ رسی کاٹنے کی کوشش کی گئی ہے“۔ مارٹن نے یکلخت چیختے ہوئے کہا تو سیلی بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور دوڑتی ہوئی ٹائیگر کی طرف بڑھی۔

”اوہ۔ واقعی۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کے ناخنوں میں بلیڈ موجود ہیں کیونکہ یہاں یہ صرف اپنے ناخن ہی استعمال کر سکتا ہے“...... سیلی نے کہا۔

”میڈم اسے گولی مار دیں۔ یہ انتہائی خوفناک آدمی ہے“۔ مارٹن نے کہا۔

”نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ فارمولا اس کے ذریعے کہیں بھجوایا گیا ہو۔ یہ مجھے اس عمران کا خاص آدمی لگتا ہے۔ تم اس کے ناخنوں سے

بلیڈ نکالو اور اس عمران کے ناخن بھی چیک کر لو۔ یہ اس کا شاگرد ہے اس لئے یقیناً استاد سے ہی اس نے یہ طریقہ سیکھا ہو گا“۔ سیلی نے کہا اور ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ یہ مارگریٹ یا کیٹی واقعی بے حد ہوشیار اور تیز ثابت ہو رہی تھی۔

عمران فارمولے کی فائل اور مائیکرو فلم سرداور کو پہنچا کر واپس فلیٹ پہنچ گیا تھا کیونکہ سرداور ایک گھنٹے کے باوجود کسی واضح نتیجے پر نہ پہنچ سکے تھے اس لئے عمران نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ یہ دونوں چیزیں وہ سرداور کی لیبارٹری میں محفوظ کرا دے تاکہ جب تک اس پر کام کرنے کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکے اس وقت تک یہ محفوظ رہے۔ ویسے تو وہ اسے دانش منزل میں بھی محفوظ کر سکتا تھا لیکن ڈاکٹر خاور سلطان کے ساتھ اس فارمولے کے سلسلے میں جو تفصیل اسے معلوم ہوئی تھی اس سے عمران اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ یہ فارمولا پاکیشیا کے دفاع کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے اور پہلے ہی پاکیشائی حکام نے حکومتی سطح پر اس پر کام نہ کرا کر انتہائی حماقت کا [illegible] ہے اور وہ چاہتا تھا کہ اس پر جلد از جلد [illegible] شروع ہو سکے۔ اس [illegible] اس نے یہ [illegible] اوپر تک پہنچا دیا تھا تاکہ وہ اس بارے میں جلد [illegible] فیصلہ

کر کے اس پر کام شروع کروا سکیں۔ اس نے کار گیراج میں کھڑی کی اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ اوپر پہنچا تو دروازہ لاکڈ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ سلیمان کسی کام سے گیا ہوا ہے۔ اس نے مخصوص جگہ سے چابی اٹھائی اور تالا کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور اس نے دروازہ بند کر دیا لیکن ابھی وہ سٹنگ روم تک پہنچا ہی تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ مجھے کچھ دیر بیٹھنے تو دینا تھا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... اس نے کنڈی کھولنے سے پہلے اپنی عادت کے مطابق پوچھا۔

"دروازہ کھولیئے میں راجر ہوں"...... باہر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے کنڈی ہٹائی اور دروازہ کھولا ہی تھا کہ اچانک چٹک کی آواز سنائی دی اور عمران کو ایک لمحے کے لئے انتہائی تیز بو محسوس ہوئی لیکن دوسرے لمحے اس کا ذہن تاریک ہو گیا۔ پھر تاریکی آہستہ آہستہ روشنی میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں لیکن دوسرے لمحے اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا کیونکہ اس کا جسم رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے گردن گھمائی اور ایک بار پھر چونک پڑا۔ ساتھ والی کرسی پر ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا اور ہوش میں تھا۔ سامنے دو کرسیوں پر ایک ایکریمی عورت اور ایک ایکریمی مرد بیٹھے

تھا۔وہ دونوں عمران کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔

"ٹائیگر تم۔یہ کیا معاملہ ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں ٹائیگر سے کہا۔

"باس یہ اپنا نام کیٹی بتاتی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ ڈاکٹر عبدالجبار کی قاتل مارگریٹ ہے اور یہ اس کا ساتھی مارٹن ہے جس نے مجھے گولی ماری تھی اور انہوں نے میرے اور آپ کے ناخنوں سے بلیڈ بھی اتار لئے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔تو انہیں بلیڈوں کی ضرورت تھی۔خواہ مخواہ اتنی تکلیف کی۔مجھے ویسے کہہ دیتے میں دس بارہ پیکٹ خرید کر انہیں دے دیتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیوں کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔

"تمہارا نام علی عمران ہے اور تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو"...... ایکری عورت نے کہا۔

"ہاں۔لیکن کیا یہ ٹائیگر درست کہہ رہا ہے کہ تم واقعی مارگریٹ ہو"...... عمران نے کہا۔

"اب چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔میرا اصل نام سیلی ہے اور میں ہی مارگریٹ تھی۔یہ میرا ساتھی ہے مارٹن"...... سیلی نے کہا۔

"گڈ۔مجھے تمہاری واپسی کا شدت سے انتظار تھا اور انتظار مجھ سے برداشت نہیں ہوتا اس لئے اچھا ہوا کہ تم آگئیں اور پھر تم سے ملاقات بھی ہو گئی ورنہ نجانے تمہیں تلاش کرنے کے لئے کتنا انتظار

کرنا پڑتا"...... عمران نے کہا۔

"وہ فارمولا کہاں ہے جو تم نے ڈاکٹر عبدالجبار کی لیبارٹری کے سیف کے خفیہ خانے سے حاصل کیا ہے"...... سیلی نے کہا۔

"وہ محفوظ ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے۔تم نے واپسی میں بہرحال دیر کر دی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی انگلیاں اس دوران مسلسل رسیاں ٹٹولنے میں مصروف تھیں لیکن عمران کو رسی کی گرہ مل ہی نہ رہی تھی۔

"باس میں نے گانٹھ کھول لی ہے لیکن رسیاں کھولنے میں وقت لگے گا"...... ٹائیگر نے اچانک مقامی زبان میں کہا۔

"تم سے مجھے یہ امید نہ تھی کہ تم اس طرح ان کے قابو میں آجاؤ گے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"واقعی۔شاگرد کو ایسا ہی جواب دینا چاہئے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سنو عمران۔اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو مجھے فارمولے کے بارے میں تفصیل بتا دو ورنہ"...... سیلی نے جو ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھی ہوئی تھی یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"بتایا تو ہے کہ وہ محفوظ ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے اور کیا بتاؤں"۔ عمران نے کہا۔

"کن ہاتھوں میں۔ تفصیل بتاؤ"...... سیلی نے کہا۔

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا تعلق کس ملک اور کس تنظیم سے ہے۔ پھر میں تمہیں تفصیل بتا دوں گا۔ ویسے بھی یہ فارمولا ہمارے کام کا نہیں ہے کیونکہ اگر یہ کام کا ہوتا تو پاکیشیا حکومت پہلے ہی ڈاکٹر عبدالجبار کو سرکاری سرپرستی میں لے لیتی اور اس بے چارے کو خود ہی سارا کام نہ کرنا پڑتا"...... عمران نے کہا تو سیلی بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ۔ سنو اگر تم یہ فارمولا مجھے دے دو تو میں تمہیں تمہارا منہ مانگا معاوضہ دے سکتی ہوں"...... سیلی نے کہا۔

"اسی لیے تو پوچھ رہا ہوں کہ تمہارا تعلق کس ملک سے ہے تاکہ اندازہ کر سکوں کہ تم کہاں تک جا سکتی ہو۔ لیکن یہ سن لو کہ میرے دماغ میں اللہ تعالیٰ نے ایک مخصوص کمپیوٹر لگا رکھا ہے کہ جیسے ہی تم بولو گی مجھے خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ تم سچ بول رہی ہو یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہمارا تعلق پرانڈ گروپ سے ہے۔ پرانڈ گروپ کا ہیڈ کوارٹر گریٹ لینڈ میں ہے ہماری تنظیم سرکاری نہیں ہے لیکن ہم کسی سرکاری ایجنٹ کے طور پر ہی کام کرتے ہیں اور یورپ اور ایکریمیا میں ہماری ایجنسی نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں اس لئے یہ مشن ہماری ایجنسی کو دیا گیا ہے"...... سیلی نے کہا۔

"کس نے دیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کا علم باس کو ہو گا ہمیں نہیں ہے"۔ سیلی نے جواب دیا۔

"باس سے میری بات کرا دو کیا نام ہے اس کا"۔ عمران نے کہا۔

"سوری۔ بات نہیں ہو سکتی۔ ویسے باس کا نام براﺅن ہے"۔ سیلی نے کہا۔

"میڈم یہ شخص بے حد شاطر اور چالاک ہے۔ اس سے زیادہ باتیں سود مند نہ رہیں گی"...... اچانک مارٹن نے کہا۔

"تمہارے ذہن میں اگر کوئی خدشہ ہے تو تم سائیلنسر لگا ریوالور لے کر ان کے عقب میں جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر یہ کوئی غلط حرکت کریں تو میری طرف سے اجازت ہے گولی مار دینا"...... سیلی نے کہا تو مارٹن بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر وہ عمران اور ٹائیگر کی کرسیوں کے عقب میں چلا گیا۔ اب سامنے صرف سیلی بیٹھی ہوئی تھی اور عمران نے بے اختیار طویل سانس لیا کیونکہ یہ دونوں واقعی بے حد ہوشیار ثابت ہو رہے تھے۔

"تم نے بتایا نہیں کہ فارمولا کہاں ہے"...... سیلی نے کہا۔

"محفوظ ہاتھوں [illegible] بینک لاکر کیونکہ یہاں بینک لاکرز کو محفوظ ترین [illegible] کہا جاتا ہے"۔ عمران نے [illegible] دیا۔

"[illegible] تمہارا تعلق [illegible]

[illegible]

فارمولے بینک لاکروں میں نہیں رکھا کرتی اور یہ بھی سن لو کہ ابھی میں دوستانہ انداز میں پوچھ رہی ہوں ورنہ مجھے ایسے طریقے بھی آتے ہیں کہ تمہاری روح سے بھی سب کچھ معلوم کر سکوں"۔ سیلی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ درست ہے کہ میں سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہوں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں سیکرٹ سروس کا ممبر ہوں۔ میں فری لانسر ہوں اور صرف معاوضے پر کام کرتا ہوں۔ میں نے فارمولا اپنے طور پر حاصل کیا اور اسے اس لئے بینک لاکر میں رکھ دیا تاکہ پاکیشیائی حکام سے سودے بازی کر سکوں۔ اب اگر تم ان سے زیادہ دے سکتی ہو تو تمہیں یہ فروخت کیا جا سکتا ہے کیونکہ میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے کہ حکومت کو اس فارمولے سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو سیلی بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے معاوضہ بتاؤ اور بینک لاکر کا پتہ اور اس کی چابی وغیرہ دو۔ ہم فارمولا حاصل کر کے تمہیں معاوضہ ادا کر کے خاموشی سے واپس چلے جائیں گے"...... سیلی نے کہا۔

"تم بتاؤ زیادہ سے زیادہ کتنا معاوضہ دے سکتی ہو"...... عمران نے کہا۔

"دس ہزار ڈالر"...... سیلی نے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر لوں گا۔ بولو۔ ورنہ پھر تم جانو اور فارمولا

جانے۔ اگر تم میں ہمت ہے تو حاصل کر لینا"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک لاکھ ڈالر مل جائیں گے لیکن فارمولا ملنے اور چیک کرنے کے بعد پہلے نہیں"...... سیلی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ سٹی بینک اعظم اسکوائر برانچ میں سپیشل لاکر ایک سو ایک میں فارمولے کی فائل موجود ہے۔ جاؤ لے لو"...... عمران نے جواب دیا۔

"اس کی چابی"...... سیلی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ سپیشل لاکر ہے۔ اس کی چابی نہیں ہوتی۔ اس میں چھوٹا سا کمپیوٹر نصب ہے جس میں مخصوص فیڈنگ سے لاکر کھل اور بند ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ایسا نظام تو یورپ میں بھی نہیں ہے۔ یہاں اس پسماندہ ملک میں کیسے ہو سکتا ہے"...... سیلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پسماندہ ملک میں دولت کے حصول کے لئے وہ کچھ ہوتا ہے جو شاید یورپ اور ایکریمیا والے سوچ بھی نہ سکتے ہوں اس لئے یہاں ایسے ہی انتظامات کئے جاتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بتاؤ کیا فیڈنگ ہو گی اور باقی تفصیل بھی بتاؤ میں ارٹن کو ابھی بھیج دیتی ہوں"...... سیلی نے کہا۔

"بینک بند ہو چکے ہیں۔ اب وہ کل صبح نو بجے کھلیں گے اس لئے اگر بھی کل صبح نو بجے سے پہلے نہیں کھل سکتا"...... عمران نے کہا۔

"تم بتاؤ تو سہی چیکنگ ہم خود کر لیں گے"۔۔۔۔ سیلی نے کہا۔ عمران نے اسے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"انہیں بے ہوش کر دو مارٹن۔ لیکن تیز گیس استعمال کرنا۔" سیلی نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اور ٹائیگر سانس روکتے چٹک چٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی ان کی ناک سے تیز بو ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہن تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

"میڈم ہمیں چکر دیا جا رہا ہے"۔۔۔ مارٹن نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن نما آلے کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اسی بٹن کی مدد سے اس نے ان دونوں کو بے ہوش کیا تھا۔

"ہاں۔ مجھے بھی شک پڑ رہا ہے۔ لیکن یہ انتہائی پسماندہ ملک ہے اور یہاں کے لوگ دولت کے پجاری ہوتے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ درست کہہ رہا ہو اور فارمولا ہمیں مل جائے"۔ سیلی نے کہا۔

"میڈم میرا خیال ہے کہ انہیں طویل بے ہوشی کا انجکشن بھی دیا جائے۔ کل صبح نو دس بجے سے پہلے انہیں ہوش آ سکتا ہے"۔ مارٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کر دو تاکہ ہر قسم کا خدشہ ہی ختم ہو جائے"۔۔۔۔ سیلی نے کہا اور مارٹن سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ سیلی دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر عجیب سی کشمکش کے آثار موجود تھے جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہی ہو کہ اسے کیا

کرنا چاہئے اور کیا نہیں۔ تھوڑی دیر بعد مارٹن واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک سرنج موجود تھی جس میں گہرے سرخ رنگ کا محلول موجود تھا۔ اس نے آدھا محلول عمران کے بازو میں اور آدھا ٹائیگر کے بازو میں انجیکٹ کیا اور پھر سرنج کو ایک طرف پھینک کر وہ واپس مڑا اور پھر یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا۔

"کیا بات ہے میڈم۔ آپ پریشان دکھائی دے رہی ہیں"۔ مارٹن نے کہا تو سیلی چونک پڑی۔

"دراصل میری چھٹی حس مسلسل خطرے کا سائرن بجا رہی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ میں نے درست اقدام کیا ہے یا نہیں اور یہ کہ میں برائن سے مشورہ کروں یا نہ کروں"۔۔۔۔ سیلی نے کہا۔

"آپ باس سے مشورہ کر لیں تو زیادہ بہتر ہو گا"۔۔۔۔ مارٹن نے کہا تو سیلی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ یہاں سے گریٹ لینڈ کا رابطہ نمبر وہ پہلے ہی معلوم کر چکی تھی۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"۔۔۔ برائن کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سیلی بول رہی ہوں پاکیشیا سے"۔۔۔۔ سیلی نے کہا۔

"اوہ سیلی تم۔ کیا ہو رہا ہے۔ کوئی خاص بات"۔۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور سیلی نے عمران اور ٹائیگر کے اغوا اور پھر ان سے ہونے والی تمام گفتگو کے ساتھ ساتھ لیبارٹری جا کر اس کا

جائزہ لینے کی بابت ہر بات پوری تفصیل سے بتا دی۔

" اوہ سیلی۔ فارمولا اگر عمران کے ہاتھ لگ گیا ہے تو تم اسے قطعاً ڈھیل نہ دو۔ وہ انتہائی خوفناک ترین ایجنٹ ہے۔ وہ جادوگروں کے انداز میں کسی بھی لمحے سچوئیشن تبدیل کرنے میں ماہر ہے اور یہ بھی سن لو کہ وہ صرف وقت لینے کے لئے تمہیں بے وقوف بنا رہا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں پوری تفصیلات جمع کی ہیں۔ تب مجھے اس کے بارے میں یہ معلومات ملی ہیں۔ اس نے لازماً یہ فارمولا حکومت یا کسی لیبارٹری میں سیکرٹ سروس کے چیف کے ذریعے پہنچا دیا ہو گا اور یہ سن لو کہ جس انداز میں تم نے اسے اغوا کیا ہے اس کا علم لامحالہ سیکرٹ سروس کو ہو گیا ہو گا اور وہ تمہاری کار کے بارے میں معلومات حاصل کر کے تم تک کسی بھی لمحے پہنچ سکتے ہیں اس لئے فوری طور پر یہ کوٹھی تبدیل کر لو۔ البتہ وہ کار استعمال میں نہ لانا اور عمران پر بھرپور انداز میں تشدد کر کے اس سے معلومات حاصل کرو اور پھر اسے ہلاک کر دو۔ اس کے بعد اس فارمولے کے پیچھے بھاگنا"...... برائن نے تیز تیز لہجے میں اسے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے برائن۔ میں پہلے ہی ذہنی طور پر اس سچوئیشن سے مطمئن نہیں تھی اور نہ ہی مارٹن مطمئن تھا۔ اوکے اب ایسا ہی ہو گا"...... سیلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہر کام انتہائی تیزی اور ہوشیاری سے کرو اور مجھے اطلاع دیتی

رہنا"...... برائن نے کہا۔

" ٹھیک ہے"...... سیلی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" مارٹن ہم فوری طور پر کوئی کوٹھی حاصل نہیں کر سکتے البتہ میں نے صبح عقبی سڑک سے گزرتے ہوئے ایک نئی بنی ہوئی کوٹھی پر برائے فروخت کا بورڈ دیکھا تھا اور اس بورڈ کے نیچے درج تھا کہ فرنشڈ کوٹھی فروخت کی جا رہی ہے ہم اس کوٹھی میں شفٹ ہو جاتے ہیں تاکہ سیکرٹ سروس ان کے پیچھے نہ آ سکے۔ وہاں اس عمران سے درست معلومات حاصل کر کے اسے ہلاک کر دینا ہے"...... سیلی نے مارٹن سے کہا۔

" ٹھیک ہے میڈم۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ بات مجھ پر چھوڑ دیں اور دیکھیں کہ میں کس طرح اس کی روح سے اصل بات اگلواتا ہوں۔ البتہ اس ٹائیگر کو زندہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ ایک عام سا غنڈہ ہے اس لئے اسے یہیں ختم کر دیا جائے"...... مارٹن نے کہا۔

" یہاں نہیں۔ اگر ہماری غیر موجودگی میں یہاں کچھ لوگ پہنچ گئے اور انہیں ٹائیگر کی لاش ملی تو پھر وہ پاگلوں کی طرح ہمیں تلاش کرنا شروع کر دیں گے مگر خالی کوٹھی سے وہ اس حد تک پریشان نہیں ہوں گے۔ وہاں جا کر جب عمران کا خاتمہ ہو گا تو ساتھ اس کا بھی کر دیں گے"...... سیلی نے کہا اور مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سلیمان مارکیٹ سے واپس آیا تو فلیٹ کا دروازہ کھلا دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ جس وقت مارکیٹ گیا تھا تو عمران موجود نہ تھا اس لئے وہ فلیٹ کو باقاعدہ تالا لگا کر گیا تھا لیکن اب دروازہ اس انداز میں کھلا ہوا تھا جیسے کوئی تالا کھول کر اندر داخل ہوا ہو اور اس نے دروازہ بند نہ کیا ہو۔ اس کے ذہن میں پہلا خیال یہی آیا کہ فلیٹ میں چوری کی جا رہی ہے یا چوری کی گئی ہے۔ وہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس نے سامان کے بھرے ہوئے شاپر باورچی خانے میں رکھے اور پھر اس نے پورے فلیٹ کی تلاشی لی۔ خاص طور پر سپیشل روم کی لیکن سب کچھ ویسے کا ویسے تھا۔ کسی معمولی سی چیز کو بھی نہ چھیڑا گیا تھا۔ سلیمان تیزی سے واپس مڑا اور دروازے پر آ کر اس نے وہ جگہ دیکھی جہاں اندر جانے کے بعد چابی رکھی جاتی تھی اور چابی وہاں موجود تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کی عدم موجودگی میں عمران آیا۔

اس نے باہر سے مخصوص جگہ سے چابی اٹھائی اور دروازہ کھولا اور دروازہ اندر سے بند کر کے چابی مخصوص جگہ پر رکھ دی اس کے بعد شاید اس نے کسی کے آنے پر دروازہ کھولا اور پھر شاید اسے بے ہوش کر کے اغوا کر لیا گیا ورنہ دروازہ اس طرح کھلا نہ رہ جاتا۔ اسی لمحے اسے عمران کی کار کا خیال آیا تو وہ تیزی سے واپس مڑا۔ اس نے مخصوص جگہ سے گیراج کی چابی اٹھائی اور نیچے گیا۔ اس نے گیراج کھولا تو کار گیراج میں موجود تھی۔ سلیمان آگے بڑھا اور اس نے کار کے انجن پر ہاتھ رکھ دیا۔ دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کار کا انجن ہلکا سا گرم تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران کو آئے زیادہ دیر نہیں ہوئی ہو گی۔ اس کے ذہن میں عمران کے اغوا کا خیال آیا تھا لیکن اسے اپنے اس خیال پر خود ہی یقین نہ آ رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران جیسے شخص کو اس طرح کھلے عام اغوا کر کے لے جانا تقریباً ناممکن ہے۔ گیراج میں کار کو پا کر بہرحال وہ قطعی طور پر اس نتیجے پر پہنچ گیا تھا کہ عمران اس کی عدم موجودگی میں واپس آیا تھا اور اس نے ہی فلیٹ کا دروازہ کھولا لیکن پھر عمران کہاں گیا اور کیسے گیا۔ مختلف خیالات اس کے ذہن میں کلبلا رہے تھے۔ پھر گیراج بند کر کے وہ باہر آیا اور اس نے ادھر ادھر اس انداز میں دیکھنا شروع کر دیا جیسے وہ عمران کو دیکھ رہا ہو۔ پھر اچانک اس کی نظریں سامنے ایک سائن بورڈ پر پڑ گئیں جو چھت کے اوپر لگایا جا رہا تھا اور کچھ افراد اس پر کام کر رہے تھے جبکہ دو آدمی سیڑھی لگا کر نیچے کھڑے ہوئے تھے۔ وہ تیز تیز

قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف بڑھ گیا۔

" کیا آپ نے سامنے سیڑھیوں کے قریب کسی کار کو دیکھا ہے جس میں کسی کو جبراً یا بے ہوش کر کے لے جایا گیا ہو"۔ سلیمان نے ان میں سے ایک سے کہا تو وہ چونک پڑا۔

" جبراً یا بے ہوش کر کے۔ کیا مطلب۔ تمہارا مطلب اغوا سے ہے"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر البتہ ہلکے سے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" نہیں۔ اغوا نہیں۔ ویسے ہی پوچھ رہا ہوں"...... سلیمان نے بات کو نارمل کرتے ہوئے کہا کیونکہ اس آدمی کے چہرے پر خوف کے تاثرات دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ اگر اغوا کی بات ہوئی تو پھر ملوث ہونے سے بچنے کے لئے اس نے اس بات سے ہی مکر جانا ہے۔

" ایک بیمار آدمی کو تو میں نے کار میں لے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ باقی تو مجھے معلوم نہیں"...... اس آدمی نے کہا تو سلیمان کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

" اوہ۔ اوہ۔ اس کے بارے میں ہی پوچھ رہا ہوں۔ میں اس کا باورچی ہوں۔ میں مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ واپس آیا تو مجھے پتہ چلا کہ میرے صاحب کو بیماری کی وجہ سے یہاں سے لے جایا گیا ہے لیکن مجھے یہ نہیں پتہ چلا کہ انہیں کس ہسپتال میں لے جایا گیا ہے۔ تم پلیز مجھے تفصیل بتاؤ۔ تمہاری مہربانی ہو گی"...... سلیمان نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے تو صرف اتنا دیکھا تھا کہ ایک نیلے رنگ کی کار یہاں سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔ اس میں ایک ایکریمی مرد اور ایک ایکریمی عورت موجود تھی۔ پھر ایک سپورٹس کار ان سیڑھیوں کے قریب آ کر رکی۔ اس میں سے ایک نوجوان نے اتر کر بند گیراج کا دروازہ کھولا اور کار اندر لے گیا۔ پھر وہ نوجوان گیراج کا دروازہ بند کر کے اوپر سیڑھیاں چڑھ کر چلا گیا۔ پھر وہی نیلے رنگ کی کار وہاں جا کر رکی اور اس میں موجود ایکریمی مرد سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس نوجوان کو بے ہوشی کے عالم میں کندھے پر لادے نیچے اترا اور اس نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر اسے اس عورت کی مدد سے اندر لٹا دیا۔ ہم یہ سب دیکھ رہے تھے۔ میں دوڑ کر ان کی مدد کے لئے گیا تو اس ایکریمی نے بتایا کہ اسے دل کا دورہ پڑا ہے اور وہ اسے ہسپتال لے جا رہا ہے جس پر میں واپس آ گیا اور وہ کار چلی گئی"۔ اس آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تم نے اس سے نہیں پوچھا کہ ابھی تو یہ نوجوان ٹھیک ٹھاک اوپر گیا تھا اور پھر انہیں کیسے علم ہو گیا کہ اسے دل کا دورہ پڑا ہے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ ہاں۔ واقعی۔ لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ ہمیں تو اس طرح کی باتوں کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔ اوہ۔ تو کیا یہ کوئی اغوا تھا"۔ اس آدمی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ البتہ ایک بار پھر اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ بہرحال اس کار کے بارے میں تفصیل بتاؤ"...... سلیمان نے کہا اور جیب سے ایک بڑا سا نوٹ نکالا اور اس نے خاموشی سے اس آدمی کی مٹھی میں دبا دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ اچھا اچھا۔ اس آدمی نے کن انکھیوں سے پہلے نوٹ کو اور پھر اپنے دوسرے ساتھی کو دیکھا جو اوپر موجود آدمیوں کی طرف متوجہ تھا اور پھر جلدی سے اس نے نوٹ جیب میں ڈال لیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" میں پڑھا لکھا نہیں ہوں اور نہ میں نے کار کے نمبر دیکھے۔ البتہ وہاں قریب جا کر میں نے یہ ضرور دیکھا کہ کار کی عقبی کھڑکی کے شیشے کے کونے میں ناچتے ہوئے مور کی تصویر بنی ہوئی تھی اور یہ تصویر اسٹار روڈ پر ایک کمپنی کی ہے جو کاریں کرائے پر دیتی ہے اور مکان بھی۔ میں نے اس دکان کے ساتھ والی دکان پر کام کیا ہوا ہے۔ ان کے بورڈ پر بھی ناچتے ہوئے مور کا بڑا سا نشان بنا ہوا ہے"۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

" ان کے حلیے تم بتا سکتے ہو۔ تم نے تو انہیں قریب سے دیکھا تھا"...... سلیمان باقاعدہ جاسوسی پر اتر آیا تھا۔

" نہیں۔ مجھے یہ غیر ملکی سب ایک جیسے ہی لگتے ہیں۔ بس مرد اور عورت کی پہچان ہو سکتی ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا اور سلیمان سر ہلاتا ہوا اس کا شکریہ ادا کر کے تیزی سے واپس مڑا اور پھر فلیٹ میں آ کر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے

شروع کر دیئے۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

" اسٹار روڈ پر کاریں اور مکان کرائے پر دینے والی ایک کمپنی ہے۔ مجھے اس کا نام یاد نہیں آ رہا البتہ اس کا شناختی نشان ناچتا ہوا مور ہے۔ اس کا فون نمبر چاہئے۔ مجھے ان سے انتہائی ضروری کام ہے"...... سلیمان نے کہا۔

" اوہ آپ کا مطلب پی کاک لیزنگ کارپوریشن سے ہے۔ ان کا آفس اسٹار روڈ پر ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اس کا نمبر بتا دیں"...... سلیمان نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ سلیمان نے کریڈل دبا دیا اور پھر انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

" پی کاک لیزنگ کارپوریشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" آپ کاریں کرائے پر دیتے ہیں"...... سلیمان نے پوچھا۔

" نہیں جناب۔ ہم تو کوٹھیاں کرائے پر دیتے ہیں۔ البتہ ہم گاہکوں کی خواہش پر ان کوٹھیوں میں کاریں بھی ساتھ دے دیتے ہیں۔ ویسے صرف کاریں کرائے پر نہیں دیتے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوہ۔ لیکن آپ کی ایک کار میرے دوست نے کرائے پر لی تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے صرف کار کرائے پر لی ہے"۔ سلیمان

نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ کسی اور کمپنی کی کار ہو گی ہم ایسے نہیں دیتے"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ناچتے ہوئے مور کی تصویر کار کی عقبی کھڑکی پر میں نے خود دیکھی ہے۔ یہ تو آپ کی کمپنی کی کار تھی"...... سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ اس لحاظ سے تو واقعی ہماری ہی کار تھی لیکن جیسے میں نے بتایا ہے وہی درست ہے۔ باقی اب میں آپ کے دوست کو غلط تو نہیں کہہ سکتی"...... دوسری طرف سے کاروباری انداز میں کہا گیا تو سلیمان نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبا دیا۔ اس کے چہرے پر فتح مندی کے ایسے تاثرات تھے جیسے اس نے کوئی بہت بڑا قلعہ فتح کر لیا ہو۔ اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سلیمان بول رہا ہوں طاہر صاحب"...... سلیمان نے کہا۔

"اوہ تم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا ہے"...... بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"صاحب کو فلیٹ سے اغوا کر لیا گیا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ عمران صاحب کو۔ کب۔ کیسے"۔ بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تھوڑی دیر پہلے کی بات ہے۔ میں مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ اس وقت

صاحب کہیں گئے ہوئے تھے۔ میری عدم موجودگی میں صاحب فلیٹ پر آئے۔ انہوں نے کار گیراج میں بند کی جو اب بھی وہاں موجود ہے۔ پھر انہیں بے ہوش کر کے اغوا کر کے لے جایا گیا ہے"۔ سلیمان نے کہا۔

"لیکن تم تو موجود ہی نہیں تھے۔ پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ عمران صاحب آئے بھی اور انہیں بے ہوش کر کے اغوا کیا گیا"۔ بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"طاہر صاحب۔ یہ معلوم کرنا تو انتہائی معمولی بات ہے۔ میں تو یہ بھی آپ کو بتا سکتا ہوں کہ اسٹار روڈ پر واقع پی کاک لیزنگ کارپوریشن کی نیلے رنگ کی کار میں دو ایکریمیز یہاں پہنچے۔ ان میں ایک عورت تھی جبکہ دوسرا مرد۔ یہ کار پہلے سے فلیٹ کے سامنے ایک سائیڈ پر کھڑی رہی تھی۔ پھر صاحب آئے۔ انہوں نے کار گیراج میں بند کی اور پھر اوپر چلے گئے۔ وہی نیلے رنگ کی کار سڑک کراس کر کے سیڑھیوں کے سامنے پہنچی اور مرد اتر کر اوپر فلیٹ میں گیا۔ پھر وہ واپس آیا تو صاحب بے ہوشی کے عالم میں اس کے کندھے پر پڑے ہوئے تھے۔ اس مرد نے اس عورت کی مدد سے انہیں کار کی عقبی سیٹ پر ڈالا اور کار لے گئے"...... سلیمان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کا اتنی آسانی سے اغوا حیرت انگیز بات ہے لیکن تفصیل کا تمہیں کیسے علم ہوا"...... بلیک زیرو کا لہجہ حقیقی حیرت

سے پر تھا تو سلیمان نے چابی کی چیکنگ، گیراج کی چیکنگ اور پھر سامنے موجود سائن بورڈ لگانے والے مزدور سے ہونے والی تمام بات چیت اور پھر فلیٹ سے کی جانے والی فون کال کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" اوہ۔ اوہ۔ حیرت انگیز۔ تم تو عمران صاحب سے بھی بڑے جاسوس بن گئے ہو۔ میں صفدر کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ تم اسے یہ سب تفصیل بتا دینا کیونکہ میں اتنی تفصیل سے بات نہیں کر سکتا۔ پھر صفدر خود ہی عمران صاحب کو تلاش کر لے گا"۔ دوسری طرف سے طاہر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سلیمان نے فاتحانہ انداز میں رسیور رکھ دیا اور اب وہ صفدر کے انتظار میں تھا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو سلیمان تیزی سے اٹھا اور دروازے کے قریب پہنچ گیا۔

" کون ہے"...... سلیمان نے عادت کے مطابق اونچی آواز میں پوچھا۔

" صفدر ہوں۔ سلیمان۔ دروازہ کھولو"...... باہر سے صفدر کی آواز سنائی دی اور سلیمان نے دروازہ کھول دیا۔

" کیا ہوا ہے سلیمان۔ چیف نے کہا ہے کہ عمران صاحب کو بے ہوش کر کے فلیٹ سے اغوا کیا گیا ہے اور تم نے مکمل جاسوسی بھی کر لی ہے۔ کیا ہوا ہے"...... صفدر نے کہا تو سلیمان نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔ صفدر کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر

آئے۔

" اوہ۔ اوہ۔ حیرت انگیز۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تمہارے اندر جاسوسی کی اس قدر صلاحیتیں ہیں۔ اوکے اب میں اس پی کاک لیزنگ کارپوریشن سے معلومات حاصل کر لوں گا"۔ صفدر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

" اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی آپ کے ساتھ چلوں"۔ سلیمان نے کہا۔

" اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ تم نے کر ڈالا ہے وہی بہت ہے"...... صفدر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس سیڑھیاں اترتا چلا گیا اور سلیمان منہ بناتے ہوئے دروازہ بند کر کے واپس مڑ گیا۔ گو اسے یہ فکر نہ تھی کہ اغوا ہونے پر عمران کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران آسان شکار نہیں ہے اور اسے اب یہ بھی یقین تھا کہ اس کی حاصل کی گئی معلومات کی بنا پر صفدر اور اس کے ساتھی جلد ہی عمران کو تلاش کر لیں گے۔ اس لئے وہ اب مطمئن ہو چکا تھا۔

عمران نے آنکھیں کھولیں تو اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ چند لمحوں تک اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی لیکن پھر اچانک چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی اس کا سر بے اختیار گھوما اور اس کے بائیں گال پر جیسے آگ سی لگ گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور ایک جھٹکے سے بیدار ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ سمجھ گیا کہ اس کے منہ پر تھپڑ مارا گیا ہے۔

"ہوش آ گیا تمہیں۔ اب جلدی بتاؤ کہ فارمولا کہاں ہے"۔ سامنے بیٹھی ہوئی سیلی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ عمران نے گردن گھمائی تو اس کی سائیڈ میں مارٹن کھڑا ہوا تھا جبکہ مارٹن کی سائیڈ میں ایک اور کرسی پر ٹائیگر بندھا ہوا لیکن بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا۔

"تم نے میرے منہ پر تھپڑ مارا ہے"...... عمران نے یکلخت غراتے

ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں اور سن لو کہ اگر تم نے میڈم کی بات کا فوری جواب نہ دیا تو اس بار آنکھیں نکال دوں گا۔ بولو جواب دو"...... مارٹن نے بھی غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں یہ تھپڑ بہت مہنگا پڑے گا مارٹن۔ اب تک میں نے بہت برداشت کیا ہے"...... عمران نے اسی طرح انتہائی سرد لہجے میں بولتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا مارٹن کا بازو ایک بار پھر گھوما لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ عمران تک پہنچتا عمران کی لات حرکت میں آ گئی اور ساتھ ہی اس نے یکلخت جسم کو نیچے کر کے سر کو جھکا لیا تھا۔ اس طرح مارٹن کا تھپڑ اس کے چہرے پر پڑنے کی بجائے اس کے سر پر پڑا لیکن اس کے ساتھ ہی مارٹن چیختا ہوا اچھل کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ عمران یکلخت پیروں پر کرسی سمیت کھڑا ہو گیا اور پھر اس سے پہلے کہ مارٹن یا سیلی کچھ کرتیں عمران کا جسم کرسی سمیت ہوا میں اڑتا ہوا سامنے بیٹھی ہوئی سیلی سے جا ٹکرایا اور سیلی چیخ مار کر کرسی سمیت نیچے جا گری جبکہ عمران کرسی سمیت اچھل کر اس کے عقب میں جا گرا لیکن پھر نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے کی طرف گھوما اور دوسرے لمحے اس کی دونوں ٹانگیں اٹھتی ہوئی سیلی کی گردن کے گرد قینچی کی طرح جم گئیں۔

"خبردار۔ اگر تم نے حرکت کی تو میں سیلی کی گردن توڑ دوں گا"۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اس نے مارٹن کو جیب سے ریوالور نکالتے

دیکھ لیا تھا۔ سیلی نے دونوں ہاتھوں سے عمران کی پنڈلیاں پکڑ کر
قینچی کھولنے کی کوشش کی لیکن عمران نے ٹانگوں کو مخصوص انداز
میں حرکت دی اور دوسرے لمحے سیلی کا نچلا جسم کسی لٹو کے سے
انداز میں گھومتا ہوا اپنی طرف بڑھتے ہوئے مارٹن کی ٹانگوں سے جا
ٹکرایا اور مارٹن چیخ مار کر نیچے گرا جبکہ سیلی کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ
نکلی اور عمران نے ٹانگیں کھولیں اور دوسرے لمحے اس نے یکلخت
ٹانگیں موڑ کر اپنے دونوں پیر زمین پر جمائے اور اس کے ساتھ ہی اس
کا جسم کرسی سمیت الٹ کر اٹھتے ہوئے مارٹن کے جسم سے ایک
دھماکے سے جا ٹکرایا اور مارٹن کے حلق سے چیخ نکلی۔ لیکن اس نے
تیزی سے کروٹ لی اور پھر وہ تیزی سے کروٹیں بدلتا ہوا سائیڈ پر ہوا
اور پھر اچھل کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا جبکہ سیلی اسی طرح
فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑی ہوئی تھی۔ البتہ عمران کے اس
طرح اچانک ٹکرانے اور پھر مارٹن کے کروٹیں بدلنے سے اس کے
ہاتھ میں موجود ریوالور نکل کر دور جا گرا تھا۔ مارٹن اٹھتے ہی تیزی
سے ریوالور اٹھانے کے لئے دوڑ پڑا تھا اور عمران کو معلوم تھا کہ
مارٹن اب ذہنی طور پر اس کیفیت پر پہنچ چکا ہے کہ اس نے ریوالور
اٹھاتے ہی اس پر فائر کھول دینا ہے۔ مگر اس اچھل کود میں اس کے
جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کافی ڈھیلی پڑ گئی تھیں لیکن بہرحال
انہیں کھولنے کے لئے وقت چاہئے تھا اور ظاہر ہے وقت عمران کے
پاس نہ تھا۔ چنانچہ پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں اس کے جسم

نے حرکت کی اور ایک بار پھر اس کا جسم توپ سے نکلنے والے گولے
کی طرح کرسی سمیت مارٹن سے اس وقت جا ٹکرایا جب مارٹن جھک
کر ریوالور اٹھا رہا تھا اور مارٹن چیختا ہوا منہ کے بل نیچے گرا جبکہ
عمران بھی دھماکے سے کرسی سمیت نیچے گرا تھا۔ مارٹن نے نیچے
گرتے ہی گھوم کر اپنے جسم کو سمیٹ کر اٹھنے کی کوشش کی کیونکہ وہ
اس کرسی کے قریب گرا تھا جس پر ابھی تک ٹائیگر بے ہوشی کے عالم
میں موجود تھا۔ اگر وہ اپنے جسم کو نہ گھماتا تو اس کی ٹانگیں کرسی سے
ٹکرا جاتیں اور وہ آسانی سے نہ اٹھ سکتا تھا لیکن جیسے ہی اس کا جسم
گھوما عمران کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے اس کی گردن کے
گرد قینچی کی طرح پڑیں اور پھر اس کے ساتھ ہی عمران کی دونوں
ٹانگوں نے انتہائی تیزی سے دائیں بائیں مخصوص انداز میں حرکت
کرنا شروع کر دیا۔ مارٹن کے منہ سے گھٹی گھٹی چیخیں نکل رہی
تھیں۔ اس نے دونوں بازو اٹھا کر عمران کی پنڈلیوں پر ضرب لگانے
کی کوشش کی لیکن عمران کی ٹانگیں تو کسی مشین کی طرح حرکت
میں تھیں اور پھر مارٹن کے دونوں بازو ڈھیلے ہو کر نیچے گر گئے اور
اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا
اور ٹانگیں کھول کر اس نے تیزی سے اپنے بازو رسیوں سے آزاد
کرانے کی کوشش شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی کوشش میں
کامیاب ہو گیا اور پھر ظاہر ہے رسیاں کھولنے میں اسے کوئی مشکل
پیش نہ آ سکتی تھی۔ رسیاں کھول کر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ گو اس

انداز میں جدوجہد کرنے سے اس کے جسم کا ایک ایک جوڑ درد کرنے لگ گیا تھا۔ اس نے چند لمحوں کے لئے مخصوص انداز میں اپنے جسم کو حرکت دی جیسے پی ٹی کر رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد اس کا جسم فٹ ہو گیا۔ مارٹن اور سیلی دونوں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر مارٹن کے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر مڑ کر وہ سیلی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کی کلائی پکڑ کر اس کی نبض چیک کی اور پھر اطمینان بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ وہ ایسی چیزیں تلاش کر رہا تھا جس سے وہ ٹائیگر کو ہوش میں لے آتا۔ ہوش میں آنے پر اسے جسم میں درد کی تیز لہریں سی محسوس ہوئی تھیں جس سے وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے انجکشن لگا کر ہوش میں لایا گیا ہے۔ لیکن وہاں کوئی خالی سرنج تک موجود نہ تھی۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بے ہوش پڑے ہوئے مارٹن کی تلاشی لینی شروع کر دی اور پھر وہ اس کی جیب سے ایک سرنج برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا جس کی سوئی پر کیپ چڑھی ہوئی تھی۔ سرنج آدھی سے زیادہ محلول سے بھری ہوئی تھی۔ اس محلول کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ پہلے اسے اور ٹائیگر کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے گئے تھے۔ پھر اسے ہوش میں لایا گیا تھا۔ ویسے یہ کمرہ وہ نہیں تھا جس میں انہیں بے ہوش کیا گیا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے سرنج کی سوئی سے کیپ ہٹائی اور پھر ٹائیگر کے بازو میں انجکشن لگا کر اس نے سرنج نکال لی۔ اس نے دوبارہ سوئی پر کیپ لگائی اور اسے ایک طرف کونے میں اچھال دیا۔

اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک کوٹھی تھی۔ وہ کوٹھی میں گھومتا رہا لیکن کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی اور فرنیچر پر موجود گرد کی تہہ بتا رہی تھی کہ یہ کافی عرصے سے خالی ہے۔ البتہ ایک کمرے میں سامان موجود تھا۔ وہ باہر آیا تو وہاں گیراج میں ایک کار بھی موجود تھی۔ اچانک عمران ٹھٹھک کر تیزی سے برآمدے کے ستون کی آڑ میں ہو گیا کیونکہ سائیڈ گلی کی طرف سے ہلکی سی آہٹ محسوس ہوئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہاں کوئی آدمی موجود ہے۔

"عمران صاحب کیا یہ آپ ہیں"...... اچانک صفدر کی آواز گلی سے سنائی دی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور ستون کی آڑ سے باہر آ گیا۔

"کمال ہے مرنے کے بعد تو سنا ہے کہ منکر اور نکیر فوراً پہنچ جاتے ہیں لیکن تم تو زندہ ہوتے ہوئے بھی فوراً پہنچ گئے ہو"...... عمران نے کہا تو سائیڈ گلی سے صفدر مسکراتا ہوا آگے بڑھ آیا۔ اس کے پیچھے کیپٹن شکیل تھا۔

"ارے واہ۔ واقعی دونوں آئے ہیں"...... عمران نے کہا اور وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ کو تو بے ہوش کر کے فلیٹ سے اغوا کیا گیا تھا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اصل میں جس طرح باری کا بخار آتا ہے اسی طرح بے ہوشی بھی

باری پر منحصر ہے۔ پہلے میری اور ٹائیگر کی باری تھی اب ہمیں لے آنے والوں کی باری ہے۔ آؤ میرے ساتھ ۔ لیکن تم یہاں کیسے پہنچ گئے "...... عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

" سلیمان کی جاسوسی کام دکھا گئی ہے "...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو آگے بڑھتا ہوا عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ سلیمان کی جاسوسی۔ کیا مطلب "۔ عمران نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ آپ سے بھی بڑا جاسوس ہے "...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں عمران اور مارٹن اور سیلی کے درمیان جدوجہد ہوئی تھی۔

" اوہ۔ تو یہاں باقاعدہ خوفناک جدوجہد ہوئی ہے "...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں "...... عمران نے کہا اور اسی لمحے ٹائیگر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ شاید انجکشن کا اثر کچھ دیر بعد ہوا تھا۔

" پہلے اس مارٹن کو کرسی سے باندھ دو "...... عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا۔

" لیکن اصول تو لیڈیز فرسٹ کا ہوتا ہے "...... صفدر نے مسکراتے ہوئے سیلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" بے ہوشی میں یہ اصول نہیں چلتا۔ عورتیں اول تو بے ہوش ہی نہیں ہوتیں اور اگر ہو جائیں تو پھر انہیں ہوش میں لانے کے لئے کافی عرصہ لگ جاتا ہے جبکہ مرد جلدی جلدی بے ہوش ہوتے ہیں اور جلدی جلدی ہوش میں آ جاتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ جہاں کوئی خوبصورت لڑکی نظر آئی وہ فوراً بے ہوش ہو گئے اور جیسے ہی سر پر دو جوتیاں پڑیں فوراً ہوش میں آ گئے "...... عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" باس۔ باس۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے "...... اسی لمحے ٹائیگر نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اسے کھول دو کیپٹن شکیل۔ یہ بغیر جوتیاں کھائے ہی ہوش میں آ گیا ہے "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے کرسی کے عقب میں جا کر اس کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں جبکہ صفدر نے الٹی پڑی ہوئی کرسی سیدھی کی اور پھر مارٹن کو اٹھا کر اس کرسی پر ڈالا اور اس کے بعد رسیاں اٹھا کر اس نے اسے کرسی سے باندھنا شروع کر دیا۔

" اب تم دونوں اس سیلی کو بھی ٹائیگر کی جگہ باندھ دو "۔ عمران نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" بب۔ باس "...... ٹائیگر نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" باہر جا کر نگرانی کرو۔ ہو سکتا ہے جس طرح صفدر اور کیپٹن شکیل یہاں پہنچ گئے ہیں کہیں ان کے ساتھی نہ یہاں پہنچ جائیں "۔

عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر خاموشی سے چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب تم کرسیوں پر بیٹھ جاؤ اور مجھے بتاؤ کہ تم یہاں تک کیسے پہنچے اور سلیمان نے کیا جاسوسی کی ہے"...... عمران نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو صفدر نے چیف کے فون آنے سے لے کر فلیٹ پر جانے اور پھر سلیمان کی بتائی تمام تفصیل دوہرا دی اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اسی لئے کہہ رہے تھے کہ سلیمان بڑا جاسوس بن گیا ہے"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سلیمان میں واقعی انتہائی حیرت انگیز صلاحیتیں ہیں عمران صاحب۔ میں تو خود اس سے تفصیل سن کر حیران رہ گیا تھا۔ میں خود اس انداز میں اور اتنی جلدی معلومات حاصل نہ کر سکتا"...... صفدر نے کہا۔

"تمہارا چیف اس کی صلاحیتوں کا سب سے بڑا قدردان ہے۔ اسی لئے تو سلیمان کا دعویٰ ہے کہ وہ جب چاہے میری جگہ لے سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ کیپٹن شکیل کے لبوں پر بھی مسکراہٹ رینگ گئی۔

"پھر تم یہاں تک کیسے پہنچے"...... عمران نے کہا۔

"ہم دونوں پی کاک لیزنگ کارپوریشن پہنچے۔ وہاں سے نیلے رنگ کی کار کی چیکنگ کی تو اس کالونی کی ایک کوٹھی میں یہ کار بھجوائی گئی

تھی اور یہ کوٹھی کیٹی اور مارٹن نے حاصل کی تھی۔ جب ہم اس کوٹھی پر پہنچے تو وہ نیلے رنگ کی کار وہاں موجود تھی لیکن کوٹھی خالی تھی۔ پھر میں نے ارد گرد سے معلومات حاصل کیں تو ایک کوٹھی کے چوکیدار نے مجھے بتایا کہ ایک سیاہ رنگ کی کار میں اس کوٹھی سے ایک عورت اور ایک مرد نکل کر گئے ہیں اور پھر اس نے ہی بتایا کہ اس نے کار اس کوٹھی کے سامنے رکتی دیکھی تھی۔ وہ اس لئے حیران ہوا تھا کہ کوٹھی کے باہر برائے فروخت کا بورڈ موجود تھا۔ بہرحال ہم یہاں پہنچے تو بورڈ بھی موجود تھا اور کار بھی اندر موجود تھی۔ ہم دونوں عقبی طرف سے اندر داخل ہوئے اور پھر ہم سائیڈ گلی میں پہنچے تو ہم نے کھڑکھڑاہٹ سنی تو ہم دیوار کے ساتھ لگ گئے اور پھر میں نے جب جھانک کر دیکھا تو مجھے شبہ ہوا کہ آپ ستون کی آڑ میں چھپے ہوئے ہیں۔ میں نے آواز دی جس کے بعد آپ جانتے ہیں کہ کیا ہوا"...... صفدر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بہرحال ٹھیک ہے۔ اگر تم کچھ دیر پہلے آجاتے تو مجھے اتنی سخت اٹھک بیٹھک نہ کرنی پڑتی جس نے میرا جوڑ جوڑ ہلا دیا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب یہ دونوں کون ہیں اور انہوں نے کیوں آپ کو اس انداز میں اغوا کیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"یہ سیلی ہے اور یہ مارٹن۔ اور یہ دونوں ناروے کے کسی پرائڈ گروپ کے ایجنٹ ہیں۔ ان دونوں نے ہی ڈاکٹر عبدالجبار کو ٹائیگر

کے ذریعے ٹریس کرا کر ہلاک کیا اور پھر لیبارٹری سے فارمولا لے اڑے ۔ باقی حالات کا علم نہیں ہے کیونکہ تم اور کیپٹن شکیل اس وقت میرے اور ڈاکٹر خاور سلطان کے ساتھ تھے ۔ جب ہم لیبارٹری گئے تھے ۔ بہرحال وہاں سے اصل فارمولا مل گیا ہے اور میں سمجھ گیا کہ ڈاکٹر عبدالجبار نے ورکنگ نوٹس تیار کئے ہوں گے جنہیں یہ لے اڑے اور ظاہر ہے کہ واپس جا کر انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ اصل فارمولا نہیں لا سکے ۔ چنانچہ یہ دونوں دوبارہ اس بار اس میک اپ میں واپس آ گئے ۔ پھر انہوں نے مجھے فلیٹ سے اغوا کیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو ٹائیگر بھی بندھا ہوا یہاں موجود تھا۔ میں نے انہیں چکر دینے کی کوشش کی لیکن انہوں نے مجھے اور ٹائیگر کو بے ہوش کر دیا اور پھر شاید طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا کر انہوں نے اس کوٹھی سے ہمیں یہاں شفٹ کر دیا اور یہاں لا کر انہوں نے مجھے ہوش دلایا۔ وہ مجھ سے فارمولے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ شاید لمبی چوڑی بات ہوتی کہ اس مارٹن نے میرے چہرے پر تھپڑ مار دیا اور اس کے بعد حالات بدلتے چلے گئے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہ دونوں بے ہوش ہو گئے اور میں چیکنگ کرنے باہر گیا تو پھر تم سے ملاقات ہو گئی" ...... عمران نے کہا۔

" تو آپ نے ان دونوں کو کیوں بندھوایا ہے ۔ انہیں ہلاک کر دیں ۔ یہ بہرحال مجرم ہیں" ...... صفدر نے کہا۔

" اوہ ۔ تم پر بھی تنویر کا اثر ہونے لگ گیا ہے ۔ ان سے پرائڈ

گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں ۔ یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ پرائڈ گروپ کس کے کہنے پر یہ مشن سرانجام دے رہا ہے ۔ اس کے بعد ہی مزید کارروائی ہو سکتی ہے" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

سیلی کی آنکھیں کھلیں تو اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے قبل کے تمام واقعات کسی فلم کے سین کی طرح گھوم گئے۔ اسے یاد آگیا تھا کہ کرسی پر عمران رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا کہ اچانک وہ کسی ڈریکولا کی طرح اڑتا ہوا اس سے آٹکرایا تھا اور پھر اس کی گردن کسی فولادی شکنجے میں پھنس گئی تھی اور پھر اسے ہوش نہ رہا تھا۔ یہ سب کچھ اسے ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں یاد آگیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا کیونکہ اس کا جسم حرکت ہی نہ کر رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی بیٹھی تھی اور سامنے کرسیوں پر عمران کے ساتھ دو اور آدمی بھی موجود تھے۔ اس نے گردن گھمائی تو اس کے ساتھ ہی دوسری کرسی پر مارٹن بھی رسیوں

سے بندھا ہوا موجود تھا اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اسے بے ہوش کر دیا گیا ہے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیسے ہو گیا"...... سیلی نے بے اختیار انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرسیاں وہی ہیں مس سیلی۔ صرف ان پر بیٹھنے والے تبدیل ہو گئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے مارٹن کے حلق سے بھی کراہیں نکلیں اور پھر اس نے بھی اچھلنے کی بے سود کوشش کی۔

"اوہ۔ مادام یہ کیا ہوا۔ یہ کیا مطلب۔ یہ کیا ہے"...... مارٹن کے منہ سے بھی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں الفاظ نکلے۔

"تم دونوں نے پاکیشیا کے سائنس دان ڈاکٹر عبدالجبار اور اس کے بے گناہ ملازموں کو انتہائی سفاکی سے ہلاک کیا ہے۔ لیبارٹری کو پہلے فائرنگ سے اور پھر بم سے تباہ کیا۔ ڈاکٹر عبدالجبار کے ورکنگ نوٹس اس کے سیف سے نکال کر لے گئے اس لئے اب تم خود بتاؤ کہ ان جرائم کے نتیجے میں تمہیں کیا سزا دی جائے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا جبکہ اس کے ساتھی خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے۔

"یہ غلط ہے۔ جھوٹ ہے۔ ہم نے کسی کو ہلاک نہیں کیا اور نہ ہم نے کسی لیبارٹری کو تباہ کیا ہے"...... سیلی نے کہا۔

"کیا کرسیاں بدل جانے سے واقعات بھی بدل جاتے ہیں مس

سیلی۔ جب تم اس کرسی پر بیٹھی ہوئی تھیں جس پر اس وقت میں
موجود ہوں تو تم نے بڑے فخریہ انداز میں سب کچھ بتایا تھا۔ اب تم
وہاں پہنچ چکی ہو تو اب کیا ڈاکٹر عبدالجبار زندہ ہو گیا ہے۔ لیبارٹری
دوبارہ ٹھیک ہو گئی ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہم گریٹ لینڈ کے شہری ہیں۔ ہمیں ہمارے سفارت خانے کا
تحفظ حاصل ہے۔ تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"...... سیلی نے کہا۔
اسے دراصل سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ اپنا اور مارٹن کا تحفظ کس طرح
کرے۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ بندھا ہوا عمران اس انداز
میں بھی جدوجہد کر کے یہ سچوئیشن بدل سکتا ہے۔

"کیا سفارت خانے والوں نے تمہیں یہ سب جرائم کرنے کا کہا
تھا۔ میری بات سنو۔ میں تم دونوں کو زندہ رہنے کا آخری موقع دے
رہا ہوں۔ اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ ڈاکٹر عبدالجبار کے فارمولے کے
حصول کا مشن کس نے پرائڈ گروپ کے ذمے لگایا تھا تو میں تمہیں
زند چھوڑ سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے معلوم نہیں ہے۔ ہم تو صرف ایجنٹ ہیں"...... سیلی نے
کہا۔

"تمہیں معلوم نہیں ہے تو برائن سے معلوم کر کے بتا دو"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کسی صورت میں نہیں بتائے گا"...... سیلی نے کہا۔

"تم کوشش تو کرو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہاری بات مان جائے۔

میں نہیں چاہتا کہ تم جیسے ذہین اور فعال ایجنٹوں کو اس بے بسی
کے عالم میں موت کے گھاٹ اتار دوں اس لئے تمہیں ایک چانس
اور دینا چاہتا ہوں کیونکہ ہمارا اصل دشمن وہ ہے جس نے یہ مشن
تمہارے گروپ کے ذمے لگایا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا اور عمران کی بات سن کر سیلی کی آنکھوں میں بے اختیار
چمک سی آ گئی کیونکہ عمران کی اس بات میں وزن تھا۔

"میں کوشش کر سکتی ہوں لیکن حتمی طور پر وعدہ نہیں کر
سکتی"۔ سیلی نے کہا۔

"کوشش کرنا فرض ہے۔ باقی نتائج تو جو ہوں گے سو ہوں
گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صفدر باہر سے فون پیس لے آؤ"...... عمران نے اپنے ساتھ
بیٹھے ہوئے ایک مقامی آدمی سے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز
قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا
تو اس کے ہاتھ میں فون پیس موجود تھا۔ اس نے اس کی تار کا سرا
کمرے میں موجود فون ساکٹ میں لگایا اور پھر فون پیس اس نے
عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اب برائن کا نمبر بتا دو"...... عمران نے کہا تو سیلی نے اسے نمبر
بتا دیا۔ عمران نے فون پیس کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور پھر رسیور اٹھا
کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

ایک آواز سنائی دی۔

"یہاں سے گریٹ لینڈ کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہیلو کہہ کر عمران کی طرف سے جواب ملنے پر آپریٹر نے رابطہ نمبر بتا دیا۔ عمران نے کریڈل دبا کر ہاتھ ہٹایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یہ رسیور اس کے کان سے لگا دو"...... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا ایک ہاتھ میں فون پیس اور دوسرے ہاتھ میں رسیور اٹھا کر تیزی سے سیلی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور سیلی کے کان سے لگا دیا۔ اسی لمحے دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لاؤڈر کی وجہ سے یہ آواز عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"سیلی بول رہی ہوں باس"...... سیلی نے جان بوجھ کر لفظ باس کہا تھا تاکہ برائن سمجھ جائے کہ وہ کسی مشکل میں ہے اور مجبوراً کال کر رہی ہے۔

"کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے اس بار سخت اور انتہائی سرد لہجے میں جواب دیا گیا۔

"باس ہم فارمولے کے حصول کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ لیکن

یہاں انتظامات انتہائی سخت ہیں اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم یہ فارمولا آپ کو بھجوانے کی بجائے اس پارٹی کے سفارت خانے میں براہ راست بھجوا دیں جس نے اس فارمولے کے حصول کا ٹاسک ہمارے گروپ کو دیا ہے۔ اس طرح ہم آزاد ہو جائیں گے اور فارمولا بھی بحفاظت اپنی جگہ پہنچ جائے گا"...... سیلی نے بڑے طریقے سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا وہاں معاملات اس قدر ٹائٹ ہو چکے ہیں"...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"یس باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملہ پر کام کر رہی ہے۔ میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا لیکن بہرحال ہم یہ فارمولا لازماً حاصل کر لیں گے لیکن اسے یہاں سے نکالنا بے حد مشکل ہو گا اس لئے میں نے یہ بات کی ہے"...... سیلی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری تجویز بہت مناسب ہے۔ تم ایسا کرو کہ فارمولا حاصل کر لو تو مجھے فون کر دینا میں پھر متعلقہ سفارت خانے میں بات کر کے تمہیں بتا دوں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن باس مجھے شاید اس کا وقت نہ ملے اس لئے آپ مجھے اس ملک کے بارے میں بتا دیں اور اس کے سفارت خانے سے بات کر لیں۔ میں فارمولا حاصل ہوتے ہی سیدھی وہاں پہنچ جاؤں گی"۔ سیلی نے کہا۔

"اوکے تم جب فارمولا حاصل کر لو تو کارمن کے سفارت خانے

پہنچ جانا۔ وہاں تم نے صرف اپنا نام بتانا ہے میں ابھی ان کی حکومت کے ذریعے تمام بات کر لیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے باس تھینک یو"...... سیلی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اشارہ کیا تو صفدر نے رسیور ہٹا لیا اور اسے واپس فون پیس پر رکھ کر وہ واپس اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

" تو کارمن وہ ملک ہے"...... عمران نے کہا۔

" تم نے خود باس کی بات سن لی ہے۔ اب تم اپنا وعدہ پورا کرو"...... سیلی نے کہا۔

" اوکے میں یہی کچھ کر سکتا ہوں کہ تمہیں اور مارٹن دونوں کو زندہ چھوڑ کر واپس چلا جاتا ہوں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی اس کے دونوں ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

" مم۔ مم۔ مگر ہم تو جکڑے ہوئے ہیں۔ ہم تو اس طرح بندھے بندھے مر جائیں گے۔ یہاں تو کسی نے نہیں آنا۔ یہ کوٹھی تو برائے فروخت ہے"...... سیلی نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم دونوں ذہین بھی ہو اور تربیت یافتہ بھی اس لئے اگر تمہیں زندہ رہنا ہے تو پھر خود ہی رسیوں سے آزادی حاصل کر لینا"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" یہ فون بھی لے آؤ صفدر۔ اسے واپس اسی کمرے میں رکھ دو"۔ عمران نے صفدر کے قریب آ کر کہا اور اس کے ساتھی نے جو پہلے فون لایا تھا فون پیس اٹھایا اور پھر ساکٹ سے اس کی تار نکال کر وہ

عمران کے پیچھے کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران کا دوسرا ساتھی پہلے ہی باہر جا چکا تھا۔

" مجھے حیرت ہے میڈم کہ یہ لوگ ہمیں زندہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں"...... مارٹن نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ یہ لوگ واقعی عظیم ہیں۔ لیکن اب ہم نے رسیاں کھولنی ہیں"...... سیلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں نے گانٹھ تلاش کر لی ہے۔ ابھی کھولتا ہوں"...... مارٹن نے کہا اور سیلی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد واقعی مارٹن رسیاں کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ کرسی سے اٹھتے ہی وہ تیزی سے سیلی کی طرف بڑھا اور اس نے سیلی کے عقب میں جا کر اس کی رسیاں کھول دیں۔

" آؤ اب یہاں سے نکل چلیں"...... سیلی نے کہا۔

" اب ہم نے کہاں جانا ہے"...... مارٹن نے کہا۔

" تم چلو تو سہی"...... سیلی نے کہا اور پھر وہ اس کمرے میں آ گئے جس میں ان کا سامان موجود تھا۔ اس کمرے میں فون بھی پڑا ہوا تھا۔ اس کا رسیور باقاعدہ فون ساکٹ کے ساتھ جوڑ دیا گیا تھا۔

" اوہ۔ وہ ہمارا سامان بھی چھوڑ گئے ہیں۔ حیرت ہے"...... مارٹن نے کہا۔

" تم پہلے کوٹھی گھوم کر چیک کرو کہ وہ چلے گئے ہیں یا یہاں چھپے ہوئے ہیں"...... سیلی نے کہا تو مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔

"مگر ۔ میڈم"...... مارٹن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو"...... سیلی نے کہا تو مارٹن خاموشی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ سیلی خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کی پیشانی پر غور و فکر کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔

"وہ جا چکے ہیں میڈم۔ البتہ کار باہر موجود ہے"...... مارٹن نے کہا تو سیلی اٹھی اور اس نے اپنے بیگ کا ایک خفیہ خانہ کھولا اور پھر اس میں سے ایک جدید ساخت کا گائیگر نکال کر اس نے اسے جیسے ہی آن کیا گائیگر سے ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دینے لگی۔ مارٹن یہ آواز سنتے ہی بے اختیار چونک پڑا جبکہ سیلی کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی تھی۔ وہ گائیگر لے کر جیسے ہی فون کے قریب آئی گائیگر کی آواز اتنی ہی رفتار سے تیز ہوتی چلی گئی اور جب سیلی نے گائیگر کو فون پیس کے ساتھ لگایا تو گائیگر پوری قوت سے ٹوں ٹوں کرنے لگا۔ سیلی نے گائیگر آف کر دیا۔

"یہ ۔ کیا مطلب ہوا میڈم۔ یہ انہوں نے فون پیس میں ڈکٹا فون لگایا ہے"...... مارٹن نے کہا۔

"نہیں۔ فون ٹیپ کرنے کا کوئی آلہ رکھا گیا ہے۔ اگر ڈکٹا فون ہوتا تو آواز مختلف ہوتی"...... سیلی نے جواب دیا۔

"لیکن ایسا کیوں کیا گیا ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی"۔ مارٹن نے کہا۔

"یہ عمران واقعی انتہائی ذہین آدمی ہے۔ میں نے برائن کو باس کہہ کر اس سے بات کی تو برائن سمجھ گیا کہ میں کسی مجبوری کے تحت یہ کام کر رہی ہوں۔ پھر میں نے جب اس پارٹی کے بارے میں بات کی تو اس نے جان بوجھ کر کارمن کا نام لے دیا حالانکہ مجھے خود معلوم ہے کہ یہ پارٹی کارمن نہیں ہے اور عمران بھی شاید میری چکر بازی کو سمجھ گیا تھا اور اس نے اصل پارٹی کو سامنے لانے کے لئے یہ گیم کھیلی ہے"...... سیلی نے کہا۔

"کون سی گیم میڈم"...... مارٹن نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اسے معلوم تھا کہ میں آزاد ہوتے ہی سب سے پہلے دوبارہ برائن کو فون کروں گی اور اسے بتا دوں گی کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ ظاہر ہے برائن بھی کنفرم کر دے گا کہ اس نے جان بوجھ کر کارمن کا نام لیا ہے اس طرح عمران جو یہ فون ٹیپ کر رہا تھا کنفرم ہو جائے گا کہ اصل پارٹی کارمن نہیں ہے کوئی اور ہے اسی لئے تو اس نے ہمیں آزاد چھوڑ دیا تھا"...... سیلی نے کہا۔

"لیکن میڈم یہ ضروری تو نہیں ہے کہ آپ باس سے فوری رابطہ کریں اور پھر یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہم جلد از جلد ان رسیوں سے آزاد ہو جائیں اور پھر یہیں سے فون کریں۔ آپ باہر کسی پبلک فون بوتھ سے بھی تو بات کر سکتی تھیں"...... مارٹن نے کہا۔

"انسانی نفسیات کے مطابق اسے یقین تھا کہ ہم آزاد ہوتے ہی

سب سے پہلے یہیں سے فون کریں گے۔ جہاں تک رسیوں سے آزادی کا تعلق ہے تو اسے معلوم ہے کہ ہم تربیت یافتہ ہیں اس لئے بہرحال رسیاں کھول لیں گے"۔ سیلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے کہ اس نے اس بات کو معلوم کرنے کے لیئے اتنا لمبا چکر چلایا ہے حالانکہ وہ چاہتا تو ہم پر تشدد بھی کر سکتا تھا"...... مارٹن نے کہا۔

"اس کے خیال کے مطابق مجھے یہ بات معلوم نہیں ہو سکتی صرف برائن کو معلوم ہو سکتی ہے ورنہ وہ لازمی مجھ سے یہ سب کچھ اگلوا لیتا"...... سیلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ اب ہم نے کیا کرنا ہے"۔ مارٹن نے کہا تو سیلی بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم بتاؤ ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہیے"...... سیلی نے کہا۔

"یہاں سے انتہائی حساس اسلحہ حاصل کر کے اس عمران کے فلیٹ کو اس وقت اڑا دیں جس وقت وہ فلیٹ میں موجود ہو تاکہ اس کے خاتمے کے بعد ہم اس فارمولے کو تلاش کر سکیں"۔ مارٹن نے کہا۔

"عمران کے ساتھ لازمی طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں اور انہوں نے ہمیں دیکھ بھی لیا ہے اور لامحالہ وہ ہماری نگرانی کر رہے ہوں گے اور اب ہم مستقل طور پر ان کی نظروں میں رہیں گے اس لئے جیسے ہی ہم نے اسلحہ خریدا یا عمران کے فلیٹ پر پہنچے

ہمیں فوری طور پر گولی بھی ماری جا سکتی ہے"...... سیلی نے کہا۔

"تو پھر آپ بتائیں کہ کیا کرنا چاہئے"...... مارٹن نے کہا۔

"اس عمران نے وہ فارمولا حاصل کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اسے ہی معلوم ہے کہ فارمولا کہاں ہے اس لیئے میں نے اس عمران پر ہاتھ ڈالنا ہے پھر اس سے اصل بات معلوم کر کے ہم نے فارمولا حاصل کرنا ہے"...... سیلی نے کہا۔

"لیکن نگرانی کا کیا ہو گا"...... مارٹن نے کہا۔

"ہمیں بہرحال نگرانی کرنے والوں کو ڈاج دے کر میک اپ اور لباس تبدیل کرنے ہوں گے"...... سیلی نے کہا۔

"میڈم میرے ذہن میں ایک اور بات آئی ہے"...... مارٹن نے کہا۔

"کون سی بات"...... سیلی نے کہا۔

"ہم دونوں دوست بن کر عمران کے پاس جائیں تاکہ اس کا شکریہ ادا کریں کہ اس نے ہمیں زندہ چھوڑ دیا ہے۔ میں زیرو بٹن کے ذریعے اسے اس کے فلیٹ میں ہی بے ہوش کر دوں گا اور پھر وہیں اس سے معلومات بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اس طرح نگرانی کرنے والے بھی یہ سوچ کر مطمئن ہو جائیں گے کہ ہم عمران کے فلیٹ پر ہی گئے ہیں"...... مارٹن نے کہا۔

"اوہ گڈ۔ ٹھیک ہے۔ چلو ہمیں فوراً یہی کام کرنا ہے"...... سیلی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"آپ کسے فون کر رہی ہیں"...... مارٹن نے اسے رسیور اٹھاتے دیکھ کر چونک کر کہا۔

"برائن کو۔ کیونکہ میں چاہتی ہوں کہ عمران کنفرم ہو جائے کہ واقعی کارمن کے لئے ہی یہ کام پرائڈ گروپ کر رہا ہے"۔ سیلی نے کہا۔

"لیکن وہ کنفرم ہونے کے بعد ہمیں ہلاک کر دے گا کیونکہ اس نے جب کہا تھا کہ ہم نے جرائم کئے ہیں تو میں نے اس کے لہجے میں انتہائی سفاکی محسوس کی تھی۔ چونکہ وہ کنفرم نہیں تھا ورنہ اس وقت وہ واقعی ہمیں ہلاک کر سکتا تھا"...... مارٹن نے کہا۔

"لیکن اگر ہم نے فون نہ کیا تو وہ ہمیں ویسے بھی تو ہلاک کر سکتا ہے"...... سیلی نے کہا۔

"نہیں۔ میں اس کی ٹائپ اب سمجھ گیا ہوں۔ جب تک وہ کنفرم نہیں ہو گا اس وقت تک ہمیں کچھ نہیں کہے گا"...... مارٹن نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ آؤ چلو"...... سیلی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"عمران صاحب آپ نے ان قاتلوں کو زندہ کیوں چھوڑ دیا۔ انہیں ہلاک کر دینا چاہئے تھا"...... صفدر نے کوٹھی سے باہر نکلتے ہی کہا۔

"میں اصل پارٹی کا پتہ لگانا چاہتا ہوں تاکہ وہاں ایسے انتظامات کر سکوں کہ وہ دوبارہ یہ مشن کسی اور کے ذمے نہ لگا سکیں۔ مجھے شک ہے کہ برائن نے کارمن کا نام غلط بتایا ہے۔ کارمن جیسا ملک اس طرح بدمعاش گروپوں کے ذمے یہ کام نہیں لگا سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کام یا تو کافرستان کا ہے یا پھر اسرائیل کا۔ یا ان دونوں کا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ کیسے کنفرم کریں گے"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"سیلی رسیوں سے آزاد ہوتے ہی برائن کو دوبارہ فون کرے گی۔

میں نے فون میں آٹو ٹیپ لگا دیا ہے۔ اس کا رسیور میری جیب میں ہے۔ جیسے ہی کال ہو گی مجھے کاشن ہو جائے گا اور پھر میں ان دونوں کے درمیان ہونے والی ساری بات چیت سن لوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن یہ دونوں تو نکل جائیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"یہاں سے کسی پبلک فون بوتھ سے میں تمہارے چیف کو فون کر کے ان کی نگرانی کی درخواست کر دوں گا۔ اس طرح لازماً نہیں نکل سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ مجھے بتائیں میں یہاں موجود ہوں۔ میں یہ کام کر سکتا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"میں کیسے یہ بات تمہیں کہہ سکتا ہوں۔ تم چیف کا حکم مان سکتے ہو مجھ جیسے بے اختیار کی بات کہاں مان سکتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اب اس کار تک پہنچ چکا تھا جو صفدر وہاں کھڑی کر گیا تھا جبکہ ٹائیگر ان کے پیچھے خاموشی سے آ رہا تھا۔

"ٹائیگر تمہاری کار یقیناً اس کوٹھی میں موجود ہو گی جس میں پہلے تم ان کے ساتھ گئے تھے۔ وہاں سے اپنی کار لے لو اور پھر ان دونوں کی نگرانی کرو۔ لیکن یہ خیال رکھنا کہ انہیں کسی صورت تمہاری نظروں سے اوجھل نہیں ہونا چاہئے۔ میں صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ واپس جا رہا ہوں"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ میں بھی ٹائیگر کے ساتھ ان کی نگرانی کروں۔ آپ بے شک میری کار لے جائیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ٹائیگر اکیلا کافی ہے۔ زیادہ بھیڑ بھاڑ سے بھی معاملات خراب ہو سکتے ہیں۔ تمہارا بہرحال شکریہ کہ تم نے ہمارے لئے بھاگ دوڑ کی"...... عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کے کہنے پر صفدر نے عمران کو اس کے فلیٹ کے سامنے ڈراپ کر دیا اور عمران سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر فلیٹ پر پہنچ گیا۔ فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... اندر سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"جناب جاسوس اعظم اور جدید دور کے شرلاک ہومز کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے نادان علی عمران حاضر ہونے کی اجازت چاہتا ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔

"تو آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ مجھ میں کیا کیا صلاحیتیں ہیں۔ ویسے مجھے مجبوراً اپنی ان صلاحیتوں کو استعمال کرنا پڑا ہے ورنہ میں تو اس لئے خاموش تھا کہ آپ اپنے آپ کو بڑا تیس مار خان سمجھتے رہیں"...... سلیمان نے ایک سائیڈ پر ہٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے تمہارے آباؤ اجداد کھوجی ہوا کرتے تھے اور چوروں کے پیچھے بھاگا کرتے تھے۔ بہرحال تمہارا شکریہ کہ تمہارے اس کھوجی پن کی وجہ سے صفدر اور کیپٹن شکیل وہاں پہنچ گئے۔ اب

یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ جب وہاں پہنچے تو میں بازی الٹ چکا تھا"۔ عمران نے سٹنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" آپ واقعی بازی الٹانے کے ماہر ہیں۔ میں اب کیا کہہ سکتا ہوں۔ ویسے بڑے صاحب سے پوچھنا پڑے گا کہ انہوں نے آپ کو بازی گروں کے کسی کیمپ سے تو نہیں اٹھایا۔ بہرحال اب میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... سلیمان بھلا کہاں خاموش رہنے والا تھا۔ اس نے بازی الٹنے کو بازی گروں کے ساتھ جا ملایا تھا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" پھر وہی کھوج۔ اب تم میری اصلیت کا کھوج لگانا چاہتے ہو۔ پہلے میں واقعی بے حد حیران ہوا کرتا تھا کہ میں جہاں بھی رقم چھپاتا تھا تم تلاش کر لیتے تھے لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم اس کا کھوج کیسے لگا لیتے ہو"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" تو آپ چوری کا مال فلیٹ میں نہ لایا کریں"...... سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا تو عمران اس کے گہرے اور پرلطف جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔ ظاہر ہے کھوجی چوروں کا ہی کھوج لگاتے تھے تاکہ ان سے چوری کا مال برآمد کروایا جا سکے۔ اس لحاظ سے اس نے عمران کے مال کو چوری کا مال کہا تھا کیونکہ وہ اس کا کھوج لگا لیتا تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو

کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں طاہر"...... عمران نے کہا۔

" اوہ عمران صاحب۔ مجھے ابھی صفدر نے رپورٹ دی ہے۔ میں آپ کو فلیٹ پر فون کرنے ہی والا تھا۔ آپ نے ان دونوں کو زندہ کیوں چھوڑ دیا ہے"...... بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" تو صفدر نے تمہارے بھی میرے خلاف کان بھر دیئے ہیں۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ گو میں نے اسے مطمئن کرنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن لگتا ہے کہ وہ میری باتوں سے مطمئن نہیں ہوا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں نے اسے بہرحال کہہ دیا ہے کہ وہ ان دونوں کی ٹائیگر سے ہٹ کر نگرانی کرے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ دوبارہ بھی کوشش کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ مجھ پر حملہ کریں گے"...... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ویسے بھی انہیں بہرحال یہ معلوم ہو چکا ہے کہ آپ فارمولے کے بارے میں جانتے ہیں کہ وہ کہاں ہے اور ایسے لوگ آسانی سے شکست تسلیم نہیں کیا کرتے۔ آپ کو انہیں زندہ نہیں چھوڑنا چاہئے تھا۔ پارٹی کے بارے میں معلومات تو کسی اور طرح سے بھی حاصل کی جا سکتی تھیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ بہانہ تو میں نے صفدر کو مطمئن کرنے کے لئے بنایا تھا۔ پارٹی کے بارے میں معلومات تو میں ویسے بھی اس برائن سے معلوم کر لوں گا۔ اس کا فون نمبر مجھے معلوم ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ بندھے ہوئے اور بے بس لوگوں کو میں ہلاک نہیں کر سکتا تھا اس لئے میں نے یہ کام نہیں کیا"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن بہرحال ٹھیک ہے۔ واقعی وہ اس وقت بندھے ہوئے اور بے بس تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوکے جیسے ہی تمہیں کوئی رپورٹ صفدر وغیرہ کی طرف سے ملے مجھے بتا دینا۔ میں فلیٹ پر ہی ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ برائن کو فون کر رہا تھا لیکن پھر اس نے رسیور رکھ دیا کیونکہ اسے خیال آگیا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اب تک یہ دونوں رسیوں سے آزاد نہ ہو سکے ہوں اس لئے اسے ان کی طرف سے کال کا انتظار کرنا چاہئے اور پھر عمران نے جیب میں موجود آٹو ٹیپ کا رسیور نکال کر میز پر رکھ دیا۔ اسی لمحے سلیمان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی پیالی موجود تھی۔

"اوہ شکریہ۔ ویسے تم نے واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ کیا خیال ہے تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل نہ کرا دیا جائے"...... عمران نے پیالی لے کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر صرف چائے کی ایک پیالی سے میں سیکرٹ سروس کا ممبر بن

سکتا ہوں تو چائے سے بھری کیتلی کے بدلے میں کیا بن سکتا ہوں"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور وہ میں پہلے ہی کئی بار بن چکا ہوں اس لئے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ آدمی قیدی بن کر رہ جاتا ہے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"ارے تم قیدی کہہ رہے ہو۔ اس کے اختیارات جانتے ہو کتنے ہیں۔ صدر مملکت بھی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتا"...... عمران نے کہا۔

"صدر صاحب کو دراصل یہ معلوم نہیں ہے کہ چیف ہے کون۔ اگر معلوم ہوتا تو پھر میں دیکھتا کہ وہ دم مارتے ہیں یا دم نکالتے ہیں"...... سلیمان نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا تو عمران اس کی خوبصورت بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ سیلی اور مارٹن آپ کے فلیٹ پر آ رہے ہیں۔ وہ کوٹھی سے نکل کر سیدھے آپ کی طرف ہی آئے ہیں۔ وہ کار کو پارک کرنے کی جگہ تلاش کر رہے ہیں اس لئے میں فون بوتھ سے آپ کو کال کر رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ارے تو کیا خالی ہاتھ آ رہے ہیں یا دعوتی کارڈ وغیرہ بھی ساتھ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے ٹائیگر رابطہ ختم کر چکا تھا اس لئے عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"سلیمان۔ ارے آغا سلیمان پاشا صاحب۔ پھر تیار ہو جاؤ کھونٹ لگانے کے لئے۔ اغوا کنندگان دوبارہ آ رہے ہیں"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"اب میں یہاں موجود ہوں۔ اس لئے اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ بچے اس وقت اغوا ہوتے ہیں جب بڑے موجود نہیں ہوتے"۔ دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ وہ تشریف لائے ہیں ان کا استقبال کرو"...... عمران نے کہا تو سلیمان بغیر کوئی جواب دیئے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پاس سے گزر کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کون ہے"...... سلیمان کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"مجھے عمران صاحب سے ملنا ہے"...... مارٹن کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ اب میں سمجھ گیا کہ صاحب کیوں خاموشی سے اغوا ہو گئے تھے۔ آیئے تشریف لایئے"...... سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ سلیمان نے مارٹن کے ساتھ سیلی کو دیکھ کر فقرہ کسا ہو گا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ ہم نے عمران صاحب کو اغوا کیا تھا"...... مارٹن کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میرے قبضے میں جنات ہیں جو مجھے سب کچھ بتا دیتے ہیں"۔ سلیمان نے جواب دیا اور پھر وہ انہیں ڈرائینگ روم میں بٹھا کر سٹنگ روم کی طرف آ گیا۔

"آپ کا ذوق اب خاصا گر گیا ہے صاحب"...... سلیمان نے ایک لمحہ رک کر کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ ظاہر ہے وہ سیلی کی وجہ سے یہ بات کر رہا تھا کہ اس جیسی لڑکی کے لئے عمران نے اغوا ہونا پسند کر لیا۔ عمران اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ڈرائینگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"عمران صاحب ہم آپ کا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں"...... عمران کے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہی ان دونوں نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"خالی ہاتھ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ مارٹن کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ایک لمحے کے لئے ابھرے لیکن پھر وہ نارمل ہو گیا۔

"کیا مطلب۔ ہم سمجھے نہیں"...... سیلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے ملک میں رواج ہے کہ جب کسی کا شکریہ ادا کرنے آتے ہیں تو ساتھ پھل یا مٹھائی کچھ نہ کچھ لے کر جاتے ہیں۔ خالی

ہاتھ جانا اچھا نہیں سمجھا جاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو
وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔
"آئی ایم سوری ۔ مجھے یہ معلوم نہیں تھا۔ ویسے یہ بہت اچھی
روایت ہے۔ جاؤ مارٹن جا کر کچھ لے آؤ"...... سیلی نے کہا۔
"یس میڈم"...... مارٹن نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"ارے ارے میں تو مذاق کر رہا تھا۔ آپ تشریف رکھیں"۔
عمران نے کہا لیکن مارٹن تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن
دوسرے لمحے وہ گھوما اور اس کے ساتھ ہی عمران کو چٹک کی آواز
سنائی دی اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا اس کا ذہن اس طرح تاریک
ہو گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے۔ پھر تاریکی میں آہستہ آہستہ
روشنی نمودار ہونا شروع ہو گئی اور جیسے ہی عمران کو پوری طرح
ہوش آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ڈرائینگ
روم میں ہی کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا موجود ہے جبکہ سامنے سیلی
اور مارٹن دونوں کرسیوں پر بڑے مطمئن انداز میں بیٹھے ہوئے مسکرا
رہے تھے۔
"میرے باورچی سلیمان کا کیا ہوا"...... عمران نے یکلخت سلیمان
کا خیال آتے ہی چونک کر کہا۔ اسے خدشہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں
انہوں نے سلیمان کو ہلاک نہ کر دیا ہو۔
"وہ کچن میں بے ہوش اور بندھا ہوا پڑا ہے"...... مارٹن نے
جواب دیا اور عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"تو تم خالی ہاتھ نہیں آئے تھے۔ میرا مطلب ہے شکریہ کے طور
پر بے ہوشی کا تحفہ ساتھ لائے تھے۔ بہت شکریہ"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"عمران تمہارا خیال تھا کہ ہم شکست کھا کر واپس چلے جائیں گے
لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ پرائنڈ گروپ کے ایجنٹ کسی صورت
ناکام واپس نہیں جاتے۔ یہ ان کی تربیت میں شامل نہیں ہے کہ وہ
ناکام واپس جائیں اور اب چونکہ یہ بات مسلمہ ہے کہ فارمولا
تمہارے پاس ہے اس لئے ہم فارمولا لینے آئے ہیں۔ ہم نے تمہارے
فلیٹ کو اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ اس میں واقعی تم نے بہترین
حفاظتی الارم نصب کرایا ہوا ہے۔ ہم نے اس حفاظتی الارم کو آف
کر دیا ہے اور ساتھ ہی فلیٹ کو ساؤنڈ پروف بھی کر دیا ہے اس لئے
تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم مجھے فارمولا دے دو۔ ہمارا وعدہ کہ
جس طرح تم ہمیں زندہ لیکن بندھا ہوا چھوڑ کر چلے گئے تھے اسی
طرح ہم بھی تمہیں بندھا ہوا لیکن زندہ چھوڑ کر چلے جائیں گے"۔
سیلی نے کہا۔
"تم لوگ جنات پر یقین رکھتے ہو"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا تو دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت
کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"جنات پر۔ کیا مطلب"...... سیلی نے کہا۔
"فارمولا یہاں فلیٹ پر نہیں ہے اور میں بندھا ہوا ہوں۔ اب تم

خود بتاؤ کہ اس حالت میں تمہیں یہ فارمولا کیسے لا کر دے سکتا ہوں۔ یہ کام جنات تو شاید کر سکتے ہیں انسان نہیں کر سکتے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کے ناخن غیر محسوس انداز میں رسیاں کاٹنے میں مصروف تھے۔ عمران نے وہاں موجود سامان سے اپنے اور ٹائیگر کے اترے ہوئے ناخنوں کے سیٹ اٹھا لئے تھے اور ٹائیگر کا سیٹ ٹائیگر کو دے دیا تھا جبکہ اپنا سیٹ اس نے کار میں ہی اپنے ناخنوں میں لگا لیا تھا اور ان دونوں کو شاید اس بات کا خیال تک نہ تھا ورنہ وہ لازماً اسے ہوش میں لانے سے پہلے اس کے ناخنوں سے بلیڈ بہرحال اتار لیتے۔ ویسے سیلی اور مارٹن نے اس کی کرسی کو بڑے صوفے کے ساتھ رسی سے اچھی طرح باندھ رکھا تھا۔ شاید ان کے ذہن میں وہ منظر موجود تھا جب عمران نے بندھا ہونے کے باوجود ان پر حملہ کر دیا تھا اور سچوئیشن تبدیل کر دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ تم کیا کرتے ہو اور کیا نہیں۔ مجھے ابھی اور اسی وقت فارمولا چاہئے"...... سیلی نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس کام کے لئے میرے فلیٹ کا انتخاب کیوں کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ یقیناً ہماری نگرانی کر رہے ہوں گے لیکن وہ ظاہر ہے یہاں کے بارے میں پریشان نہیں ہو سکتے"...... سیلی نے جواب دیا تو عمران

کے چہرے پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"گڈ۔ ذہانت واقعی کسی کی میراث نہیں ہوتی۔ لیکن یہاں فون بہت آتے رہتے ہیں اور پھر نگرانی کرنے والے بھی تمہاری یہاں زیادہ دیر موجودگی پر پریشان ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں تمہارے ذہن میں کیا پلان ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ باتیں ہم بعد میں سوچیں گے۔ ویسے تم نے یہ بات کر کے مجھے بتا دیا ہے کہ ہمارے پاس وقت کم ہے"...... سیلی نے کہا۔

"میڈم۔ یہ واقعی وقت ضائع کر رہا ہے۔ شاید اسے کسی کی آمد کا انتظار ہے"...... مارٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ریوالور لے کر اس کے قریب کھڑے ہو جاؤ اور ریوالور کی نال اس کی کنپٹی سے لگا دو۔ میں دس تک گنوں گی اگر اس نے فارمولا دے دیا یا فارمولا دینے کا قابل عمل اور محفوظ پلان دے دیا تو ٹھیک ورنہ اسے گولی مار دینا۔ فارمولا ہم خود ہی تلاش کر لیں گے"...... سیلی نے کہا۔

"ارے ارے۔ اگر تم خود فارمولا تلاش کر سکتی ہو تو پھر مجھ غریب کی جان کیوں لیتی ہو۔ میرا خیال ہے کہ لفظ خواہ مخواہ ایسے ہی موقعوں پر بولا جاتا ہے"...... عمران نے کہا لیکن مارٹن اٹھا اور وہ ریوالور کی نال عمران کی کنپٹی سے لگا کر کھڑا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی سیلی نے باقاعدہ گنتی شروع کر دی۔

"سنو۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہے کہ میں یہاں بیٹھے بیٹھے تمہیں

فارمولا دے دوں گا"...... عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ اس نے ان دونوں کے چہروں پر چھا جانے والی سفاکی کے تاثرات محسوس کر لئے تھے۔

"چلو تم اپنے مقدس کلام کی قسم کھا کر وعدہ کرو کہ تم فارمولا یا اس کی کاپی ہمیں دو گے اور ہماری واپسی میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالو گے"...... سیلی نے کہا۔

"میں قسمیں کھانے کا عادی نہیں ہوں اور یہ بات بھی سن لو کہ میں یہ فارمولا کسی صورت میں تمہیں نہیں دے سکتا۔ یہ میرے ملک کی ملکیت ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر میں گنتی شروع کر رہی ہوں اور یہ سن لو کہ ہم نے تمہیں واقعی گولی مار دینی ہے۔ ہم یہ بات طے کر کے آئے ہیں"...... سیلی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مار دو گولی۔ اگر میری موت تمہارے ہاتھوں لکھی ہوئی ہے تو مجھے کوئی طاقت نہیں بچا سکتی ورنہ تم مجھے کسی صورت میں ہلاک نہیں کر سکتے"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سیلی نے اٹھ کر رسیور اٹھایا اور عمران کے کان سے لگا دیا۔

"حقیر فقیر پر تقصیر۔ ہیچ مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ دراصل وقت

حاصل کرنا چاہتا تھا کیونکہ کسی حد تک وہ رسیاں کاٹ چکا تھا لیکن ظاہر ہے رسیاں پوری کرسی پر اس کے جسم کے گرد باندھی گئی تھیں اس لئے وہ رسیاں کاٹ لینے کے باوجود فوری طور پر کچھ نہیں کر سکتا تھا اس لئے وہ زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کر لینا چاہتا تھا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس آپ نے فلیٹ کا حفاظتی نظام آن کر دیا ہے۔ کیا آپ کو باہر سے کوئی خطرہ ہے اگر ایسا ہے تو آپ اس کی تفصیل مجھے بتا دیں تاکہ میں اس کا خاص طور پر خیال رکھوں۔ ویسے صفدر اور کیپٹن شکیل بھی نگرانی کر رہے ہیں"...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"باہر سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میرے ان دونوں سے خصوصی مذاکرات ہو رہے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ ان مذاکرات کو باہر سے مانیٹر کیا جا سکے۔ تم بے فکر رہو اور صفدر اور کیپٹن شکیل کو بھی میری طرف سے کہہ دو کہ وہ آرام کریں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران کے اشارہ کرنے پر سیلی نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"تم نے اچھا کیا کہ ٹائیگر کو کوئی اشارہ نہیں دیا ورنہ تم زندہ نہ رہتے"...... سیلی نے کہا۔

"ایسا اشارہ کرنے کی حماقت میں کیسے کر سکتا تھا۔ جب تک وہ کوئی کارروائی کرتا مارٹن ٹریگر دبا چکا ہوتا"...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"بولو عمران۔ اب واقعی ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ چلو تم مجھے یہ بتا دو کہ فارمولا اس وقت کہاں ہے۔ لیکن سچ بولنا۔ سمجھے"۔ سیلی نے کہا۔

"فارمولا حکومت کے پاس پہنچ چکا ہے۔ سیکرٹری وزارت سائنس کے پاس۔ وہ اس پر لیبارٹری میں کام کرائیں گے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کون ہے سیکرٹری۔ اس کا نام اور کہاں رہتا ہے"...... سیلی نے کہا تو عمران نے اسے ٹاپ آفیسرز کالونی کا پتہ اور سیکرٹری کا نام بتا دیا۔

"اوکے اب تم چھٹی کرو۔ مارٹن فائر کرو"...... سیلی نے یکلخت تیز لہجے میں کہا تو اس سے پہلے کہ سیلی کا فقرہ ختم ہوتا عمران نے یکلخت سر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو مارٹن کا ریوالور والا ہاتھ ایک جھٹکے سے سائیڈ پر ہوا ہی تھا کہ عمران نے رسیوں سے ہاتھ نکالنے کی کوشش کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ لیکن اسی لمحے ریوالور کا دھماکہ ہوا اور عمران کو ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں محسوس ہوا کہ کوئی گرم سلاخ اس کی گردن میں اترتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کا سانس اس کے حلق میں رک گیا اور ساتھ ہی اس کا ذہن پھر گہری تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا اور عمران کے ذہن میں آخری احساس یہ ابھرا تھا کہ اس کا آخری وقت بہرحال آ گیا ہے۔

سیکرٹری سائنس احسان اللہ خان آج آفس نہیں گئے تھے کیونکہ دو دن پہلے انہیں بخار ہوا تھا اور گو بخار تو اتر گیا تھا لیکن ڈاکٹر نے انہیں بیڈ ریسٹ کا مشورہ دیا تھا اس لئے آج انہوں نے آفس سے چھٹی لے لی تھی حالانکہ گذشتہ دنوں وہ بخار کے باوجود آفس میں کام کرتے رہے تھے لیکن آج صبح جب ڈاکٹر انہیں چیک کرنے آیا تو اس نے انہیں سختی سے بیڈ ریسٹ کا مشورہ دیا جس کے نتیجے میں احسان اللہ خان نے بھی یہی سوچا کہ واقعی آج آرام کر لیں کیونکہ آج آفس میں کوئی ایسا ضروری اور ایمرجنسی کام بھی نہ تھا جس کی وجہ سے ان کا آفس جانا لازمی ہوتا۔ اس وقت وہ کوٹھی میں اپنے دو ملازموں کے ساتھ اکیلے تھے۔ وہ اپنے بیڈ روم میں بیڈ پر لیٹے ہوئے ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھے کہ دروازہ کھلا اور ان کا خاندانی ملازم اندر داخل ہوا۔

"سر دو ایکریمی آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ آپ سے ملنے کے لئے ایکریمیا سے آئے ہیں اور انہوں نے فوراً واپس جانا ہے۔ وہ آپ کے لئے کوئی خصوصی پیغام لے کر آئے ہیں"...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن تمہیں تو معلوم ہے کہ میں آفس کے علاوہ کسی ملاقاتی سے نہیں ملا کرتا۔ جاؤ انہیں کہہ دو کہ وہ کل آفس آ جائیں"...... احسان اللہ خان نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں نے یہ بات انہیں کہی تھی لیکن ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے فوری واپس جانا ہے"...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"نجانے یہ کیسے لوگ ہیں۔ جس وقت جی چاہا منہ اٹھائے چلے آتے ہیں۔ اوہ۔ لیکن چیک پوسٹ والوں نے ان کی آمد پر فون کیوں نہیں کیا۔ انہیں کیوں ایسے بھجوا دیا ہے"...... احسان اللہ خان نے چونک کر ایک خیال کے تحت کہا۔ ملازم نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ سر جھکائے خاموش کھڑا رہا۔

"انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ میں آ رہا ہوں"...... احسان اللہ خان نے کہا اور ملازم سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ احسان اللہ خان نے رسالہ ایک طرف تپائی پر رکھا اور پھر بیڈ سے اٹھ کر ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لباس تبدیل کر کے باہر آئے اور پھر بیڈ روم سے نکل کر راہداری میں آئے اور اس سے گزر کر باہر برآمدے میں پھر سائیڈ پر موجود ڈرائینگ روم

کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ڈرائینگ روم کے دروازے کے سامنے پردہ موجود تھا۔ انہوں نے پردہ ہٹایا اور جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے اچانک ہی ان کے سر پر جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی ہو اور ان کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ لڑکھڑا سے گئے۔ اسی لمحے دوبارہ ان کے سر پر دھماکہ ہوا اور اس بار ان کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جب تاریکی میں آہستہ آہستہ روشنی پھیلی اور ان کی آنکھیں کھلیں تو انہوں نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے ان کا ذہن یہ دیکھ کر الجھ گیا کہ وہ کرسی پر رسیوں سے بندھے ہوئے بیٹھے تھے اور ایک ایکریمی مرد ہاتھ میں تیز دھار چھری اٹھائے ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا جبکہ ایک نوجوان ایکریمی عورت سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا مطلب۔ تم کون ہو اور یہ تم نے کیا کر دیا ہے"...... احسان اللہ خان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ انہیں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خواب دیکھ رہے ہوں۔

"تم سیکرٹری سائنس ہو۔ تمہارے پاس ڈاکٹر عبدالجبار کا الیکٹرونک آئی کا فارمولا موجود ہے۔ ہمیں وہ فارمولا چاہئے ابھی اور اسی وقت۔ ہم یہ بھی بتا دیں کہ تمہارے دونوں ملازم ہلاک ہو چکے ہیں کیونکہ ہمیں ان کی طرف سے مداخلت کا خطرہ تھا۔ لیکن ہم تمہیں زندہ چھوڑ سکتے ہیں اگر تم یہ فارمولا ہمیں دے دو"...... اس عورت نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو احسان اللہ خان بے اختیار چونک

پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تمہیں کیسے علم ہوا کہ فارمولا میرے پاس ہے۔ میرے پاس تو نہیں ہے"...... احسان اللہ خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مارٹن اس کی ایک آنکھ نکال دو۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے"۔ سیلی نے کہا تو دوسرے لمحے اس نے اس آدمی کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھومتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی ان کے حلق سے بے اختیار طویل چیخ نکل گئی۔ ان کی آنکھ میں جیسے کوئی تیز دھار چیز گھستی ہوئی محسوس ہوئی اور اس تکلیف کی شدت سے ان کا ذہن تاریک پڑ گیا۔ لیکن پھر ایک جھٹکے سے ان کا ذہن دوبارہ روشن ہوا لیکن اس کے ساتھ ہی ان کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی اور انتہائی تیز درد انہیں آنکھ میں محسوس ہو رہا تھا۔

"یہ کیا کیا تم نے۔ کیا کیا تم نے"...... احسان اللہ خان نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ انہیں بہرحال یہ احساس ہو گیا تھا کہ ان کی ایک آنکھ نکال دی گئی ہے اور اس احساس سے ہی ان کے ذہن میں انتہائی خوفناک دھماکے ہونے شروع ہو گئے تھے۔

"فارمولا دے دو اور اپنی جان بچا لو ورنہ دوسری آنکھ اور پھر ناک اور کان اور اس طرح جسم کا ایک ایک حصہ کاٹ دیا جائے گا"۔ اس عورت نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے مت مارو۔ پلیز مجھے مت مارو۔ فارمولا لے لو وہ میرے گھر

کے آفس کے خفیہ سیف میں موجود ہے۔ وہ میں آفس سے لے آیا تھا تاکہ میں اسے آج صبح ایم ایس لیبارٹری پہنچا دوں لیکن میں بیمار تھا پھر ڈاکٹر نے مجھے بیڈ ریسٹ کے لئے کہہ دیا۔ پلیز مجھے مت مارو۔ فارمولا لے لو۔ مجھے مت مارو"۔ ڈاکٹر احسان اللہ خان کے منہ سے جیسے الفاظ خود بخود نکلتے چلے جا رہے تھے۔ وہ یقیناً خوفزدہ ہو چکے تھے۔

"کہاں ہے تمہارا آفس اور اس سیف کے بارے میں پوری تفصیل بتاؤ اور یہ سن لو کہ اگر تم نے کوئی چکر چلانے کی کوشش کی تو پھر تمہارا حشر انتہائی عبرت ناک ہو گا"...... اس عورت نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ مجھے چھوڑ دو۔ مجھے مت مارو۔ فارمولا لے لو"۔ ڈاکٹر احسان اللہ خان کی حالت واقعی خراب ہوتی جا رہی تھی۔ آنکھ نکلنے کے احساس نے انہیں یقیناً انتہائی خوفزدہ کر دیا تھا۔

"پھر سچ سچ بتا دو"...... اس عورت نے کہا تو احسان اللہ خان نے پوری رفتار سے ساری تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"جاؤ مارٹن وہ فارمولا لے آؤ"...... اس عورت نے کہا تو مارٹن نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی خون آلود چھری احسان اللہ خان کی گود میں رکھی اور تیزی سے مڑ کر ڈرائینگ روم سے باہر نکل گیا۔

"تم۔ تم کون ہو"...... احسان اللہ خان نے کہا۔

"خاموش رہو"...... اس عورت نے غراتے ہوئے کہا تو احسان اللہ خان نے بے اختیار دانت بھینچ لئے۔ اس کے ذہن میں آندھیاں

سی چل رہی تھیں اور دل اس قدر دھڑک رہا تھا جیسے ابھی سینہ توڑ کر باہر آجائے گا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ آدمی مارٹن اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل اور ایک مائیکرو فلم تھی۔

"یہ مل گیا ہے میڈم"...... مارٹن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے چیک کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ پھر مسئلہ بن جائے"...... اس عورت جسے میڈم کہا گیا تھا، نے مارٹن سے کہا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے مادام۔ یہ اصل فارمولا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ یہاں آنے سے پہلے میں نے اس پر باقاعدہ سائنس دان سے ڈسکس کی تھی"...... مارٹن نے کہا۔

"اوکے۔ آؤ پھر چلیں۔ اسے ختم کر دو"...... میڈم نے ہاتھ بڑھا کر فائل اور مائیکرو فلم مارٹن کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ احسان اللہ خان کچھ سمجھتے اس مارٹن کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور نظر آیا اور دوسرے لمحے چٹک کی آواز کے ساتھ ہی ان کے حلق سے بے اختیار ایک چیخ سی نکل گئی۔ انہیں محسوس ہوا تھا کہ ان کے سینے میں کوئی جلتی ہوئی لوہے کی سلاخ اترتی چلی گئی ہو اور اس کے ساتھ ہی ان کا سانس ان کے حلق میں جیسے پھنس سا گیا۔ انہوں نے سانس نکالنے کی کوشش کی لیکن ان کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا اور ان کے تمام احساسات جیسے کسی سیاہ پردے کے پیچھے غائب سے ہو گئے۔

سپیشل ہسپتال میں سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم سلیمان، جوزف اور جوانا کے ساتھ موجود تھی۔ وہ سب ہسپتال کے برآمدے میں انتہائی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں ٹہل رہے تھے۔ ان سب کے چہرے بری طرح لٹکے ہوئے تھے۔ آنکھیں سوجی ہوئی تھیں اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ سب طویل عرصہ تک روتے رہے ہوں۔ ایک سائیڈ پر پڑے بنچ پر جوزف سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ وہ سب گزشتہ چھ گھنٹوں سے یہاں موجود تھے اور اب تو ان کی یہ حالت تھی کہ وہ سجدے میں رو رو کر اور دعائیں مانگ مانگ کر جیسے تھک سے گئے تھے۔ اس برآمدے کے آخر میں کمرے کا دروازہ تھا جس میں عمران موجود تھا اور ڈاکٹر صدیقی کے ساتھ چار اور ڈاکٹر بھی وہاں موجود تھے۔ یہ سب دارالحکومت کے انتہائی معروف ڈاکٹر تھے۔ عمران کو اس کے فلیٹ

سے انتہائی خطرناک حالت میں یہاں لایا گیا تھا۔ اس کی گردن میں گولی لگی تھی جو اس کی گردن کو کاٹ کر دوسری طرف سے نکل گئی تھی لیکن اس کی شہ رگ کو انتہائی خطرناک حد تک مضروب کر گئی تھی۔ یہ تو پھر بھی اللہ کا کرم ہو گیا تھا کہ صفدر اور کیپٹن شکیل اس سیلی اور مارٹن کے فلیٹ سے جانے کے فوراً بعد فلیٹ میں آ گئے تھے کیونکہ وہ دونوں بھی سیلی اور مارٹن کے فلیٹ میں موجودگی کے دوران فلیٹ کا حفاظتی نظام آن ہونے پر الجھے ہوئے تھے اور یہ بات ان کے حلق سے نہیں اتر رہی تھی۔ ٹائیگر بھی وہاں موجود تھا اور گو اس نے ان دونوں کو آکر بتا دیا تھا کہ اس نے عمران کو پبلک فون بوتھ سے کال کر کے اس بارے میں معلوم کیا ہے اور ان دونوں کے بارے میں بتایا ہے اور عمران نے کہا ہے کہ وہ ان سے ضروری مذاکرات میں مصروف ہیں اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں جا کر آرام کریں لیکن اس کے باوجود نجانے کیا بات تھی کہ انہیں اس پر بے حد حیرت ہو رہی تھی۔ جب تک سیلی اور مارٹن اندر رہے انہوں نے مداخلت مناسب نہ سمجھی تھی لیکن ان دونوں کے فلیٹ سے جاتے ہی وہ دونوں فلیٹ پر پہنچے تاکہ عمران سے اس بارے میں بات کر سکیں لیکن دروازہ کھلا ہوا تھا اور پھر وہ اندر داخل ہوئے تو انہوں نے عمران کو ڈرائینگ روم میں کرسی پر بندھا ہوا دیکھا۔ اس کی گردن سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا اور وہ یہ دیکھ کر جیسے ساکت سے ہو گئے۔ کیپٹن شکیل نے جلدی سے ایک پردہ کھینچ کر اس کو

تہہ کر کے زخم پر رکھ کر دبا دیا جبکہ صفدر نے رسیاں علیحدہ کیں اور پھر وہ اسے انتہائی رفتار سے اٹھائے فلیٹ سے نیچے آئے اور اپنی کار میں ڈال کر سیدھے سپیشل ہسپتال پہنچ گئے جہاں ڈاکٹر صدیقی نے جب عمران کی یہ حالت دیکھی تو وہ بھی خوف سے چیخ پڑا۔ عمران کو فوری طور پر آپریشن تھیٹر میں منتقل کر دیا گیا اور ڈاکٹر صدیقی ایک گھنٹے تک آپریشن تھیٹر میں عمران کی گردن کے زخم کا آپریشن کرتے رہے۔ اس دوران صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں پاگلوں کے سے انداز میں آپریشن تھیٹر کے سامنے برآمدے میں بیٹھے انتہائی خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے عمران کی صحت یابی اور بچ جانے کی دعائیں مانگتے رہے کیونکہ انہوں نے عمران کی جو حالت دیکھی تھی اور جس حالت میں وہ اسے یہاں لائے تھے اس کی وجہ سے ان کے دل بجھ سے گئے تھے۔ انہیں جیسے یقین سا آ گیا تھا کہ اب عمران کے بچنے کے چانس نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن چونکہ عمران نے اپنے ساتھیوں کی تربیت اس انداز میں کی ہوئی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی کو کفر سمجھتے تھے اس لئے وہ مسلسل اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ جب ڈاکٹر صدیقی آپریشن تھیٹر سے باہر آئے تو ان کا لٹکا ہوا اور بجھا ہوا چہرہ دیکھ کر تو حقیقتاً ان دونوں کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اچانک انہیں خلا میں پھینک دیا ہو۔ لیکن ڈاکٹر صدیقی کی آواز ان کے کانوں میں پہنچی کہ عمران زندہ ہے تو ان کے ڈوبتے ہوئے دل

جیسے اچھل کر دلدل سے باہر آ گئے ہوں۔ لیکن ڈاکٹر صدیقی نے جب بتایا کہ آپریشن تو کر دیا گیا ہے لیکن عمران کی حالت انتہائی مخدوش ہے اور کسی بھی لمحے کچھ ہو سکتا ہے اور وہ بڑے ڈاکٹروں کا پورا بورڈ طلب کر رہے ہیں تو ان کے دل ایک بار پھر ڈوب سے گئے۔ پھر صفدر نے آفس جا کر سب سے پہلے چیف کو فون کر کے عمران کی حالت کے بارے میں بتایا اور اس کے بعد اس نے رانا ہاؤس فون کر کے جوزف کو اطلاع دی اور پھر جولیا کو فون کر کے اسے بھی اطلاع دے دی۔ نجانے کیا بات تھی کہ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ سب کو فون پر اطلاع دے دے اور وہ سب یہاں آ جائیں۔ شاید اس طرح وہ نفسیاتی سہارا چاہتا تھا اور اچانک اسے خیال آیا کہ فلیٹ میں تو سلیمان بھی ہو گا۔ وہ جب عمران کو لے کر آ رہے تھے تو سلیمان سامنے نہ آیا تھا اور نہ ہی انہیں اس وقت اس کا خیال آیا تھا۔ چنانچہ اس نے عمران کے فلیٹ پر فون کیا لیکن وہاں سے کوئی کال اٹنڈ نہ کر رہا تھا۔ جس پر صفدر کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجا دیا اور وہ کیپٹن شکیل کو لے کر واپس عمران کے فلیٹ پر پہنچا تو فلیٹ کا دروازہ ویسے ہی کھلا ہوا تھا اور پھر چیکنگ پر صفدر نے دیکھا کہ سلیمان باورچی خانے میں بے ہوش پڑا ہوا تھا اور اس کے جسم کو رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ وہ ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا لیکن اس کے سر پر ابھرا ہوا گومڑ دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے سر پر ضرب لگا کر بے ہوش کیا گیا تھا۔ اس نے اسے رسیوں سے آزاد کیا اور پھر

اس کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر کے وہ اسے ہوش میں لے آئے۔ جب سلیمان کو پوری طرح ہوش آ گیا تو صفدر نے اسے عمران کے بارے میں بتایا تو سلیمان بے اختیار دھاڑیں مار مار کر رونے لگ گیا لیکن صفدر نے اسے حوصلہ دیا اور پھر اس کے اصرار پر وہ اسے اپنے ساتھ کار میں بٹھا کر ہسپتال لے آیا۔ اس کے یہاں پہنچنے تک جوزف، جوانا اور سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم پہنچ چکی تھی۔ سر سلطان کو فون پر ڈاکٹر صدیقی نے اطلاع دے دی تھی اور وہ بھی آ کر عمران کو دیکھ کر واپس چلے گئے تھے۔ عمران کو اس دوران سپیشل روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا اور ڈاکٹروں کا بورڈ مسلسل ان کے کمرے میں موجود تھا۔ ڈاکٹر صدیقی نے انہیں صرف اتنا بتایا تھا کہ عمران کی حالت بے حد مخدوش ہے اور وہ زندگی اور موت کے درمیان پنڈولم کی طرح حرکت کر رہا ہے اور وہ بے بس ہیں۔ جو کچھ ان کے بس میں ہو سکتا تھا وہ انہوں نے کر دیا ہے اور اب بھی کر رہے ہیں لیکن اس کے بعد جو کچھ ہونا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا ہے اور ڈاکٹر صدیقی کی یہ باتیں سن کر ان سب کے دل دہل جاتے تھے۔ لیکن ظاہر ہے وہ بھی بے بس تھے۔ سوائے دعائیں مانگنے کے وہ کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔ ڈاکٹر صدیقی نے انہیں بتایا تھا کہ عمران کی گردن کا آپریشن کر کے اس کی سانس اور خوراک کی کٹی ہوئی نالی اور شہ رگ کو جوڑ دیا گیا ہے۔ گو اسے خون مسلسل لگایا جا رہا ہے لیکن اس کے باوجود آپریشن تھیٹر تک پہنچتے پہنچتے اس کا خون

اس قدر بہہ چکا تھا کہ نقاہت بے پناہ ہو گئی تھی اور پھر پوری ٹیم نے تب سے اب تک تقریباً چار گھنٹوں تک مسلسل سجدے کر کے اور دعائیں مانگ کر گزارے تھے۔ ان سب کی آنکھیں بھی رو رو کر سوج گئی تھیں لیکن ابھی تک کوئی خوشخبری انہیں سنائی نہ دے رہی تھی۔

"جوزف تم کیا کہتے ہو۔ تمہارے دیوتا کیا کر رہے ہیں۔ خدا کے لئے عمران کو مرنے سے بچا لو"...... اچانک جولیا نے جوزف سے مخاطب ہو کر جذباتی سے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو۔ دیوتاؤں نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ میں نے عظیم وچ ڈاکٹر مشاگی کی منت کی ہے کہ وہ دیوتاؤں کو منا لے وہ سیاہ آنکھوں والے معبد کا سب سے بڑا پجاری ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ دیوتاؤں کو منا لے گا لیکن ابھی تک دیوتاؤں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا اور تم مجھ سے کوئی بات مت کرو مجھے اس کی منت کرنے دو"...... جوزف نے انتہائی گھمبیر سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر سر جھکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

"یا اللہ تو رحیم و کریم ہے۔ تو عمران کو نئی زندگی بخش دے۔ تو قادر مطلق ہے تو ہی زندگی دینے والا ہے۔ تو ہی زندگی دینے والا ہے"...... جولیا نے بے اختیار روتے ہوئے اور ہچکیاں لے لے کر کہنا شروع کر دیا۔

"اللہ تعالیٰ ضرور مہربانی کرے گا جولیا۔ وہ بڑا رحیم و کریم ہے۔ حوصلہ کرو"...... صفدر نے جولیا سے کہا لیکن جولیا نے اس کی ایک

نہ سنی۔

"اوہ۔ اوہ۔ عظیم وچ ڈاکٹر مشاگی کامیاب ہو گیا۔ دیوتاؤں نے باس کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ اوہ۔ اب باس بچ جائے گا۔ اب باس زندہ رہے گا"...... اچانک جوزف نے جیسے چیختے ہوئے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"جو کچھ بھی ہے ہماری تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے"۔ سب نے بیک آواز ہو کر کہا۔ پھر اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا۔ انہیں ایک لمحے کے لئے تو محسوس ہوا کہ جیسے اندر سے تیز تیز باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی ہوں اور یہ بات محسوس کرتے ہی ان کی خراب حالت انتہائی بدتر ہونے لگی ہی تھی کہ ڈاکٹر صدیقی باہر آ گئے۔ ان کا چہرہ دیکھ کر ان کے دل بے اختیار اچھلنے لگے کیونکہ ڈاکٹر صدیقی کا ستا ہوا چہرہ اب پھول کی طرح کھلا ہوا تھا۔

"مبارک ہو۔ ہم سب کی دعائیں اللہ تعالیٰ نے سن لی ہیں۔ اس نے اپنی رحمت کر دی ہے۔ عمران اب خطرے کی حالت سے باہر آ گیا ہے۔ اب دوا نے کام کرنا شروع کر دیا ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا اور اس کے ساتھ کئی ساتھی بے اختیار وہیں برآمدے میں ہی سجدے میں گر گئے جبکہ باقی سب نے ڈاکٹر صدیقی کو گھیر لیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا واقعی ڈاکٹر صاحب"...... صفدر نے بے اختیار ڈاکٹر صدیقی کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں سر سلطان اور چیف کو اطلاع دے دوں۔ وہ انتہائی بے چینی سے اطلاع کے منتظر ہیں"۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گئے تو سب نے بے اختیار اطمینان بھرے طویل سانس لئے۔ ان سب کے چہرے نہ صرف کھل اٹھے تھے بلکہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں مصروف ہو گئے تھے۔ یہ واقعی اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمت تھی کہ اس نے عمران کو یقیناً نئی زندگی بخش دی تھی۔

ٹائیگر انتہائی پریشانی کے عالم میں مین مارکیٹ کے ایک چوک پر کھڑا تھا۔ سیلی اور مارٹن کا تعاقب کرتے ہوئے وہ مین مارکیٹ آیا تھا لیکن پھر اسے کار پارک کرنے میں وقت لگ گیا اور وہ دونوں اس دوران کہیں غائب ہو گئے۔ سیلی اور مارٹن دونوں عمران کے فلیٹ سے نکل کر ایک ٹیکسی میں بیٹھے اور پھر ٹائیگر نے اپنی کار میں ان کا تعاقب کیا تھا اور پھر وہ تو ٹیکسی سے اتر کر مارکیٹ میں داخل ہو گئے جبکہ ٹائیگر کو وہاں کار پارک کرنے کے لئے جگہ ڈھونڈنے میں کچھ دیر ہو گئی تھی۔ اس کے بعد اس نے گو اپنی طرف سے پوری مارکیٹ چھان ماری تھی، تمام ہوٹل اور کیفے دیکھ لئے تھے لیکن وہ دونوں اسے کہیں نظر نہ آرہے تھے اور وہ اس وقت پریشانی کے عالم میں ایک چوک پر کھڑا یہ سوچ رہا تھا کہ کیا وہ عمران کو فون کر کے اسے بتا دے کہ وہ انہیں کھو چکا ہے یا انہیں پہلے تلاش کرے اور جب وہ مل

جائیں تو پھر عمران کو فون کرے لیکن پھر اسے اچانک خیال آیا کہ سیلی اور مارٹن نے تو عمران سے باقاعدہ اس کے فلیٹ میں مذاکرات کئے تھے اس لئے اب تو ان کی نگرانی کا کوئی جواز نہیں بنتا لیکن چونکہ عمران نے اسے خصوصی طور پر نگرانی سے نہیں روکا تھا اس لئے وہ ان کی نگرانی کے لئے ان کے پیچھے چل پڑا تھا لیکن اب وہ انہیں کھو چکا تھا۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ عمران سے بات کرے۔ چنانچہ وہ ویسے ہی ایک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے عمران کے فلیٹ پر کال کی لیکن دوسری طرف سے کافی دیر تک جب گھنٹی بجنے کے باوجود کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو اس نے رسیور رکھ دیا اور فون بوتھ سے باہر آ گیا۔ وہ یہی سمجھا تھا کہ ان دونوں کے فلیٹ سے جانے کے بعد عمران بھی فلیٹ سے نکل گیا ہے اور سلیمان بھی شاید مارکیٹ چلا گیا ہے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ پہلے انہیں تلاش کرے پھر عمران کو دوبارہ کال کرے گا۔ چنانچہ تقریباً پانچ چھ گھنٹوں تک وہ پورے دارالحکومت میں گھومتا رہا۔ اس نے وہ تمام ہوٹل چیک کر لئے تھے جہاں غیر ملکی جا سکتے تھے یا رہائش رکھ سکتے تھے۔ وہ دونوں کوٹھیاں بھی اس نے احتیاطاً چیک کر لی تھیں جن میں وہ دونوں رہے تھے لیکن اس کی ساری بھاگ دوڑ بے کار رہی تھی۔ اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا کہ وہ ایئر پورٹ چیک کرے۔ شاید وہ دونوں ایئر پورٹ نہ پہنچ گئے ہوں۔ چنانچہ وہ ایئر پورٹ پہنچ گیا لیکن یہاں پر وہ دونوں اسے کہیں نظر نہ آئے۔ اس نے ان چھ سات

گھنٹوں کے دوران جانے والی فلائٹس کے مسافروں کی فہرست بھی چیک کر لی تھی لیکن ان میں سیلی یا کیتھی اور مارٹن کے نام موجود نہ تھے۔ ٹائیگر حیران تھا کہ آخر وہ دونوں کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ اس وقت وہ ایئر پورٹ کی پارکنگ سے کار لے کر واپس آ رہا تھا کہ اچانک اسے خیال آیا کہ آخر یہ دونوں عمران کے فلیٹ سے نکل کر سیدھے مین مارکیٹ کیوں گئے تھے اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا کہ یقیناً انہوں نے وہاں میک اپ کا سامان اور لباس خریدا ہو گا اور کسی ہوٹل میں کمرے لے کر انہوں نے لباس اور میک اپ تبدیل کئے ہوں گے اس لئے وہ اسے کہیں نظر نہ آئے تھے۔ لیکن مسئلہ پھر وہی تھا کہ اس خیال کے باوجود وہ اب انہیں کیسے تلاش کرے۔ پھر اسے خیال آیا کہ وہ مین مارکیٹ میں رہائشی ہوٹلوں سے معلومات حاصل کرے کیونکہ اگر انہوں نے میک اپ اور لباس تبدیل کئے ہوں گے تو کمرے لیتے ہوئے بہرحال وہ اس میک اپ اور لباس میں ہوں گے جس میں ٹائیگر نے انہیں دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ واپس مین مارکیٹ پہنچا اور پھر اتفاق تھا کہ ایک ہوٹل میں کاؤنٹر مین نے جو اس کا واقف تھا اسے بتا دیا کہ مس سیلی اور مارٹن نے یہاں ایک کمرہ کرائے پر لیا تھا اور وہ دونوں اس کے بعد باہر نہیں گئے تو ٹائیگر نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا اور پھر وہ کاؤنٹر مین سے کمرہ اور منزل کا پوچھ کر دوسری منزل پر کمرہ نمبر دو سو اٹھارہ کے سامنے پہنچ گیا۔ کمرے کے باہر لگی ہوئی نیم پلیٹ پر سیلی اور

مارٹن کے نام کا کارڈ موجود تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ ان سے ملے یا نہیں۔

"آپ ٹائیگر صاحب"...... اچانک اسے اپنے عقب سے ایک آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ یہ ویٹر تھا جو پہلے انٹرنیشنل ہوٹل میں کام کرتا تھا اور ٹائیگر سے اس کی اچھی خاصی دوستی تھی۔

"ہاں۔ کیا تم دوسری منزل پر ڈیوٹی دے رہے ہو شہباز"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"جی ہاں"...... شہباز نے جواب دیا۔

"یہ سیلی اور مارٹن کیا کمرے میں موجود ہیں یا نہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"جی انہیں ہونا تو کمرے میں چاہئے کیونکہ وہ باہر نہیں آئے اور حیرت انگیز بات ہے کہ انہوں نے اب تک کوئی آرڈر بھی نہیں دیا حالانکہ ان کے دو ایکریمی مہمان بھی آکر جا چکے ہیں"...... شہباز نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

"مہمان آکر چلے گئے ہیں۔ کیسے معلوم ہوا تمہیں۔ جب تمہیں آرڈر ہی نہیں ملا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جب میں سروس کرنے کے لئے نیچے گیا تھا۔ پھر واپس آیا تو میں نے ایک ایکریمی عورت اور ایک ایکریمی مرد کو ان کے کمرے سے نکل کر لفٹ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ مجھے احساس ہوا کہ میری عدم موجودگی میں ان کے مہمان آئے ہیں اور پھر چلے بھی گئے لیکن

مجھے آرڈر نہیں دیا گیا۔ میں خاموش رہا کیونکہ غیر ملکیوں کے بارے میں ہمیں محتاط رہنا پڑتا ہے"...... شہباز نے کہا۔

"اوہ۔ مجھے اب خود دیکھنا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا اور آگے بڑھ کر کھلے ہوئے دروازے پر دستک دی۔

"آپ کیا کر رہے ہیں جناب۔ وہ ناراض ہو جائیں گے"۔ شہباز نے کہا۔

"خاموش رہو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اندر نہیں ہیں"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناب گھمائی تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور ٹائیگر تیزی سے اندر داخل ہوا تو دوسرے لمحے وہ بے اختیار ٹھٹھک گیا کیونکہ ایک کمرے میں وہ لباس موجود تھے جو سیلی اور مارٹن نے پہنے ہوئے تھے اور وہاں میک اپ باکس بھی موجود تھا۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب۔ کیا وہ جا چکے ہیں۔ مگر"...... ویٹر شہباز جو ٹائیگر کے پیچھے اندر گیا تھا، نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ جلدی بتاؤ شہباز۔ ان دونوں کے حلیے جلدی بتاؤ۔ وہ بہت بڑے مجرم تھے۔ یہاں انہوں نے صرف میک اپ کیا اور لباس تبدیل کئے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجرم۔ مم۔ مم۔ مگر"...... شہباز نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو شہباز تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو کہ میں جو وعدہ کرتا ہوں وہ پورا کرتا ہوں اس لئے میرا وعدہ کہ تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک

بڑا سا نوٹ نکال کر شہباز کے ہاتھ میں دے دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ جناب اس کی ضرورت نہیں۔ میں تو ویسے بھی آپ کا کام کرتا ہوں"...... شہباز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے نوٹ اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

"ان جانے والوں کے حلیئے اور ان کے لباسوں کی تفصیل بتاؤ"...... ٹائیگر نے کہا تو شہباز نے اسے تفصیل بتا دی۔ ٹائیگر نے مختلف سوالات کر کے اس سے اپنے مطلب کی تفصیلات حاصل کر لیں تو وہ خاصا مطمئن ہو گیا۔ شہباز نے گو ان کو سرسری طور پر دیکھا تھا لیکن ٹائیگر ویٹرز کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھا۔ یہ لوگ مسافروں اور ان کے مہمانوں کو عقابی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ایک لمحے میں ان کا جائزہ لینے کے عادی ہوتے ہیں حتیٰ کہ یہ لوگ تو ان کی اصل معاشی پوزیشن بھی جانچ لیتے ہیں اس لئے ٹائیگر مطمئن تھا کہ شہباز نے غلط بیانی نہیں کی۔ اس نے شہباز کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ کمرے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا نیچے ہال میں پہنچا اور پھر وہ گیٹ کی سائیڈ میں موجود ٹیکسی ڈرائیور کے پاس پہنچ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ دونوں عمران کے فلیٹ سے ٹیکسی پر مین مارکیٹ پہنچے تھے۔ اس لئے یقیناً یہاں سے جانے کے لئے بھی انہوں نے ٹیکسی ہی استعمال کی ہو گی اور ان کی نفسیات کے مطابق قریب ترین سے ملنے والی ٹیکسی ہی انہوں نے انگیج کی ہو گی کیونکہ ان کے تو تصور میں بھی نہ ہو گا کہ ان کا میک اپ اور لباس کے بارے میں بھی معلومات

حاصل کی جا سکتی ہیں۔ انہیں قریب ترین ٹیکسی ہوٹل کی سائیڈ سے ہی مہیا ہو سکتی تھی اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد ٹائیگر اس ٹیکسی ڈرائیور کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا جس کی ٹیکسی میں یہ دونوں بیٹھے تھے۔ اسے بتایا گیا کہ ٹیکسی ڈرائیور جس کا نام سلامت ہے وہ ٹیکسی مالک کو واپس کرنے گیا ہے کیونکہ اس کا وقت ختم ہو گیا تھا۔ چنانچہ مالک کا پتہ معلوم کر کے ٹائیگر نے اپنی کار لی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ مالک کے پاس پہنچ گیا جو ایک آٹو موبائل ورکشاپ کا مالک تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ٹیکسیاں بھی شہر میں چلاتا تھا اور پھر وہاں اسے سلامت بھی مل گیا کیونکہ مالک بذات خود موجود نہ تھا اور سلامت نے مالک سے کوئی رقم لینی تھی جس کے لئے وہ مالک کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ سلامت ٹائیگر کو جانتا تھا کیونکہ وہ ٹیکسی ہوٹلوں اور کلبوں کے سامنے ہی روکتا اور استعمال کرتا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے معلوم کر لیا کہ سلامت اس ایکریمی جوڑے کو ہوٹل سے پک کر کے آفیسرز کالونی کی عقبی سڑک جس کا نام جمشید روڈ تھا لے گیا تھا اور وہ دونوں وہاں ڈراپ ہو گئے تھے اور پھر سلامت نے ہی بتایا کہ وہ آگے سے جا کر ٹیکسی کو موڑ کر جب واپس لے آیا تو اس نے ان دونوں کو عقبی طرف موجود ایمرجنسی دروازے کے گارڈ سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر گارڈ نے ان دونوں کو اندر بھجوا دیا تھا۔ ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ کار لے کر ٹاپ آفیسرز کالونی کے

عقبی طرف جمشید روڈ پر پہنچ گیا۔ وہاں وہ ایمرجنسی دروازہ موجود تھا لیکن اس وقت وہ بند تھا۔ ٹائیگر نے کار موڑی اور پھر وہ ٹاپ آفیسرز کالونی کے سامنے کے رخ پر واقع چیک پوسٹ پر پہنچ گیا۔

" میں نے کالونی کے عقبی دیوار میں موجود ایمرجنسی گیٹ کے گارڈ سے ملنا ہے۔ وہ وہاں موجود نہیں ہے"...... ٹائیگر نے کار سے اتر کر ایک سیکورٹی کے آدمی سے کہا۔

" اوہ۔ شام پانچ بجے کے بعد ایمرجنسی گیٹ بند کر دیا جاتا ہے اور گارڈ چھٹی کر کے چلا جاتا ہے۔ فضل خان اس کا نام ہے وہ اس وقت آپ کو سیکورٹی کوارٹرز میں ملے گا"...... اس سیکورٹی آفیسر نے جواب دیا۔

" سیکورٹی کوارٹرز کہاں ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا تو اس سیکورٹی آفیسر نے اسے سائیڈ پر موجود سیکورٹی کوارٹرز کے بارے میں بتانا شروع کر دیا تو ٹائیگر کار لے کر ادھر چلا گیا۔ اس نے کار کو کوارٹروں کے قریب سڑک کی سائیڈ پر روکا اور نیچے اتر کر اس نے وہاں موجود ایک آدمی سے فضل خان گارڈ کے کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر وہ اس کوارٹر کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر نے دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا اور ایک بڑی بڑی مونچھوں والا نوجوان دروازے پر نظر آیا۔

" جی صاحب"...... آنے والے نے حیرت بھری نظروں سے ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" تمہارا نام فضل خان ہے"...... ٹائیگر نے اس نوجوان سے پوچھا۔

" جی ہاں۔ مگر آپ کون ہیں"...... فضل خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے تم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں۔ میرا نام رضوان ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ اندر آ جائیں۔ میں اکیلا ہی رہتا ہوں۔ آ جائیں۔ فضل خان نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے اندر کی طرف مڑ گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے اندر چلا گیا۔ ایک کمرے میں ایک پلنگ اور دو کرسیاں موجود تھیں۔

" بیٹھیں جی۔ میں آپ کی کوئی خدمت تو نہیں کر سکتا۔ فضل خان نے کہا۔

" اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم صرف اتنا بتا دو کہ آج تم نے ایک ایکریمی جوڑے کو ایمرجنسی گیٹ سے کالونی میں داخل کرایا تھا وہ جوڑا کہاں گیا تھا"...... ٹائیگر نے کہا تو فضل خان بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" ج۔ جی۔ جی۔ م۔ م۔ میں نے تو ایسا نہیں کیا"...... فضل خان نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ اس میں کوئی گڑبڑ والی بات نہیں ہے۔ میرا تعلق ایکریمی سفارت خانے سے ہے۔ مجھے رپورٹ دینی ہے۔ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا"...... ٹائیگر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"جناب میں بہت چھوٹا سا آدمی ہوں۔ مجھے کہیں نوکری سے جواب نہ مل جائے"...... فضل خان نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ ایسا نہیں ہوگا۔ کسی کو معلوم ہی نہیں ہوگا کہ تم نے مجھے کیا بتایا ہے اور کیا نہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جناب دونوں ایکریمی سیکرٹری سائنس احسان اللہ خان کی کوٹھی پر گئے تھے"...... فضل خان نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"کیا وہ تمہیں بتا کر گئے تھے۔ انہوں نے کیا بتایا تھا۔ وہ چیک پوسٹ کی طرف سے کیوں نہیں گئے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جناب سیکرٹری صاحب کی فیملی باہر گئی ہوئی ہے اور ان کا ملازم اکثر عورتیں اس دروازے سے ان کے پاس لے جاتا رہتا ہے اور وہ ایکریمی لڑکی بھی نوجوان تھی اس لئے جناب یہ اب آپ خود ہی سمجھ جائیں"...... فضل خان نے سرگوشی کے انداز میں آنکھ دبا کر بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

"پھر ان کی واپسی ہوئی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ اب تو وہ کل صبح ہی واپس آئیں گے۔ آپ سمجھتے تو ہیں جناب"...... فضل خان نے ایک بار پھر پہلے جیسے انداز

میں کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اس وقت بھی وہ وہیں ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جناب میرے ہوتے ہوئے تو وہ واپس نہیں گئے اور ظاہر ہے کہ سامنے کے رخ سے وہ جا ہی نہیں سکتے کیونکہ ان کی انٹری وہاں ہوگی ہی نہیں اس لئے ظاہر ہے وہ کوٹھی میں ہی ہوں گے"۔ فضل خان نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم مطمئن رہو۔ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا"۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ واپس اپنی کار تک پہنچا اور پھر کار لے کر وہ دوبارہ سیدھا چیک پوسٹ پہنچ گیا۔ سیلی اور مارٹن کے اس طرح سیکرٹری سائنس کی کوٹھی پر جانے سے اس کے ذہن میں بے اختیار خطرے کی گھنٹی بجنے لگی تھی کیونکہ بہرحال وہ سائنسی فارمولے کی تلاش میں تھے اور سیکرٹری سائنس کا براہ راست ایسے فارمولے سے تعلق ہوتا تھا۔ گو اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ عمران نے فارمولا حاصل کر کے کہاں پہنچایا ہے لیکن اس کا اندازہ تھا کہ یہ فارمولا سیکرٹری سائنس کو ہی پہنچایا گیا ہو گا اس لئے اس کی چھٹی حس نے مسلسل خطرے کا سائرن بجانا شروع کر دیا تھا۔ چیک پوسٹ پر پہنچ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا چیف سیکورٹی آفیسر کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"جی فرمائیے"...... چیف سیکورٹی آفیسر نے اس کے اندر داخل

ہوتے ہی چونک کر پوچھا۔

"سیکرٹری سائنس احسان اللہ خان سے فون پر بات کرنی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"آپ کا تعارف"...... چیف سیکورٹی آفیسر نے چونک کر پوچھا۔

"میرا تعلق سپیشل پولیس سے ہے"...... ٹائیگر نے جیب سے ایک بیج نکال کر سیکورٹی آفیسر کو دکھاتے ہوئے کہا۔ اس نے ایسے ہی موقعوں کے لئے عمران سے یہ بیج لے کر اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔

"اوہ۔ لیکن سپیشل پولیس کو سیکرٹری صاحب سے کیا کام پڑ گیا ہے۔ وہ تو آج چھٹی پر ہیں۔ گذشتہ دنوں وہ بیمار تھے اس لئے ان کے ڈاکٹر نے انہیں بیڈ ریسٹ کے لئے کہا ہے"...... چیف سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

"مجھے ان کے بارے میں ایک اہم اطلاع ملی ہے اور میں نے اسے کنفرم کرنا ہے۔ آپ پلیز وقت مت ضائع کریں"...... ٹائیگر نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کا نام"...... چیف سیکورٹی آفیسر نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"رضوان"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور چیف سیکورٹی آفیسر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن دوسری طرف سے مسلسل گھنٹی بجتی رہی مگر کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔ چیف سیکورٹی آفیسر کے چہرے پر حیرت

کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب۔ کال کیوں اٹنڈ نہیں کی جا رہی۔ مجھے چیک کرنا ہو گا"...... چیف سیکورٹی آفیسر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے ایک سیکورٹی آفیسر اندر داخل ہوا۔

"جناب ایمرجنسی دروازہ کھلا ہوا ہے۔ میں گشت کرتا ہوا ادھر گیا تو وہ کھلا ہوا تھا جبکہ پہلے میں ادھر سے گزرا تھا تو وہ بند تھا"۔ اس ایک سیکورٹی آفیسر نے کہا تو چیف سیکورٹی آفیسر کے ساتھ ساتھ ٹائیگر بھی چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بہرحال یہ معاملہ میں دیکھتا ہوں۔ تم جیپ لے جاؤ اور سیکرٹری سائنس احسان اللہ خان کی کوٹھی میں جا کر معلوم کرو کہ وہاں سے فون کیوں اٹنڈ نہیں کیا جا رہا"...... چیف سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

"میں ان کے ساتھ جاؤں گا"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ بہرحال سرکاری آدمی ہیں اس لئے آپ بھی ساتھ چلے جائیں"...... چیف سیکورٹی آفیسر نے کہا تو ٹائیگر اس کا شکریہ ادا کر کے آفس سے باہر آ گیا۔

"ادھر میری کار موجود ہے اس میں چلتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو سیکورٹی آفیسر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار کالونی میں داخل ہو چکی تھی۔

"آپ نے کتنے وقفے کے بعد عقبی دروازہ دوبارہ چیک کیا تھا"۔

ٹائیگر نے پوچھا کیونکہ فیصل خان سے ملاقات سے پہلے وہ اسے خود بند دیکھ چکا تھا۔

"جی دو گھنٹے بعد۔ اتنی دیر گشت میں لگ ہی جاتی ہے"۔ سیکورٹی آفیسر نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر سیکورٹی آفیسر کے بتانے پر وہ مختلف سڑکوں سے گزر کر ایک بڑی سرکاری کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ ٹائیگر نے کار روکی اور نیچے اتر آیا۔ اس کے ذہن میں فون رسیو نہ کرنے اور ایمرجنسی دروازے کے اس طرح کھلے نظر آنے کی وجہ سے ایک خدشہ ابھر آیا تھا اور وہ اس کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کیا لیکن جب کچھ دیر تک کوئی جواب نہ ملا تو اس نے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کو دھکا دیا تو کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ ٹائیگر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے وہ سیکورٹی آفیسر بھی اندر آ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد سب کچھ سامنے آ گیا۔ دو ملازموں کی لاشیں ایک کمرے میں پڑی تھیں اور انہیں گولیاں ماری گئی تھیں جبکہ ڈرائینگ روم میں سیکرٹری سائنس کی لاش بھی مل گئی۔ ان کا جسم کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا تھا اور ایک آنکھ غائب تھی۔ انہیں بھی دل پر گولی ماری گئی تھی۔ سیکورٹی آفیسر تو یہ لاشیں دیکھ کر چیختا ہوا واپس بھاگ گیا تھا لیکن ٹائیگر نے پوری کوٹھی کی تلاشی لی تھی اور پھر اسے ایک آفس نما کمرے میں دیوار میں موجود سیف کھلا ہوا ملا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے سیف کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ سیف میں رقم اور

سرکاری کاغذات تھے اور کچھ نہ تھا۔ ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر مڑا اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑا لیکن اسی لمحے سیکورٹی آفیسر چند دوسرے افراد کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ گو سیکورٹی آفیسر نے اسے وہاں روکنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر نے دوبارہ آنے کا کہہ کر اس سے اجازت لی اور چند لمحوں بعد اس کی کار کالونی سے باہر جا کر ایک بار پھر عقبی طرف پہنچ گئی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کیا ہوا ہے۔ سیلی اور مارٹن عقبی طرف سے سیکرٹری سائنس کی کوٹھی میں گئے اور پھر انہیں ہلاک کر کے اور شاید سیف سے فارمولا لے کر دوبارہ عقبی دروازہ کھول کر باہر چلے گئے۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ انہیں فوری طور پر وہاں سے ٹیکسی نہ ملی ہو گی اس لئے کسی نہ کسی سے وہ ان کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتا تھا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ شاید وہ دونوں واپس مین مارکیٹ جائیں لیکن اس نے اپنا خیال خود ہی مسترد کر دیا کیونکہ وہاں وہ نئے حلیوں میں جا کر رہ نہیں سکتے تھے۔ یقیناً وہ اب اس فارمولے کو باہر نکالنے کے لئے کسی سفارت خانے یا کسی کوریئر سروس یا ایئرپورٹ گئے ہوں گے لیکن وہ پہلے اس ٹیکسی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ وہ عمران کو فون کر کے ساری بات بتا دے لیکن پھر اس نے سوچا کہ اس طرح وقت ضائع ہو گا اس لئے پہلے انہیں تلاش کرنا چاہئے۔

عمران کے چہرے پر گہرا اطمینان چھایا ہوا تھا اور وہ آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔ اسے ہوش آ گیا تھا۔ گو ڈاکٹر صدیقی نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو منع کیا تھا کہ وہ عمران سے ملاقات نہ کریں لیکن وہ سب بضد تھے اور پھر ڈاکٹر صدیقی کو مجبوراً انہیں اجازت دینی پڑی لیکن اس نے انہیں سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہ اس سے زیادہ باتیں نہ کریں اور جلد ہی اسے اکیلا چھوڑ دیں۔ چنانچہ سب نے اسے مبارک باد دی اور پھر وہ اطمینان بھرے انداز میں واپس چلے گئے۔ البتہ جوزف وہاں موجود رہا۔ اس نے اس وقت تک واپس جانے سے انکار کر دیا تھا جب تک اس کے اپنے خیال کے مطابق عمران پوری طرح ٹھیک نہیں ہو جاتا۔ البتہ وہ کمرے کی بجائے باہر دروازے کی سائیڈ پر موجود تھا کہ اچانک ڈاکٹر صدیقی کمرے میں داخل ہوئے تو عمران نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

"عمران صاحب چیف کی کال ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کارڈلیس فون پیس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے کہا اور ڈاکٹر صدیقی کارڈلیس فون پیس اس کے ہاتھ میں دے کر واپس چلے گئے تو عمران نے فون کا بٹن آن کر دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے آہستہ آہستہ کہا۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ بلیک زیرو اس لئے اس انداز میں بات کر رہا ہے کہ کہیں عمران کے پاس کوئی اور موجود نہ ہو۔

"سارے ممبروں نے شکایت کی ہے طاہر کہ تم مجھے دیکھنے نہیں آئے۔ ان کا کہنا تھا کہ چاہے تم نقاب لگا کر ہی آ جاتے لیکن آتے ضرور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا دل تو بہت چاہا تھا عمران صاحب لیکن بعض اوقات آپ کے بنائے ہوئے اصول مجھے واقعی بے بس کر دیتے ہیں۔ بہرحال نئی زندگی مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بے حد کرم کیا ہے لیکن یہ سب ہوا کیسے اور کیوں"...... اس بار بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا کیونکہ عمران نے اس کا نام لے کر اسے مخاطب کیا تھا کہ وہ کھل کر بات کر سکتا ہے اور عمران نے اس کے جواب میں آہستہ آہستہ ساری تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب انہیں دوبارہ تلاش کرایا جائے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل تو ظاہر ہے آپ کو لے کر ہسپتال پہنچ گئے تھے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹائیگر ان کی نگرانی کر رہا ہو گا۔ تم اسے ٹرانسمیٹر پر کال کر کے پوچھ لو۔ وہ ابھی تک یہاں ہسپتال بھی نہیں آیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے ابھی تک میرے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔ وہ یقیناً ان کے پیچھے ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ اللہ حافظ"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے فون آف کر کے سائیڈ پر رکھا اور ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ اتنی دیر تک باتیں کرنے سے اسے تکلیف محسوس ہونے لگ گئی تھی۔ پھر کچھ دیر بعد ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور فون اٹھا کر اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے طاہر۔ اتنی جلدی دوبارہ کال کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب ٹائیگر نے انتہائی حیرت انگیز رپورٹ دی ہے۔ وہ آپ کے فلیٹ سے ان کے پیچھے گیا لیکن مین مارکیٹ میں وہ دونوں

غائب ہو گئے۔ ٹائیگر انہیں سارے شہر میں تلاش کرتا رہا۔ پھر اس نے ہوٹلوں کو چیک کیا تو مین مارکیٹ کے ایک ہوٹل میں ان کا سراغ لگا۔ انہوں نے وہاں کمرہ لے کر میک اپ تبدیل کیا اور لباس بھی تبدیل کئے۔ وہاں کے ویٹر کی مدد سے ٹائیگر نے ان کے حلیئے اور لباسوں کی تفصیل معلوم کی۔ پھر ٹیکسی ڈرائیوروں کی مدد سے اس نے سراغ لگا لیا۔ وہ ہوٹل سے نکل کر ٹاپ آفیسرز کالونی گئے اور عقبی ایمرجنسی ڈور پر موجود گارڈ کو رشوت دے کر اندر چلے گئے۔ ٹائیگر جب سیکرٹری سائنس کی کوٹھی پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ سیکرٹری سائنس اور اس کے دو ملازموں کی لاشیں وہاں موجود تھیں۔ سیکرٹری سائنس پر انتہائی تشدد کیا گیا تھا۔ ان کی ایک آنکھ نکال دی گئی تھی اور پھر سینے پر گولی مار کر انہیں ہلاک کیا گیا اور ٹائیگر کے مطابق سیکرٹری سائنس کی رہائش گاہ میں ان کے آفس نما کمرے کا سیف بھی کھلا ہوا تھا۔ اس سے ٹائیگر سمجھا کہ فارمولا سیکرٹری سائنس کے پاس تھا جو وہ لے اڑے اور اب وہ انہیں تلاش کر رہا ہے"...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ میں نے تو انہیں ٹالنے کے لئے سیکرٹری سائنس کے بارے میں بتا دیا تھا کہ فارمولا میں نے انہیں پہنچا دیا ہے اور وہ بے چارے خواہ مخواہ مارے گئے۔ فارمولا تو سرداور کے پاس ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ فارمولا محفوظ ہے۔ ٹھیک ہے اب

میں سیکرٹ سروس کو ان کی تلاش کے لئے بھجواتا ہوں"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور س کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے فون آف کیا اور پھر اسے آن کر کے اس نے سرداور کے مخصوص نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ سرداور چونکہ اسے دیکھنے نہ آئے تھے اس لئے اسے یقین تھا کہ انہیں اس بارے میں اطلاع ہی نہ ہو گی۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بزبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے سلام کے بعد اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یہ تم نے خصوصی طور پر آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... سلام کا جواب دے کر سرداور نے کہا تو عمران ان کی ذہانت پر دل ہی دل میں داد دینے لگا۔

"میں سپیشل ہسپتال کے ایک کمرے کے بیڈ پر پڑا آپ کو یاد کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم خود۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ کیا ہوا تھا۔ تم پوری طرح ٹھیک تو ہو"...... سرداور نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر ساری صورت حال بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ تمہیں نئی زندگی مبارک ہو۔ میں ابھی آ رہا ہوں"...... سرداور نے کہا۔

"آپ تکلیف نہ کریں۔ اس لئے کہ ڈاکٹر عبدالجبار والا فارمولا آپ کے پاس ہے اور دشمن ایجنٹ اس کو تلاش کر رہے ہیں اس لئے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ تک پہنچ جائیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فارمولا میرے پاس نہیں ہے۔ وہ میں نے سیکرٹری سائنس احسان اللہ خان کو دے دیا تھا کیونکہ انہوں نے ایک لیبارٹری اس بارے میں تجویز کر دی تھی اور انہوں نے یہ فارمولا خود وہاں پہنچا دیا ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ کب دیا تھا آپ نے فارمولا"...... عمران نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کل۔ کیوں کیا ہوا۔ تم پریشان کیوں ہو گئے ہو۔ وہ انتہائی ذمہ دار آدمی ہیں"...... سرداور نے کہا۔

"تو آپ کو اطلاع نہیں ملی۔ انہیں ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے اور ہلاک کرنے والے دشمن ایجنٹ تھے اور ان کا سیف بھی کھلا ہوا ملا ہے۔ میں تو اب تک اس لئے مطمئن تھا کہ فارمولا

آپ کے پاس ہے اس لئے دشمن ناکام لوٹ گئے ہوں گے لیکن اب آپ یہ بتا رہے ہیں کہ فارمولا ان کے پاس ہے۔ بہرحال اب مجھے فوری چیف کو اطلاع دینی ہو گی۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر اس نے فون آف کر کے اسے دوبارہ آن کیا اور دانش منزل کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر نہایت سنجیدگی طاری تھی۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سرداور سے ہونے والی گفتگو دوہرا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو انہیں فوری تلاش کرنا ضروری ہو گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے اب اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم فوراً ایئرپورٹ کی نگرانی کراؤ۔ اس کے ساتھ ساتھ سرسلطان سے کہہ کر تمام کوریئر سروسز کی چیکنگ بھی کراؤ اور سفارت خانوں کی بھی اور اس کے ساتھ ساتھ ٹائیگر سے ان کے حلیئے معلوم کر کے انہیں تلاش بھی کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن عمران صاحب آپ نے انہیں زندہ چھوڑ کر واقعی اپنے آپ پر اور ملک پر ظلم کیا ہے۔ اگر آپ انہیں وہیں ہلاک کر دیتے تو نہ آپ اس حالت سے گزرتے نہ سیکرٹری سائنس مارے جاتے اور نہ فارمولا اس طرح غائب ہوتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے خود اس بات کا شدت سے احساس ہو رہا ہے اور مجھے سبق مل گیا ہے۔ بہرحال تم فارمولا تلاش کراؤ"...... عمران نے کہا اور فون آف کر دیا۔ اسے واقعی خیال آ رہا تھا کہ بلیک زیرو نے کہا سچ ہے لیکن ظاہر ہے اب کیا ہو سکتا تھا۔

سیلی اور مارٹن ہوٹل شیرٹن کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی یہاں پہنچے تھے۔

" میڈم ہمیں اس فارمولے سمیت فوری یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ سیکرٹری سائنس کی ہلاکت کی خبر زیادہ دیر چھپی نہیں رہ سکتی اور اس کے بعد تو معاملات انتہائی سنجیدہ ہو جائیں گے"...... مارٹن نے کہا۔

" تم فکر مت کرو۔ کسی کو معلوم نہیں ہے کہ ہم نے یہ سارا کام کیا ہے۔ وہ گارڈ ہماری واپسی پر وہاں موجود ہی نہ تھا۔ اس کے علاوہ ہمارے بارے میں اور کوئی جانتا ہی نہیں۔ سیکرٹری سائنس اور اس کے ملازم ہلاک ہو چکے ہیں اور اگر کچھ ہوا بھی ہی تو سیکرٹ سروس والے زیادہ سے زیادہ ہمارے پہلے حلیوں کے مطابق ہمیں تلاش کریں گے تو کرتے رہیں۔ ویسے بھی عمران ہلاک ہو چکا ہے اس لئے

اب ہمیں واقعی کوئی فوری خطرہ نہیں ہے۔ جہاں تک ایئرپورٹ جانے کا تعلق ہے تو میں اس لئے وہاں نہیں گئی کہ ان حلیوں میں ہمارے پاس کاغذات ہی نہیں ہیں اور کاغذات کے بغیر نہ ہی ہم طیارہ چارٹرڈ کرا سکتے تھے اور نہ ہی عام فلائٹ سے جا سکتے تھے"۔ سیلی نے کہا تو مارٹن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" اوہ۔ واقعی آپ کی ذہانت کا جواب نہیں ہے میڈم۔ میرے ذہن میں تو یہ بات ہی نہیں آئی تھی۔ تو اب آپ کاغذات تیار کروائیں گی کسی سے"...... مارٹن نے کہا۔

" یہاں دولت سے تمام کام ہو سکتے ہیں اس لئے بے فکر رہو۔ کوئی نہ کوئی ذریعہ بن جائے گا"...... سیلی نے مطمئن لہجے میں کہا۔

" آپ اس شوٹنگ کلب والے مینجر سے بات کریں"...... مارٹن نے کہا۔

" نہیں۔ ٹائیگر اس سے مل چکا ہے اس لئے وہ لازماً ہمیں تلاش کرنے کے لئے وہاں پہنچے گا"...... سیلی نے کہا اور مارٹن نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔

" تو پھر میرا خیال ہے میڈم کہ اس فارمولے کو ہم کسی سپیشل کوریئر سروس کے ذریعے یہاں سے بھجوا دیں پھر ہم اطمینان سے جاتے رہیں گے"...... مارٹن نے کہا۔

" ہاں۔ میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ لیکن میں پہلے چیف سے اجازت لینا چاہتی ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی مسئلہ بن جائے"۔ سیلی

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا۔ فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی برائن کی آواز سنائی دی۔

"سیلی بول رہی ہوں باس۔ پاکیشیا سے"...... سیلی نے کہا۔

"اوہ سیلی تم۔ کیا رپورٹ ہے"...... برائن نے کہا۔

"باس۔ سیلی سیکشن کیسے ناکام ہو سکتا ہے۔ میں نے نہ صرف فارمولا حاصل کر لیا ہے بلکہ اس عمران کو بھی اس کے فلیٹ میں ہلاک کر دیا ہے"...... سیلی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا واقعی۔ اوہ ویری گڈ۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ لیکن تمہیں اب فوراً وہاں سے نکل آنا چاہئے۔ عمران کی موت تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے زبردست دھماکہ ہو گا۔ وہ اب پاگلوں کی طرح تمہیں تلاش کریں گے"...... برائن نے کہا تو سیلی نے اسے وہ سب باتیں بتا دیں جو اس نے مارٹن کو بتائی تھیں۔

"اوہ۔ بہرحال جس قدر جلد ہو سکے وہاں سے نکل جاؤ۔ کاغذات کے لئے میں تمہیں ایک پتہ دے دیتا ہوں۔ میں فون کر دوں گا تمہارا کام ہو جائے گا۔ پاکیشیا کے دارالحکومت میں بلیو سکائی ہوٹل ہے جس کا مالک اور مینجر رانسن ہے۔ ایکریمی شہری ہے۔ تم اس سے مل لینا تمہارا کام ہو جائے گا"...... برائن نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو فارمولا میں کسی کوریئر سروس کے ذریعے پہلے بھجوا دوں"...... سیلی نے کہا۔

"اوہ نہیں سیلی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس بے حد تیز اور فعال ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے تمام کوریئر سروسز پر چیکنگ شروع کرا دی ہو اور ایئرپورٹ پر بھی چیکنگ ہو رہی ہو اس لئے تم پہلے رانسن سے ملو وہ یہاں اسرائیل کا خاص نمائندہ ہے۔ اس کا تعلق کافرستانی سفارت خانے سے بھی ہے۔ وہ فارمولا خود ہی کافرستانی سفارت خانے پہنچا دے گا اور وہاں سے وہ کافرستان پہنچ جائے گا اور سیکرٹ سروس کو کانوں کان خبر تک نہ ہو سکے گی"...... برائن نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس"...... سیلی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے شاید برائن کو مسلسل باس اس لئے کہا تھا کہ مارٹن اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا اب ہمیں رانسن سے ملنا ہو گا۔ اسے فون نہ کر لیں"۔ مارٹن نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ باس نے کہا ہے کہ ہم خود جا کر ملیں اور فارمولا اس کے حوالے کر دیں اس لئے کچھ دیر ٹھہر کر ہم خود وہاں جائیں گے"...... سیلی نے کہا اور مارٹن نے اثبات میں سرہلا دیا۔ اس کے چہرے پر بھی اب اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

ٹائیگر کی کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت کی ایک سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ٹائیگر کا چہرہ تمتما رہا تھا کیونکہ اسے سیکرٹ سروس کے چیف سے معلوم ہو گیا تھا کہ سیلی اور مارٹن عمران کے فلیٹ میں عمران کو شدید زخمی کر کے باہر آئے تھے اور عمران موت اور زندگی کی شدید ترین کشمکش کا شکار رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اسے اس وقت معلوم ہوتا کہ یہ دونوں یہ کام کر کے باہر آئے ہیں تو وہ ان کی مین مارکیٹ تک نگرانی کرنے کی بجائے وہیں سڑک پر ہی ان کے ٹکڑے کر دیتا۔ اب بھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ان کے پیچھے جانے کی بجائے سیدھا سپیشل ہسپتال پہنچ جائے اور عمران کو اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے لیکن ایک تو چیف نے اسے بتا دیا تھا کہ عمران اب خطرے سے باہر آ گیا ہے اور دوسرا اس کا حکم تھا کہ جلد از جلد ان دونوں کا سراغ لگایا جائے کیونکہ وہ

سیکرٹری سائنس احسان اللہ خان کو ہلاک کر کے الیکٹرونک آئی کا فارمولا بھی لے اڑے تھے۔ یہ فارمولا ہر صورت میں حاصل کرنا تھا اس لئے بھی اس نے عمران کے پاس جانے کا خیال ترک کر دیا تھا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ ان بڑے بڑے ہوٹلوں کو چیک کرے جہاں غیر ملکی اور خاص طور پر ایکریمی رہائش رکھنا زیادہ پسند کرتے ہیں کیونکہ وہ دونوں ایکریمی میک اپ تھے اور اسے یقین تھا کہ چونکہ ان کے نقطہ نظر سے ان کے نئے میک اپ اور لباس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے اور ٹاپ آفیسر کالونی میں ان کا صرف ایک آدمی فضل خان گارڈ سے رابطہ ہوا تھا جو ان کی واپسی پر وہاں موجود نہ تھا جبکہ سیکرٹری سائنس اور اس کے دو ملازم جنہوں نے انہیں اس میک اپ میں دیکھا تھا وہ ہلاک ہو چکے تھے اس لئے وہ ہر لحاظ سے مطمئن ہوں گے کہ اس نئے میک اپ میں انہیں کوئی نہیں پہچان سکتا تھا اس لئے انہوں نے یہ میک اپ تبدیل کرنا ضروری نہ سمجھا ہو گا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ کسی بھی بڑے ہوٹل میں موجود ہوں گے اور پھر تھوڑی دیر بعد کار اس نے ہوٹل شیرٹن کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے پارکنگ میں روک کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ وہ یہاں تقریباً روزانہ ہی آتا رہتا تھا اس لئے یہاں کا تمام چھوٹا بڑا عملہ اس سے بخوبی واقف تھا۔ وہ اندر داخل ہو کر اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جو رہائشی سوٹس کی ریزرویشن کے لئے مخصوص تھا۔

"جی جناب۔ آپ کو یہاں کوئی سوٹ یا کوئی کمرہ چاہئے"۔ کاؤنٹر پر موجود نوجوان نے مسکراتے ہوئے کاروباری لہجے میں کہا۔

"مجھے کمرہ نہیں چاہئے۔ میرے دوستوں میں سے ایک ایکریمی جوڑا پاکیشیا آیا ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کس ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ دراصل میں انہیں تلاش کر رہا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ کیا نام ہیں ان کے۔ ہمارے ہوٹل میں بھی ایکریمیوں کی کثیر تعداد موجود ہے"...... نوجوان نے کہا۔

"ان کے حلیئے بتا دیتا ہوں۔ ایکریمیا میں کافی طویل عرصہ پہلے ملاقات ہوئی تھی اس لئے ان کے نام بھول گیا ہوں۔ آج صبح فون پر بات ہوئی تو میں نے شرم کے مارے ان سے نام بھی نہیں پوچھا کیونکہ وہ سمجھیں گے کہ میں نے انہیں اہمیت نہیں دی"...... ٹائیگر نے بات بناتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ان دونوں نے حلیوں کے ساتھ ساتھ لازماً اپنے نام بھی تبدیل کر لئے ہوں گے۔

"اوہ ہاں۔ فرمائیے"...... نوجوان کاؤنٹر مین نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر ٹائیگر نے اسے ہوٹل کے ویٹر کے بتائے ہوئے حلیئے تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ۔ ایک منٹ۔ میرا خیال ہے کہ یہ جوڑا آج ہی یہاں آیا ہے۔ ایک منٹ"...... نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رجسٹر کے ورق پلٹنے شروع کر دیئے۔

"اوہ ہاں۔ مجھے اب پوری طرح یاد آ گیا ہے۔ مس مارگریٹ اور

مسٹر جیک۔ کمرہ نمبر تین سو تیرہ اور چودہ۔ اب میں کنفرم ہوں"...... نوجوان نے کہا۔

"تو پھر فون کر کے کنفرم کرو کہ وہ کمروں میں موجود ہیں۔ لیکن انہیں میرے بارے میں نہ بتانا۔ میں انہیں سرپرائز دینا چاہتا ہوں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میں نے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے انہیں باہر جاتے دیکھا تھا اور وہ دوبارہ واپس نہیں آئے۔ ویسے میں روم سروس سے کنفرم کر لیتا ہوں"...... نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر پر پڑا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے جیکی بول رہا ہوں۔ روم نمبر تین سو تیرہ اور چودہ کے پسنجر کمروں میں موجود ہیں یا نہیں"...... نوجوان نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

"اوکے"...... جیکی نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کمرے لاکڈ ہیں جناب"...... نوجوان جیکی نے کہا۔

"اوکے پھر میں ویٹنگ روم میں بیٹھ جاتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ بڑے ہوٹلوں کا رواج ہوتا ہے کہ وہاں کمروں کے نمبر اس انداز میں دیئے جاتے ہیں کہ ان سے خودبخود منزل کا علم ہو جاتا ہے اس لئے اسے معلوم تھا کہ

تین سو تیرہ کا مطلب ہے کہ یہ کمرہ تیسری منزل پر ہے۔ لفٹ کے ذریعے وہ تیسری منزل پر پہنچا اور پھر سروس روم کی طرف بڑھ گیا۔

" اوہ جناب ٹائیگر صاحب آپ "...... سروس ویٹر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" میرے مہمان کہیں گئے ہوئے ہیں اور میں نے ان کا انتظار کرنا ہے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" آپ کے مہمان "...... ویٹر نے کہا مگر اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھالیا اور پھر رسیور رکھ کر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ وہ کسی آرڈر کے سلسلے میں گیا ہوگا اور اس کی واپسی میں کچھ دیر لگ جائے گی اس لئے وہ بھی مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ اب ان کی عدم موجودگی میں کمروں کی تلاشی لینا چاہتا تھا۔ اس کی مخصوص جیب میں ضرورت کی ایسی چیزیں ہر وقت موجود رہتی تھیں جو کسی بھی وقت کام آ سکتی ہوں۔ اس نے جیب سے مڑی ہوئی تار نکالی اور چند لمحوں میں ہی وہ کمرے کا آٹو میٹک لاک کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ راہداری میں لوگ آجا رہے تھے لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ ہوٹلوں میں رہنے والے چونکہ ایک دوسرے سے اجنبی ہوتے ہیں اس لئے وہ کسی کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتے اور راہداری میں ساتھ سے گزرنے والے مرد اور عورتیں گزرتے چلے گئے۔ لیکن کسی نے ٹائیگر کی طرف توجہ نہ دی تھی۔ ٹائیگر نے لاک کھول کر

دروازے کو دبا کر کھولا اور اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ لاک کر دیا۔ پھر اس نے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن کمرے میں کسی قسم کا کوئی سامان موجود نہ تھا۔ البتہ اس کی نظریں میز کے نیچے پڑی ہوئی ردی کی ٹوکری پر پڑ گئیں۔ اس میں ایک بڑا سا کاغذ مڑا تڑا موجود تھا۔ ٹائیگر ایک نظر دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ دارالحکومت کا وہ تفصیلی نقشہ ہے جو ہر جگہ سے مل جاتا ہے اور جسے سیاحوں کے لئے خصوصی طور پر تیار کیا جاتا ہے۔ ٹائیگر نے نقشہ ٹوکری سے اٹھایا اور اسے کھول کر سیدھا کیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ نقشے میں جہاں دارالحکومت میں موجود ہوٹلوں کے ناموں کی فہرست موجود تھی وہاں رانسن ہوٹل کے گرد باقاعدہ بال پوائنٹ سے دائرے کا نشان بنایا گیا تھا۔ ٹائیگر چند لمحوں تک غور سے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے نقشے کو کھول کر مزید پھیلا دیا اور پھر اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا کیونکہ نقشے پر باقاعدہ بال پوائنٹ سے لکیریں ڈالی گئی تھیں اور تھوڑی دیر بعد وہ سمجھ گیا کہ یہ لکیریں ہوٹل شیرٹن سے ہوٹل رانسن تک کے راستے کو چیک کرنے کے لئے ڈالی گئی ہیں۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ کہیں یہ نقشہ اس سے پہلے کے یہاں ٹھہرنے والے کسی مسافر کا مارک کردہ نہ ہو لیکن پھر اس نے اپنا خیال خود ہی مسترد کر دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کمرہ خالی ہوتے ہی اس کی فوری طور پر مکمل صفائی کی جاتی ہے اور پھر کمرہ کسی دوسرے مسافر کو دیا جاتا ہے اس لئے لامحالہ اس نقشے پر

مارکنگ سیلی یا اس کے ساتھی مارٹن یا دونوں نے مل کر کی ہے اور اس کا صاف مطلب تھا کہ وہ دونوں یہاں سے رانسن ہوٹل گئے ہیں۔ اسے معلوم تھا کہ رانسن ہوٹل کا مینجر اور مالک رانسن ایکریمی شہری ہے اور اس کا تعلق غیر ملکی تنظیموں سے رہتا ہے اور وہ ٹائیگر کا دوست بھی تھا۔ ٹائیگر نے میز پر موجود فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کر دیئے۔

"ہوٹل رانسن"۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کیا مسٹر رانسن ہوٹل میں موجود ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جی ہاں جناب۔ مینجر صاحب اپنے آفس میں موجود ہیں۔ آپ کون صاحب بول رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا لیکن ٹائیگر نے بغیر کوئی جواب دیئے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ چونکہ رانسن کے پاس ہوٹل آتا جاتا رہتا تھا اس لئے اسے اس کا نمبر معلوم تھا۔

"یس۔ رانسن بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی کرخت آواز سنائی دی۔

"ایکریمیا سے رابرٹ کنگ بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے آواز بدل کر کہا۔ اسے معلوم تھا کہ ایکریمیا کے ایک ہوٹل کا مینجر رابرٹ کنگ رانسن کا بڑا گہرا دوست ہے اور ایک بار یہاں پاکیشیا میں اس سے ملنے آ چکا ہے اور فون پر تو ان کی باتیں اکثر ہوتی رہتی تھیں اور

چونکہ یہ ملاقات بھی ٹائیگر کی موجودگی میں ہوئی تھی اور اکثر اس کی موجودگی میں کئی بار ان کی فون پر باتیں بھی ہوئی تھیں اس لئے اسے رابرٹ کنگ کا لہجہ اور باتیں کرنے کا انداز بھی معلوم تھا اور اس کے بارے میں تفصیل بھی۔

"اوہ کنگ۔ تم۔ کیسے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے رانسن کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"تمہیں میرے کال کرنے پر اتنی حیرت کیوں ہو رہی ہے"۔ ٹائیگر نے اس کے لہجے میں ابھرنے والی حیرت کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"میں اس لئے حیران ہو رہا تھا کہ کل ہی تو فون پر تفصیلی بات ہوئی ہے۔ برائن کے سلسلے میں"...... رانسن نے کہا۔

"اچھا۔ بہرحال ایک ضروری کام آ پڑا ہے تم سے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کون سا بتاؤ"...... رانسن نے کہا۔

"پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک کلب ہے جس کا نام چیف کلب ہے۔ اس میں ایک آدمی ٹاسکی آتا جاتا رہتا ہے۔ سنا ہے کہ وہ بڑا مشہور اور پیشہ ور قاتل ہے۔ کیا وہ تمہارا واقف ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھی طرح واقف ہے۔ لیکن مسئلہ کیا ہے"۔ رانسن نے کہا۔

"تم کل اسے فون کر کے میرے بارے میں بتا دینا۔ میں

تمہارے حوالے سے خود ہی بات کر لوں گا۔ ایک کام ہے اس سے کسی کو فنش کرانا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے میں کہہ دوں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے "...... ٹائیگر نے کہا اور ہاتھ سے کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جاڈو بول رہا ہوں"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ یہ رانسن کا اسسٹنٹ مینجر تھا اور ٹائیگر کا بڑا گہرا دوست تھا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جاڈو"...... ٹائیگر نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تم خیریت۔ خود آنے کی بجائے کال کیوں کی ہے"۔ جاڈو نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے باس رانسن سے کام تھا۔ میں نے اسے فون کیا تو اس نے بتایا کہ وہ مصروف ہے اس لئے تمہیں فون کیا ہے کہ کیا واقعی وہ مصروف ہے یا جھوٹ بول رہا ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ارے نہیں ٹائیگر۔ باس واقعی مصروف ہے۔ ایک ایکریمی جوڑا اس کے آفس میں ہے"...... دوسری طرف سے جاڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے پھر میں خود آجاتا ہوں۔ جب وہ کام سے فارغ ہو جائے گا تو پھر اس سے بات ہو جائے گی۔ اس دوران تم سے

گپ شپ رہے گی"...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز پر پڑا ہوا نقشہ اٹھایا۔ اسے واپس ٹوکری میں ڈالا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے ہوٹل شیرٹن سے نکل کر رانسن ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جاڈو کی بات سے وہ کنفرم ہو گیا تھا کہ یہ ایکریمی جوڑا یقیناً سیلی اور مارٹن ہی ہوں گے اور وہ یقیناً اس فارمولے کو محفوظ طریقے سے ملک سے باہر نکالنے کے لئے رانسن کے پاس گئے ہوں گے۔ رانسن چونکہ غیر ملکی تنظیموں سے تعلقات رکھتا تھا اس لئے یہ دونوں اس کے پاس گئے ہوں گے انہوں نے یقیناً شیرٹن ہوٹل سے اپنے باس کو فون کیا ہو گا اور اس نے یہ پتہ انہیں بتایا ہو گا اس لئے انہوں نے وہاں کمرے میں بیٹھ کر رانسن ہوٹل کو مارک کیا ورنہ اگر وہ پہلے سے رانسن کو جانتے ہوتے یا اس سے ملے ہوتے تو انہیں نقشہ مارک کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہی باتیں سوچتا ہوا وہ تقریباً پون گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد رانسن ہوٹل پہنچ گیا۔ اس نے کار ہوٹل کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی جیب میں مشین پسٹل موجود تھا اور وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ فارمولا حاصل کر لینے کے بعد وہ سیلی اور مارٹن کو عبرتناک موت مارے گا کیونکہ انہوں نے مکاری اور عیاری سے کام لے کر عمران پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ یہ باتیں سوچتا ہوا وہ ہوٹل کے ہال میں داخل ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر کی سائیڈ پر ایک

راہداری تھی جس میں رانسن اور جاڈو دونوں کے آفس تھے۔ وہ جیسے ہی راہداری میں داخل ہوا وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ رانسن کے آفس کا دروازہ بند تھا اور اس کے باہر گارڈ بھی موجود نہ تھا جبکہ جاڈو کے آفس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے رانسن کے آفس کے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ لاکڈ تھا۔ وہ آگے بڑھ گیا۔ جاڈو اپنے آفس میں موجود تھا۔

"آؤ۔ آؤ۔ ٹائیگر آؤ"...... جاڈو نے اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے باس کا آفس بند تھا کیا کوئی خاص بات ہے"۔ جاڈو سے مصافحہ کر کے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہ تو آفس سے باہر گیا ہے۔ ابھی چند منٹ پہلے گیا ہے۔ مجھے اس نے کہا ہے کہ وہ ایک دو گھنٹوں بعد آئے گا"۔ جاڈو نے کہا۔

"کہاں گیا ہے"...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ کہیں گیا ہو گا۔ تم سناؤ تمہیں باس سے کیا کام پڑ گیا ہے"...... جاڈو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ ایکریمی جوڑا بھی ساتھ گیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے معلوم نہیں۔ شاید ساتھ گیا ہو لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... جاڈو نے کہا۔

"ہاں۔ تم یہ معلوم کراؤ کہ ایکریمی جوڑا کہاں گیا ہے اور رانسن بھی۔ پلیز یہ انتہائی ضروری ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا۔ تم کہتے ہو تو معلوم کر لیتا ہوں"...... جاڈو نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام میں موجود لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ماریا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ جاڈو نے رانسن کی پرسنل سیکرٹری کو کال کیا ہے۔

"جاڈو بول رہا ہوں ماریا۔ باس کہاں گیا ہے۔ میں نے اس سے ضروری بات کرنی ہے"...... جاڈو نے کہا۔

"باس کافرستانی سفارت خانے کے سیکرٹری رام گوپال کی رہائش گاہ پر گئے ہیں"...... ماریا کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا وہ ایکریمی جوڑا جو باس کے آفس میں تھا وہ بھی باس کے ساتھ گیا ہے"...... جاڈو نے پوچھا۔

"ہاں۔ مجھے تو باس نے یہی بتایا ہے کہ وہ اس جوڑے کے کام کے لئے ان کے ساتھ رام گوپال کی رہائش گاہ پر جا رہا ہے۔ ایمرجنسی کے سلسلہ میں"...... ماریا نے کہا۔

"اوکے"...... جاڈو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا اس رام گوپال کا فون نمبر اور پتہ معلوم ہے تمہیں"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ مگر تم کیوں یہ سب کچھ معلوم کر رہے ہو۔ مجھے کھل کر بتاؤ"...... جاڈو نے اس بار قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ایسی کوئی مشکوک بات نہیں ہے۔ جتنی تم سمجھ رہے ہو۔ مجھ پر اعتماد نہیں ہے تمہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو جاڈو بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس نے فون نمبر اور پتہ بتا دیا۔

"اوکے۔ اب مجھے اجازت ایک ضروری کام یاد آگیا ہے"۔ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو جاڈو بے اختیار ہنس پڑا۔

"خیال رکھنا باس کے خلاف کام نہ شروع کر دینا"...... جاڈو نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی مسکرا دیا۔ اس نے جاڈو سے مصافحہ کیا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر آگیا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ وہ چیف کو کال کر کے اسے ساری تفصیل بتا دے تاکہ سیکرٹ سروس کے ارکان وہاں پہنچ جائیں لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ وہ خود اس مشن کو مکمل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس کی کار تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

کمرے میں ایک کافرستانی اور تین ایکریمی موجود تھے۔ کافرستانی رام گوپال تھا جو کافرستانی سفارت خانے میں تھرڈ سیکرٹری تھا جبکہ تین ایکریمیوں میں سے ایک رانسن اور مارٹن تھا جبکہ تیسری عورت سیلی تھی۔ کافرستانی رام گوپال فون کا رسیور کانوں سے لگائے ہوئے تھا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... رام گوپال نے کہا اور پھر دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آپ کا حملہ ناکام ہو گیا ہے مس مارگریٹ اور مسٹر جیکب۔ عمران نہ صرف زندہ ہے بلکہ اب اس کی حالت بھی خطرے سے باہر ہے"...... رام گوپال نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے اس کے سر پر فائر کیا تھا۔

میرا ہاتھ جھٹکا کھا گیا تھا اس لئے گولی اس کی گردن میں جا لگی تھی اور اس کی شہ رگ کٹ گئی تھی اور اس کا ملازم بھی بے ہوش اور رسیوں سے بندھا ہوا پڑا تھا اس لئے اسے کوئی وہاں سے ہسپتال لے جانے والا بھی نہیں تھا اور خون بھی تیزی سے نکل رہا تھا۔ وہ کسی صورت زندہ نہیں رہ سکتا"...... جیکب نے جو دراصل مارٹن تھا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"جو بھی ہوا جیسے بھی ہوا بہرحال وہ نہ صرف زندہ ہے بلکہ اس کی حالت بھی خطرے سے باہر ہے۔ بہرحال آپ نے اسے شدید زخمی کر کے بھی کارنامہ سرانجام دیا ہے لیکن اب پاکیشیا سیکرٹ سروس والے عقابوں کی طرح آپ کو تلاش کر رہے ہوں گے اور آپ کی یہاں آمد کی وجہ سے اب مجھے بھی خطرہ لاحق ہو گیا ہے"...... رام گوپال نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ہمارے اس میک اپ کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ وہ بے شک ہمیں سارے شہر میں تلاش کرتے رہیں۔ وہ ہم تک پہنچ ہی نہیں سکتے جس میک اپ میں ہم عمران کے فلیٹ پر گئے تھے وہ ختم ہو چکا ہے"...... مارگریٹ نے جو دراصل سیلی تھی بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال چونکہ ہمیں کافرستانی حکام سے ہدایت کا انتظار ہے اگر وہاں سے ہدایت مل گئی کہ میں اس فارمولے کو سفارتی بیگ کے ذریعے وہاں بھجوا دوں تو میں ایسا ہی کروں گا ورنہ

جیسے وہ حکم دیں گے"...... رام گوپال نے کہا۔

"اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے باس نے آپ کے اعلیٰ حکام سے بہرحال بات کر لی ہو گی کیونکہ یہ مشن بھی اسرائیل اور کافرستان کا مشترکہ مشن ہے اور انہوں نے ہی اسے پرائنڈ گروپ کو دیا تھا"...... سیلی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی تھا مس مارگریٹ۔ لیکن میں تو بہرحال اپنے اعلیٰ حکام کے احکامات کا ہی پابند ہوں۔ یہاں آپ سے ملاقات تو میں نے برائن کے کہنے پر کی ہے لیکن اس وقت مجھے اس فارمولے کے بارے میں کوئی علم ہی نہیں تھا"...... رام گوپال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ان کے سامنے میز پر شراب کی بوتل اور جام پڑے ہوئے تھے اور وہ باتوں کے دوران شراب پینے میں مصروف تھے کہ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس۔ رام گوپال بول رہا ہوں"...... رام گوپال نے رسیور اٹھا کر کہا اور پھر دوسری طرف سے باتیں سننے لگا۔

"یس سر"...... اس نے آخر میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"فرسٹ سیکرٹری صاحب کا فون تھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں فارمولا لے لوں۔ اسے سفارتی بیگ میں کافرستان بھجوا دیا جائے گا کیونکہ اعلیٰ حکام نے یہی ہدایات دی ہیں۔ لائیے کہاں ہے فارمولا"...... رام گوپال نے کہا اور سیلی نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے تہہ شدہ ایک فائل نکالی اور اسے رام گوپال کے سامنے

رکھ دیا اور پھر اس نے دوسری جیب سے مائیکرو فلم کی ڈبیا نکال کر فائل کے ساتھ رکھ دی۔

" یہ دونوں "...... رام گوپال نے چونک کر کہا۔

" ہاں۔ یہ دونوں ہی فارمولے کے پارٹس ہیں "...... سیلی نے کہا۔

" اوکے ٹھیک ہے۔ اب آپ جا سکتے ہیں اور قطعاً بے فکر رہیں یہ دونوں چیزیں کل صبح کی فلائٹ سے کافرستان پہنچ جائیں گی "۔ رام گوپال نے کہا۔

" ہم کس نمبر پر اس بارے میں تسلی کریں "...... سیلی نے کہا اور رام گوپال نے نمبر بتا دیا۔

" اوکے ۔ بہرحال خیال رکھیں یہ انتہائی اہم ہے "...... سیلی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں مس مارگریٹ۔ اب یہ میری ذمہ داری ہے اور ہم اپنا کام کرنا بخوبی جانتے ہیں اور ہمیں اس کی اہمیت کا بھی احساس ہے "...... رام گوپال نے کہا تو سیلی اور مارٹن نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر رام گوپال نے پہلے مائیکرو فلم اور فائل اٹھا کر اس کمرے کی ایک الماری میں رکھی اور پھر الماری بند کر کے وہ انہیں ساتھ لئے کوٹھی کے بیرونی برآمدے میں پہنچ گیا۔ وہاں رانسن کی کار موجود تھی۔ رام گوپال نے انہیں الوداع کہا اور جب ان کی کار کوٹھی سے نکل کر چلی گئی اور ملازم نے پھاٹک بند کر دیا تو رام

گوپال واپس مڑا اور کمرے میں آکر اس نے الماری سے وہ فائل اور فارمولا نکالا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ کمرے سے باہر راہداری میں آیا اور تھوڑی دیر بعد وہ نیچے بنے ہوئے ایک تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ وہاں مخصوص سیف موجود تھا اور فرسٹ سیکرٹری نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ فارمولے کو سیف میں محفوظ کر دے کیونکہ وہ اسے سفارت خانے میں نہ رکھنا چاہتا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کسی بھی لمحے پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں ریڈ کر سکتی تھی جبکہ فرسٹ سیکرٹری کے مطابق انہیں کسی طور پر رام گوپال کی رہائش گاہ کا خیال نہیں آئے گا۔ تہہ خانے میں پہنچ کر اس نے دیوار میں موجود سیف کھولا اور فائل اور فارمولا اس میں رکھ کر اس نے سیف کو بند کیا اور پھر واپس اس پہلے والے کمرے میں آگیا۔ ابھی وہ وہاں آکر بیٹھا تھا کہ اس نے کال بیل کی آواز سنی تو وہ چونک پڑا کیونکہ اس وقت یہاں کسی کی آمد متوقع ہی نہ تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ ملازم آنے والے کو جو بھی ہوا ٹال دے گا کیونکہ اس نے اسے اس بارے میں مخصوص ہدایت دے رکھی تھی اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھا شراب پیتا رہا لیکن پھر اسے دور سے کسی کی ہلکی سی چیخ سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

" یہ چیخ۔ کیا۔ کیا مطلب "...... اس نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اسے باہر برآمدے میں قدموں کی آواز سنائی دی جو اس کمرے کی طرف ہی آرہی تھی۔

" اوہ میرا وہم ہے۔ شاید راجر اطلاع دینے آرہا ہے "...... رام

گوپال نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا لیکن دوسرے لمحے دروازے پر ایک آدمی نمودار ہوا تو رام گوپال اسے دیکھتے ہی انتہائی حیرت سے اچھل پڑا کیونکہ آنے والا اجنبی تھا۔

ٹائیگر نے کار اس کوٹھی سے کچھ فاصلے پر روکی جس کا پتہ اسے جاڈو نے دیا تھا اور پھر کار سے اتر کر وہ پیدل چلتا ہوا اس کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی کے ستون پر رام گوپال کی نیم پلیٹ موجود تھی لیکن پلیٹ پر صرف نام ہی لکھا تھا اور کچھ نہ لکھا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ وہ دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ سیلی اور مارٹن بھی یہاں موجود ہوں۔ چونکہ رانسن ہوٹل سے یہاں کا فاصلہ بھی کافی تھا اور پھر ون وے کا چکر بھی تھا اس لئے اسے یہاں تک پہنچتے پہنچتے کافی وقت لگ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آگیا۔

"جی صاحب"...... ملازم نے ٹائیگر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"رام گوپال صاحب اندر ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ وہ تو نہیں ہیں اور نہ ہی بتا کر گئے ہیں کہ کس وقت

واپس آئیں گے"...... ملازم نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن ابھی ایکریمی یہاں آئے تھے۔ وہ تو اندر ہوں گے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ اندر کوئی نہیں ہے۔ آپ جا سکتے ہیں"۔ ملازم نے کہا اور واپس مڑ گیا لیکن ٹائیگر اس کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نے اس کی گردن کی پشت پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب"...... ملازم نے مڑنے کی کوشش کرتے ہوئے گھٹے گھٹے سے لہجے میں کہا لیکن ٹائیگر نے اندر داخل ہوتے ہی دوسرا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور پھر پھرتی سے پہلا ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھ کر اس نے دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں حرکت دی تھی۔ ملازم کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور اس کا کسا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے اسے گھسیٹ کر ایک طرف ڈالا اور پھر کھڑکی کو اندر سے بند کر کے اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔ اس ملازم کے علاوہ وہاں کوئی اور آدمی نظر نہ آ رہا تھا اور کوٹھی خالی ہی لگتی تھی۔ لیکن جب ٹائیگر برآمدے میں آیا تو اس نے سائیڈ کمرے میں روشنی دیکھی اور وہ اس کمرے کے کھلے دروازے کی طرف آ گیا۔ پھر جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچا تو اس نے ایک ادھیڑ عمر آدمی کو کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا جبکہ میز پر تین خالی جام اور ایک بوتل شراب کی بھی پڑی تھی۔ وہ آدمی کافرستانی ہی تھا اور وہ ٹائیگر کو دروازے پر

دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کون ہو تم"...... اس آدمی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام رام گوپال ہے اور تم کافرستانی سفارت خانے میں تھرڈ سیکرٹری ہو"...... ٹائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ مشین پسٹل والا ہاتھ اس نے جیب میں ڈال لیا تھا۔

"ہاں۔ ہوں مگر تم کون ہو اور تم اس طرح بغیر اجازت کے اندر کیوں آئے ہو"...... رام گوپال نے تیز لہجے میں کہا تو دوسرے لمحے ٹائیگر کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور رام گوپال چیختا ہوا اچھل کر نیچے جا گرا اور پھر نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر کی ٹانگ حرکت میں آئی اور کنپٹی پر پڑنے والی زور دار ضرب نے رام گوپال کو ایک بار پھر نیچے گرنے اور چیخنے پر مجبور کر دیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ ٹائیگر تیزی سے مڑا اور پھر اس نے پوری کوٹھی گھوم ڈالی لیکن وہاں اور کوئی آدمی نہ تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ سیلی، مارٹن اور رانسن واپس جا چکے ہیں"...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور وہ پھر اس کمرے میں آ گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور رام گوپال پر جھک گیا۔ اس نے بے ہوش پڑے ہوئے رام گوپال کو گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر کرسی پر ڈال دیا۔ رام

گوپال کا ڈھیلا جسم کرسی کے بازوؤں میں پھنس کر رہ گیا تو اس نے پہلے اس کے لباس کی تلاشی لی لیکن اس کی جیبوں سے سوائے شناختی کاغذات اور پرس کے اور کوئی چیز نہ تھی۔ اس نے ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ کا زور دار تھپڑ اس نے رام گوپال کے چہرے پر جڑ دیا اور پھر شاید تیسرے تھپڑ پر رام گوپال چیختا ہوا ہوش میں آگیا۔

"وہ فارمولا کہاں ہے جو تمہیں ایکریمی دے گئے ہیں"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"فارمولا۔ کون سا فارمولا"...... رام گوپال نے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی کیونکہ ٹائیگر کا زور دار تھپڑ پوری قوت سے اس کے چہرے پر پڑا تھا اور تھپڑ کھا کر رام گوپال کرسی سمیت نیچے جا گرا۔

"بولو۔ کہاں ہے فارمولا۔ بولو"...... ٹائیگر نے اس کی پسلیوں میں پوری قوت سے لات مارتے ہوئے کہا تو کمرہ رام گوپال کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ لیکن ٹائیگر پر تو جیسے وحشت سوار ہو گئی تھی۔

"بولو۔ بتاؤ ورنہ"...... ٹائیگر نے دوسری ضرب لگاتے ہوئے کہا اور رام گوپال فرش پر کسی ذبح ہونے والے بکرے کی طرح پھڑکنے لگا تھا۔

"بولو۔ ورنہ ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا"...... ٹائیگر نے ایک اور زور دار لات مارتے ہوئے کہا۔

"سیف۔ سیف میں۔ تہہ خانے کے سیف میں"...... رام گوپال نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔ رام گوپال کے منہ اور ناک سے خون کی لکیریں نکل رہی تھیں۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا اور اس کا جسم اس طرح کانپ رہا تھا جیسے وہ رعشہ کا مریض ہو۔

"چلو۔ آگے بڑھو اور بتاؤ کہاں ہے فارمولا۔ اگر تم نے فارمولا دے دیا تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا کیونکہ بہرحال تمہارا تعلق سفارت خانے سے ہے"...... ٹائیگر نے اسے آگے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مجھے مت مارو۔ میں بے قصور ہوں۔ مجھے مت مارو"...... رام گوپال نے ہذیانی سے لہجے میں کہا۔

"چلو۔ فارمولا دو۔ ورنہ"...... ٹائیگر نے کہا تو رام گوپال لڑکھڑانے کے انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر وہ دونوں خفیہ تہہ خانے میں پہنچ گئے۔

"سنو اگر کوئی غلط حرکت کی تو ایک لمحے میں گولی مار دوں گا۔ اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو کوئی غلط حرکت نہ کرنا"...... ٹائیگر نے اسے ایک دیوار کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا۔

"فکر مت کرو۔ میں کوئی غلط حرکت نہیں کروں گا۔ ویسے بھی یہ فارمولا ہمارا نہیں ہے"...... رام گوپال نے اس بار قدرے سنبھلے

ہوئے لہجے میں کہا۔

" جلدی نکالو اسے۔ وقت ضائع مت کرو"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا تو رام گوپال نے خفیہ سیف کھولا اور پھر اس میں سے فائل اور مائیکرو فلم کی ڈبیا نکال کر اس نے ٹائیگر کی طرف بڑھا دی۔

" دیوار کی طرف منہ کر لو۔ میں اس دوران فائل چیک کر لوں"۔ ٹائیگر نے کہا تو رام گوپال نے جلدی سے دیوار کی طرف منہ کر لیا۔ ٹائیگر نے فائل کھولی اور اسے سرسری طور پر چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے کیونکہ وہ خود سائنس دان تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ فارمولا واقعی الیکٹرونک آئی کا ہے تو اس نے فائل بند کر کے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھی اور ڈبیا کو بھی محفوظ کر لیا۔ رام گوپال بدستور دیوار کی طرف منہ کئے کھڑا تھا۔

" ہاں۔ اب بتاؤ تمہیں کیا سزا دی جائے "...... ٹائیگر نے کہا تو رام گوپال تیزی سے مڑا۔

" تم نے وعدہ کیا تھا۔ فارمولا تمہیں مل گیا ہے۔ مجھے مت مارو"...... رام گوپال نے مڑ کر کہا۔

" تم نے پاکیشیا کے مفادات کے خلاف کام کیا ہے اور ویسے بھی میں نے تم سے کوئی وعدہ نہیں کیا اس لئے تم چھٹی کرو"...... ٹائیگر نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور پھر تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی رام گوپال

چیختا ہوا پشت کے بل نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا تو ٹائیگر واپس مڑا اور تہہ خانے سے نکل کر وہ واپس اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں پہلے رام گوپال موجود تھا۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سپیشل ہسپتال کے ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ باس عمران صاحب کی طبیعت اب کیسی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اوہ ٹائیگر تم۔ وہ اب ٹھیک ہیں لیکن انہیں یہاں کم از کم ایک ہفتہ تو رہنا ہی ہو گا۔ ویسے اللہ تعالیٰ نے اس بار واقعی انہیں نئی زندگی دی ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ان سے بات کرا دیں۔ انہیں انتہائی ضروری پیغام دینا ہے اور ہدایات لینی ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اچھا۔ ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر تقریباً دس منٹ کی خاموشی کے بعد عمران کی کمزور سی آواز سنائی دی۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بیڈ نشین مخصوص ہسپتال بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ نئی زندگی مبارک ہو"...... ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ ویسے اسے عمران کی آواز سن کر واقعی انتہائی مسرت ہوئی تھی۔

"شکریہ۔ تم کیا کرتے پھر رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ میں نے فارمولا حاصل کر لیا ہے اور وہ میری جیب میں ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ میں یہ فارمولا چیف تک کیسے اور کہاں پہنچاؤں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ اصل خوشخبری ہے۔ کیسے اور کہاں سے حاصل کیا ہے اور وہ سیلی اور مارٹن کہاں ہیں"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اسے شروع سے لے کر اب تک کے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"گڈ۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ فارمولا رانا ہاؤس جوزف کو پہنچا دو وہ خود ہی اسے چیف تک پہنچا دے گا۔ جوزف کو میں فون کر کے کہہ دیتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ اس سیلی اور مارٹن کا کیا کرنا ہے۔ میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ وہاں شیرٹن ہوٹل جا کر ان کے جسم گولیوں سے چھلنی کر دوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ جذباتی مت ہوا کرو۔ ان سے پرائڈ گروپ کے بارے میں تمام تفصیلات حاصل کرنی ہیں"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیکن باس۔ بہرحال یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ اس فارمولے کو اصل میں کافرستان حاصل کرنا چاہتا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ کافرستان براہ راست اس میں ملوث نہ ہو۔ انہوں نے اس رام گوپال کو لالچ دے کر فارمولا یہاں رکھوایا ہو گا۔ چونکہ اس پرائڈ گروپ نے پاکیشیا کے مفادات کے خلاف کام کیا ہو اس لئے اس کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔ تم ایسا کرو کہ جوزف اور جوانا کو ان کے کمرہ نمبر بتا دینا وہ انہیں وہاں سے نکال لائیں گے۔ پھر رانا ہاؤس میں ان سے اطمینان سے ساری معلومات حاصل کر لی جائیں گی"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن اگر آپ اجازت دیں تو میں خود ان سے معلومات حاصل کر لوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ چونکہ تم نے فارمولا حاصل کر کے کارنامہ سرانجام دیا ہے اس لئے اب مشن کا اختتام بھی تمہارے ہاتھوں ہی ہونا چاہئے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"شکریہ باس۔ خدا حافظ"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے کار رانا ہاؤس کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ وہ پہلے یہاں آکر نہ صرف فارمولا جوزف کے حوالے کر گیا تھا بلکہ انہیں سیلی اور مارٹن کے بارے میں تفصیلات بتا کر وہ خود رانسن ہوٹل واپس چلا گیا تھا تاکہ وہ اس رانسن کو پاکیشیائی فارمولا ملک سے باہر نکالنے کی سزا دے سکے۔ چونکہ اسے وہ خفیہ راستہ معلوم تھا جہاں سے کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہ رانسن کے آفس تک پہنچ سکتا تھا اس لئے بغیر کسی رکاوٹ کے وہ اس کے سر پر پہنچ گیا اور پھر رانسن نے گو اپنی صفائی پیش کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن ٹائیگر نے اس کی ایک نہ سنی اور اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ اس کے بعد وہ اسی راستے سے باہر آیا اور اب وہ رانا ہاؤس پہنچا تھا۔ باہر تالا نہ دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ جوزف اور جوانا سیلی اور مارٹن کو لا چکے ہیں۔ اسے معلوم تھا کہ یہ

دونوں انہیں ہوٹل شیرٹن سے نکال لائے ہوں گے۔ چند لمحے بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور جوزف باہر آگیا۔

"اوہ تم۔ آؤ۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں"...... جوزف نے ٹائیگر کو دیکھ کر کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور ٹائیگر جو اس دوران کار میں واپس بیٹھ چکا تھا کار اندر لے گیا۔ کار روک کر وہ نیچے اترا تو سامنے جوانا موجود تھا۔

"کیا ہوا۔ لے آئے ہو انہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں"...... جوانا نے جواب دیا۔

"کوئی پرابلم تو نہیں ہوا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ پرابلم کیسا"...... جوانا نے جواب دیا اور ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوزف بھی اس دوران وہاں پہنچ چکا تھا۔

"لیکن ان کا کیا کرنا ہے"...... جوزف نے ٹائیگر سے پوچھا۔

"باس کا حکم ہے پوچھ گچھ کرنی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ ہم نے کر لی ہے۔ البتہ انہیں زندہ اس لئے رکھا ہوا ہے کہ باس نے کہا تھا کہ تم آکر مشن کو اختتام تک پہنچاؤ گے"...... جوزف نے کہا۔

"واہ۔ لیکن ان سے کیا پوچھ گچھ کرنی ہے۔ یہ تمہیں معلوم تھا"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ باس نے بتا دیا تھا اور پھر مجھے اور جوانا کو دیکھ کر ان

دونوں نے اس طرح فرفر بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈر چلتا ہے"...... جوزف نے کہا اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ظاہر ہے"...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ جوزف کے ساتھ بلیک روم میں داخل ہوا تو سیلی اور مارٹن راڈز میں جکڑے ہوئے موجود تھے۔ مارٹن کا چہرہ مسخ ہو رہا تھا کیونکہ اس کی ایک آنکھ غائب ہو چکی تھی اس لئے ٹائیگر سمجھ گیا کہ جب جوانا نے اپنی گرز نما انگلی سے مارٹن کی آنکھ نکالی ہو گی تو ان دونوں نے خوف کی شدت سے خود ہی سب کچھ بتا دیا ہو گا۔

"اوہ۔ تم ٹائیگر"...... سیلی نے ٹائیگر کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں ان دونوں نے بتا دیا ہو گا کہ فارمولا ہم نے واپس حاصل کر لیا ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ نہیں۔ اس پر تو بات ہی نہیں ہوئی۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... سیلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تم نے یہ سوچ کر اپنے گروپ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہو گا کہ فارمولا تو محفوظ رہے گا لیکن میں تمہیں بتا دوں کہ رام گوپال ہلاک ہو چکا ہے اور فارمولا میں وہاں سے واپس لے آیا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ رانسن ہوٹل میں رانسن کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور تم دونوں میرے وہاں پہنچنے سے پہلے نکل آئے تھے ورنہ تمہارا حشر بھی گوپال جیسا ہوتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا۔ ہم تو نئے میک اپ میں تھے"...... سیلی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے اسے ہوٹل شیرٹن کے کمروں تک جانے جہاں انہوں نے میک اپ تبدیل کیا تھا اور پھر ویٹر سے نئے حلیئے اور لباسوں کی تفصیل سے لے کر رام گوپال کی ہلاکت تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم لوگ واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو۔ ہم تمہاری برتری تسلیم کرتے ہیں۔ ہمیں معاف کر دو"...... سیلی نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ناقابل معافی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ تم نے سائنس دان ڈاکٹر عبدالجبار اور اس کے ملازموں کو ہلاک کیا۔ سیکرٹری سائنس اور اس کے دو ملازموں کو ہلاک کیا۔ پاکیشیا کا انتہائی قیمتی فارمولا اڑایا اور سب سے زیادہ یہ کہ تم نے مکاری سے کام لیتے ہوئے عمران صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا اس کے باوجود تم کہتے ہو کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے۔ نہیں ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم بندھے ہوئے اور بے بس ہیں اور ہم نے اپنی شکست تسلیم کر لی ہے۔ عمران نے بھی ہمیں چھوڑ دیا تھا۔ پلیز تم بھی ہمیں چھوڑ دو"۔ سیلی نے کہا۔

"عمران صاحب بہت عظیم آدمی ہیں لیکن میں ان جیسا عظیم نہیں ہوں۔ میں تو چاہتا تھا کہ تمہاری موت عبرتناک بنا دوں لیکن

"اب جبکہ تم نے شکست تسلیم کر لی ہے تو تمہیں آسان موت مارا جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ان کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخیں نکلیں اور پھر چند لمحوں بعد ہی ان کے جسم ڈھیلے پڑ گئے۔

"ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال دو۔ جوزف"...... ٹائیگر نے مشین پسٹل جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ڈال دوں گا۔ لیکن باس کو بہرحال بتانا پڑے گا کہ تم نے انہیں اس حالت میں ہلاک کیا ہے اور ہم نے بھی تمہارا ہاتھ اس لئے نہیں روکا کہ انہوں نے باس پر واقعی دھوکے سے حملہ کر کے اپنے آپ کو اس سزا کا مستحق قرار دے دیا تھا"...... جوزف نے کہا۔

"شکریہ"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

ختم شد